عُلمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ

بدر الزّماں نیپالی

www.KitaboSunnat.com

(تقسیم بلاقیمت)

ندوۃ المحدّثین
گوجرانوالہ ○ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ

بدر الزماں نیپالی

ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ ندوۃ المحدثین

۵۰

کتاب — علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ

مولف — بدرالزمان نیپالی

طبع اول — ۱۹۹۰ء

صفحات — ۱۶۰

تعداد — ۱۰۰۰

تقسیم بلاقیمت

باھتمام

ضیاء اللہ کھوکھر، ۸۳ بی ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست

	مقدمہ		۷
	الف		
۱	مولانا احمد علی	اوبری ڈیہہ	۱۲
۲	مولانا اقبال حسین	ریواں	۱۳
۳	میاں الٰہی بخش	چوکنیاں	۱۵
۴	مولانا الطاف الرحمٰن	ٹھکراپور	۱۵
۵	مولانا اللہ بخش	بسکوہر	۱۵
۶	مولانا امیر علی	ششہنیاں	۱۸
	ج		
۷	مولانا جعفر علی نقوی	مجھوامیر	۱۹
۸	مولانا جعفر علی	مرغہوا	۲۶
۹	حکیم جمیل احمد	مرغہوا	۲۶
	ح		
۱۰	مولانا حشمت اللہ	اوڈہوا	۲۹

	خ		
۱۱	مولانا خلیل احمد	بسکوہر	۳۰
	د		
۱۲	میاں دانش علی	نَدیا	۳۱
۱۳	مولانا دیانت اللہ	سمرا	۳۲
	ذ		
۱۴	مولانا ذکر اللہ ذاکر	بسکوہر	۳۲
	ر		
۱۵	مولانا رحیم اللہ	بستی	۳۳
۱۶	مولانا رئیس الاحرار ندوی	بھٹیا	۳۳
	ز		
۱۷	مولانا زین اللہ	کونڈٹی	۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نمبر	نام	مقام	صفحہ
	ش		
۱۸	مولانا شریف حسن نقوی		۳۷
۱۹	مولانا شکر اللہ	اوسان کوئیاں	۳۸
۲۰	مولانا شکر اللہ	ٹکریا	۳۹
۲۱	مولانا شکر اللہ	سمرہن	۴۰
	ص		
۲۲	مولانا صغیر احمد	شنکر نگر	۴۹
۲۳	مولانا صلاح الدین	اونرہوا	۵۰
	ع		
۲۴	مولانا عابد علی	اتری بازار	۵۲
۲۵	میاں عباد اللہ	تلانگ	۵۷
۲۶	مولانا عباد اللہ	یوسف پور	۵۸
۲۷	مولانا عبد الاحد	پرسیا	۶۲
۲۸	حاجی عبد الجبار	گنوریا	۶۴
۲۹	مولانا عبد الجلیل	اوسان کوئیاں	۶۴
۳۰	مولانا عبد الجلیل	پرسیا	۶۵
۳۱	مولانا عبد الجلیل رحمانی		۶۵
۳۲	قاری عبد الحق	بانسی	۶۸
۳۳	مولانا عبد الحمید رحمانی		۷۱
۳۴	مولانا عبد الحی	تیواری پور	۷۴
۳۵	مولانا عبد الرب	گینسڑی بازار	۷۴
۳۶	مولانا عبد الرحمان	بجوا	۷۶
۳۷	مولانا عبد الرحمٰن	بکھریا	۷۷
۳۸	مولانا عبد الرحمٰن	بھینسا گاہن	۷۸
۳۹	مولانا عبد الرحمٰن	ڈوکم	۷۸
۴۰	مولانا عبد الرحیم رحمانی	حسن پور	۸۲
۴۱	مولانا عبد الرزاق	ٹکریا	۸۵
۴۲	مولانا عبد الرزاق	سمرا	۸۶
۴۳	مولانا عبد الرؤف رحمانی	جھنڈانگر	۹۲
۴۴	مولانا عبد الستار	بانسی	۹۶
۴۵	مولانا عبد الستار	بکھوہر	۹۶
۴۶	مولانا عبد السلام	بلکڈیہہ	۹۷
۴۷	مولانا عبد السلام	ششہنیاں	۹۸
۴۸	مولانا عبد السلام	کونڈوں	۱۰۰
۴۹	مولانا عبد الشکور	بڑھے پوروا	۱۰۱
۵۰	مولانا عبد الصمد	ٹھکراپور	۱۰۲
۵۱	مولانا عبد العظیم	اکرہرا	۱۰۳
۵۲	مولانا عبد العلیم	اکرہرا	۱۰۴
۵۳	مولانا عبد الغفار	پنڈت پور	۱۰۵
۵۴	مولانا عبد الغفار	مڑلا	۱۰۵
۵۵	مولانا عبد الغفور	بکھوہر	۱۰۶
۵۶	مولانا عبد الغفور	ٹکریا	۱۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

۵۷	مولانا عبد القدوس	بانسی	۱۰۸
۵۸	مولانا عبد القدوس	ٹکریا	۱۰۹
۵۹	مولانا عبد القیوم	ددھونیاں بزرگ	۱۱۰
۶۰	مولانا عبد المبین منظر	سمرا	۱۱۱
۶۱	مولانا عبد المجید	یوسف پور	۱۱۴
۶۲	مولانا عبد المعید	چیونٹہوا	۱۱۴
۶۳	مولانا عبد الوہاب	بانسی	۱۱۶
۶۴	مولانا عبد الوہاب حجازی	کسمی	۱۱۸
۶۵	مولانا عظیم اللہ	نیپالی	۱۱۹
۶۶	میاں علی رضا	پھلوریا	۱۱۹
	ف		
۶۷	مولانا فرید احمد	پیکولیا مسلم	۱۲۰
	ق		
۶۸	سید قطب علی	مجھوا میر	۱۲۳
	ک		
۶۹	کھدیرو بابا	کھنٹری بازار	۱۲۵
	گ		
۷۰	میاں گوہر علی	اوزہوا	۱۲۶
	ل		
۷۱	حافظ لعل محمد	بانسی	۱۲۷
۷۲	مولانا لیاقت حسین	مرغہوا	۱۲۸
	م		
۷۳	مولانا محفوظ الرحمان	بونڈھار	۱۳۱
۷۴	مولانا محمد	سمرا	۱۳۲
۷۵	مولانا محمد اسحاق	بانسی	۱۳۳
۷۶	مولانا محمد اسرائیل	اوزہوا	۱۳۴
۷۷	مولانا سید محمد اظہر	ادئی پور	۱۳۵
۷۸	مولانا محمد اقبال	بونڈھار	۱۳۷
۷۹	مولانا محمد حسن رحمانی	اوزہوا	۱۳۸
۸۰	مولانا محمد حسین	ترکلہا	۱۳۹
۸۱	مولانا محمد حنیف رحمانی	موہن کولہ	۱۴۰
۸۲	مولانا محمد زماں	انتری بازار	۱۴۰
۸۳	حافظ محمد سلیم	بانسی	۱۴۲
۸۴	مولانا محمد صدیق	سمرا	۱۴۳
۸۵	مولانا محمد صدیق	لدوا	۱۴۴
۸۶	مولانا محمد عباس	بونڈھار	۱۴۵
۸۷	مولانا محمد عمر	انتری بازار	۱۴۵
۸۸	مولانا محمد عمر	سیکھ پور	۱۴۵
۸۹	مولانا محمد یاسین	بانسی	۱۴۶

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹۰	مولانا محمد یاسین	بونڈھار	۱۴۷		ن		
۹۱	مولانا محمد یونس	بونڈھار	۱۴۷	۹۷	مولانا نوراللہ	پپرابھوج	۱۵۶
۹۲	مخدوم پنچ	ہرہٹہ	۱۴۸				
۹۳	مولانا مصاحب علی	اونرہوا	۱۴۹		و		
۹۴	حکیم مقبول احمد	جھنڈانگر	۱۵۰	۹۸	مولانا وصی اللہ	پپرابھوج	۱۵۸
۹۵	مولانا ممتاز علی	کرتھی ڈیہہ	۱۵۱	۹۹	چودھری ولی محمد	لموتیا	۱۵۹
۹۶	مولانا مولابخش	اوسان کوئیاں	۱۵۵				

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ضلع بستی اور گونڈہ میں اہلحدیثیت کی ابتدار مولانا شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید کے فیض یافتہ مولانا جعفر علی نقوی سے ہوتی ہے۔ آپ نے حادثۂ بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ کے بعد وطن واپس آکر دعوت و تبلیغ اور سلفیت کی ترویج کو اپنا مشن بنایا۔ ممکن ہے آپ ہی کی ترغیب پر مولانا محمد اسحاق بانسوی جونپور بغرض تعلیم گئے ہوں یوں مولانا رحیم اللہ نامی ایک گمنام شخصیت کا سراغ ملتا ہے جنھوں نے مولانا سخاوت علی جونپوری متوفی ۱۲۷۴ھ سے کسب فیض کیا تھا۔ اس ابتدائی دور میں مذکورالصدر حضرات کے علاوہ مولانا محمد اظہر بہاری متوطن ادئی پور گونڈہ، مولانا محمد دین محدث پنجابی، مولانا اللہ بخش بسکوہری، مولانا عبدالسلام مبارکپوری صاحب سیرۃ البخاری، مولانا عبدالرحمان مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی، مولانا عباد اللہ یوسف پوری مولانا احمد علی اوبری ڈیہہ گونڈہ، حافظ لعل محمد بانسوی، مولانا عظیم اللہ نیپالی، مولانا محمد حسن ترکلہا لمبنی نیپال، حاجی عبدالجبار گنور یار بلرامپور) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جنھوں نے علاقہ میں گھوم گھوم کر تبلیغ کی علاقہ کا علاقہ اہلحدیث بنایا اور لوگوں کو کتاب و سنت کی راہ دکھائی۔ اس دور کا سرخیل ہم مولانا جعفر علی نقوی کو پاتے ہیں۔ اس دور کا امتیاز ہے عوام میں دعوت و تبلیغ کے ذریعہ توحید کا سبق سکھانا شرک و بدعت اور رسوم و رواج سے دور رہنے کی تلقین کرنا اور لوگوں کے سامنے بہتر نمونہ پیش کر کے اہلحدیث بنانا۔

دوسرے دور کا آغاز بیسوی صدی کی ابتدار سے ہوتا ہے اس میں مولانا عبدالرزاق سمراوی، مولانا عبدالرحمان ڈوکمی، مولانا عبدالوہاب بانسوی، مولانا عابد علی انتری بازار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا ممتاز علی، مولانا محمد یٰسین یونڈھاری، مولانا عبدالغفور بسکوہری وغیرہ قابل ذکر ہیں جنھوں نے تاریخ سلفیت کا رخ تعلیم کی طرف موڑنے میں خاص رول ادا کیا جبکہ عوامی دعوت و تبلیغ، ترویج سلفیت اور رد شرک و بدعت میں کچھ کمی نہیں آنے پائی۔ گویا اس دور کا امتیاز تعلیم پر ترکیز ہے جس کے نتیجے میں بستی و گونڈہ کی تاریخ اہلحدیث کے تیسرے دور میں علم کا دور دورہ ہوا، بے شمار علماء کرام وجود میں آئے اور دیکھتے دیکھتے ہندوستانی پیمانے پر کمیت و کیفیت ہر اعتبار سے بھاری نظر آنے لگے۔ اس دوسرے دور کا سرخیل ہم مولانا عبدالرزاق سمراوی کو پاتے ہیں کیونکہ علمی لیاقت، تدریسی صلاحیت، انتظامی قابلیت، مدبرانہ عقلیت، صحافتی سوجھ بوجھ، دعوتی لگن، مناظرانہ بالادستی، باطل شکن ہمت و قوت، عائلی زندگی کی مشقتوں سے بے نیازی، صلاح و تقویٰ اور خدمت دین و ترویج سلفیت نیز قلت وسائل کے باوجود مجاہدانہ نقل و حرکت میں آپ کے دور میں آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ اس دور میں جہاں دعوت و تبلیغ اور رد شرک و بدعت کے شانہ بشانہ علم اور تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی وہیں بریلویوں شیعوں، مقلدوں اور آریہ سماجیوں وغیرہ کا زور توڑنے کے لئے ان کے علماء کو للکارا گیا اور ان کے عوام کو اپنا ہم نوا بنا لیا گیا۔

تیسرا دور ہندوستان کی آزادی (۴۷ء۱۹۴۷ء) سے شروع ہوتا ہے جس میں ہمیں مولانا عبدالمبین منظر، مولانا شکر اللہ سمرہنوی، مولانا عبدالجلیل رحمانی، قاری عبدالحق بانسوی مولانا عبدالرحمٰن بجاوی، مولانا عبدالقدوس ٹکریاوی، مولانا محمد اقبال رحمانی، مولانا احمد زماں رحمانی، اور مولانا عبدالرؤف رحمانی حفظہ اللہ وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر نظر آتے ہیں۔ اس دور کا امتیاز ہے تحریری دعوت و تبلیغ برائے عوام و خواص و موافق و مخالف۔ گویا اس دور میں دونوں سابقہ ادوار کے امتیازات و خصوصیات کے شانہ بشانہ ایک تیسرا ایسا قدم اٹھایا گیا ہے جس سے حال و مستقبل کے تمام حاضر و غائب صغیر و کبیر اور عوام و خواص کو تادیر یکساں فائدہ پہونچتا رہے۔ اس سلسلے میں مولانا عبدالمبین منظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا شکراللہ سمرہوی، مولانا عبدالجلیل رحمانی، مولانا عبدالرحمٰن بجواوی اور مولانا عبدالرؤف رحمانی حفظہ اللہ کا نام خاص طور پر لیا جائے گا۔

اس دور کا سرخیل ہم مولانا عبدالمبین منظر کو پاتے ہیں جن کی گوناگوں صلاحیتوں نے انھیں زبردست عالم و مدرس، بہترین منظم و منتظم، کامیاب مناظر و مصنف، متحرک داعی و مبلغ، سنجیدہ مقرر و مدبر اور مخلص صاحب ورع و تقویٰ کی شکل میں پیش کیا۔

علماء بستی و گونڈہ کے جماعتی خدمات کو تین اہم حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

اول: دعوت و تبلیغ۔ اس میں درج ذیل چیزیں داخل ہوتی ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے تحت مسلمانوں کو شرک و بدعت، تعزیہ پرستی، قبر پرستی وغیرہ مختلف منکرات سے دور رکھنا۔ نیز کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق انفرادی اور اجتماعی معاشرتی زندگی گذارنے کا پابند بنانا اس سلسلے میں چھوٹے دعوتی حلقے قائم کرنا۔ جمعہ، عیدین اور مختلف مناسبات پر پند و نصیحت کا اہتمام کرنا۔ مختلف اداروں یا تنظیموں کی سرپرستی میں بڑے اجتماعات اور کانفرنسیں کرنا اور منہج سلف سے ہٹے ہوئے مختلف گروہوں سے زبان و قلم اور قوت بازو سے نبرد آزما ہونا اور ان کا زور توڑ کر ہدایت کا راستہ دکھانا۔

جماعتی خدمات کا یہ باب اس قدر وسیع ہے کہ مذکورہ چند نقاط ہی سے متعلق یہاں کی خدمات کا احاطہ دشوار ہی نہیں ناممکن ہے۔ اس لئے اس اجمال پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

دوم: مدارس و تدریس، اس میں درج ذیل چیزیں داخل ہوتی ہیں: مدارس کی تاسیس، ان کا انتظام و انصرام اور متعلقہ اسباب کی فراہمی، اور طلبہ کی تعلیم اور تربیت وغیرہ۔

اس سلسلے میں بستی کے چند اہم قدیم و جدید مدرسے حسب ذیل ہیں: مدرسہ دارالہدیٰ یوسف پور، مدرسہ ہدایت المسلمین کرہی، مدرسہ مظہر العلوم اوسان کوئیاں، تدریس بسکوہر مدرسہ سمرا (خانکوٹ سمری) مدرسہ بحرالعلوم انتری بازار، مدرسہ سراج العلوم جھنڈانگر، مدرسہ عربیہ اکرہرا، مدرسہ اسلامیہ بانسی، مدرسہ قاسم العلوم ریواں، مدرسہ مفتاح العلوم بھٹ پورا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ دار العلوم ششہنیاں، مدرسہ مفتاح العلوم ٹکریا، مدرسہ شمس العلوم سمرا، مدرسہ انوار العلوم پرساعماد، مدرسہ دار التوحید مینا عیدگاہ، مدرسہ اتحاد ملت اٹوا بازار، مدرسہ خیر العلوم ڈمریا گنج، کلیۃ الطیبات ڈمریا گنج مدرسہ مدینۃ العلوم لوہرسن بازار۔

اسی طرح گونڈہ کے چند اہم قدیم و جدید مدرسے یہ ہیں: مدرسہ سراج العلوم بونڈھار مدرسہ اللہ نگر، مدرسہ زینت العلوم سمرہن، مدرسہ نصرۃ الاسلام شنکر نگر، مدرسہ ریاض الاسلام بھیکم پور، مدرسہ قاسم العلوم گلرہا، مدرسہ محمدیہ تلشی پور، مدرستہ البنات تلشی پور، مدرسہ عربیہ اونرہوا وغیرہ۔

سوم: تصنیف و تالیف و ترجمہ و صحافت: اس سلسلے میں اس علاقے کے علماء نے علاقائی، ہندوستانی اور عالمی سطح پر خدمت کی ہے۔ یہاں مختصراً اہم افراد کا نام دیا جاتا ہے۔ جنکی تفصیل ان کے تذکروں میں دیکھی جا سکتی ہے مثلاً مولانا عبدالوہاب بالسنوی، مولانا عبدالرزاق سمراوی، مولانا عبدالصمد ٹھکراپوری، مولانا عبدالغفور بسکوہری، مولانا شکراللہ سمرہنوی، مولانا عبدالسلام شیخ الحدیث، مولانا عبدالمبین منظر، مولانا عبدالجلیل رحمانی، مولانا عبدالرؤف رحمانی، مولانا عبدالحمید رحمانی، مولانا عبدالسلام رحمانی، مولانا عبدالعلیم ماہر ڈاکٹر وصی اللہ، ڈاکٹر محفوظ الرحمٰن، ڈاکٹر صغیر احمد، ڈاکٹر عبدالعلیم، شیخ عبدالقدوس کمہریا • ڈاکٹر فضل الرحمٰن شنکر نگر، مولانا صلاح الدین، مولانا عبدالمعید، مولانا محمد اقبال چیونٹہوا، مولانا عبدالقیوم ششہنیاں، مولانا محمد اقبال موتی پور، ڈاکٹر عبدالوہاب صدیقی، مولانا شمیم احمد سلفی مولانا عبدالوہاب حجازی، مولانا رفیق احمد سلفی، مولانا عبدالرب گینسڑی، مولانا ابوالکلام بہراوی مولانا محمد مستقیم پھلوریاوی مولانا ابوالعاص وحیدی، مولانا عبدالواحد ٹکریاوی۔

نیز شعراء میں احمد حسن صبوحی، ذکراللہ ذاکر ندوی، عبدالرؤف حیرت، حامدانصاری انجم (۱) وغیرہ اس کتاب "علماء اہلحدیث بستی و گونڈہ" کی ترتیب و تالیف کا کام ایک ضرورت تھی جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مجھ ناچیز کو عطا فرمائی اس سے پہلے "علماء اہلحدیث میوات" اور "دہلی کے اہلحدیث مدارس اور مدرسین" کی ترتیب مکمل ہو چکی ہے۔ زیر نظر کتاب کی ترتیب ۱۹۹۶ء میں

(۱) ان مؤلفین اور شعراء نیز موجودین میں جن حضرات کا تذکرہ شامل کتاب نہیں ہے انکا ذکر ان شاءاللہ اگلے حصہ میں کیا جائیگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شروع کی گئی تھی اور ۱۹۸۳ء میں مکمل کر کے چھاپنے کے لئے بعض ناشرین کے حوالہ بھی کر دی گئی تھی مگر اس کے چھپنے کا وقت ابھی نہیں آیا تھا اس لئے مزید تاخیر ہوئی۔

اس کتاب میں صرف ان حضرات کا ذکر ہے جن میں مندرجہ ذیل چیزیں پائی گئی ہیں۔ (۱) وفات پا چکے ہوں۔ (۲) اہم خدمات کے ساتھ عمر کے آخری مرحلہ میں داخل ہو چکے ہوں (۳) کسی مدرسہ کے مؤسس ہوں (۴) بحیثیت مؤلف جانے جاتے ہوں۔

چونکہ اشاعت میں تاخیر ہوئی اور اس عرصہ میں بہت سے علماء کا انتقال ہو گیا اس لئے یا تو ان کا تذکرہ بڑھانے کی ضرورت پڑی یا ان کے انتقال وغیرہ سے متعلق اضافات کرنے ضروری ہو گئے، نیز سات آٹھ سال کے عرصہ میں بہت سے ایسے اہل علم جو تصنیف و تالیف سے نہیں جانے جاتے تھے اصحاب تالیفات ہو گئے۔ اپنی شرط کے مطابق میرے لئے ضروری تھا کہ ان حضرات کا تذکرہ شامل کتاب کرتا مگر میں نے اپنی آسانی کے پیش نظر ان کا ذکر بمشیت الٰہی اگلے حصہ کی ترتیب پر موقوف کر دیا اور وفات پا جانے والوں ہی کی حد تک اضافات کو محدود کر دیا۔

اس تذکرہ کی تالیف سے میرا مقصد آنے والے مؤرخ کے لئے مواد فراہم کرنا اور نوجوانوں کو ان کے اسلاف کے کارناموں سے متعارف کرانا اور زندہ جاوید مثالوں کی روشنی میں خدمت دین کے لئے قربانیاں پیش کرنے کا سبق یاد دلانا ہے۔

اللہ کرے کہ مجھے اس مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔ اور قافلۂ توحید کی اس معمولی سی خدمت سے رضائے الٰہی نصیب ہو۔ والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وبارک وسلم۔

بدرالزماں نیپالی

اوکھلا نئی دہلی ۲۵/۱۰/۱۹۹۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الف

①

مولانا احمد علی، اوبری ڈیہہ (گونڈہ)

مولانا عبدالغفور بسکوہری مولانا محمد اسحاق محدث بانسوی کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں " دوسرے لائق شاگرد جناب مولانا احمد علی صاحب مقام اوبری ڈیہہ (غالباً صحیح اوبری ڈیہہ ہے) ضلع گونڈہ کے رہنے والے تھے۔ علاقہ کے ممتاز عالموں میں سے تھے۔ آپ کو توحید کا سچا عشق تھا۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے بھی علاقہ میں خوب دینداری پھیلی۔ رحمہ اللہ"[1]

اندازہ ہوتا ہے کہ محمد اسحاق کے چاروں شاگرد مولانا عباد اللہ یوسف پوری مولانا احمد علی اوبری ڈیہہ، مولانا حافظ لعل محمد بانسوی اور مولانا عظیم اللہ نیپالی (جن کا ذکر مولانا عبدالغفور بسکوہری نے بوانڈھار کی کانفرنس منعقدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ شعبان ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۰، ۲۱، ۲۲ فروری ۱۹۲۸ء کے خطبہ استقبالیہ میں کیا ہے) میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد ہیں۔ اول الذکر تو بالتحقیق میاں صاحب کے شاگرد ہیں۔ قیاس چاہتا ہے اوران حضرات کی انقلابی خدمات میاں صاحب کے تلامذہ ہونے کی غمازی کرتی ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ بہرحال مولانا احمد علی نے تقریباً عمر بھر مدرسہ مظہر العلوم اوسان کوئیاں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور تبلیغ و دعوت کے لئے پورے بستی و گونڈہ کے علاقوں میں گشت کرتے رہے۔

---

[1] اہلحدیث امرتسر مجریہ ۲۳ رمضان ۱۳۴۶ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ کے بارے میں اہل اوسان کوئیاں بہت زیادہ جذباتی نظر آتے ہیں اور زبردست عالم باعمل اور بزرگ بتانے کے ساتھ تقویٰ و پارسائی میں ولی اللہ گردانتے ہیں۔
آپ کا انتقال اوسان کوئیاں میں مدرسہ مظہر العلوم پر ہوا اور اپنے گاؤں اوبری ڈیہہ دفنائے گئے۔

(۲)

مولانا اقبال حسین ریلواں (بستی)

نام اقبال حسین والد کا نام عابد حسین ہے۔ آپ کے بارے میں مولانا ابو یحیی امام خاں نوشہروی رقمطراز ہیں۔
" مولد موضع کسمی اور مسکن ریواں۔ مولانا ممتاز علی صاحب کے برادر خورد اور خصائص علمی و عملی میں اپنے برادر بزرگ کے معاون ۔ ۔ ۔ ۔ حدیث دہلی میں مولوی عبید اللہ مرحوم اٹاوی (مدرسہ زبیدیہ) سے پڑھی، طب میں بھی درک ہے اور یہی ذریعہ کفاف۔ اپنے برادر بزرگ کی طرح رنگ جلالی ہے۔ تبلیغ میں روز و شب انہماک، شعار اسلام کی عزت و حرمت نصاب زندگی، مہمان نوازی شیوہ، حسن ظاہری اور باطنی دونوں سے مزیّن، جفاکشی اور محنتی (تراجم ص ۷۰،۵) امام خاں نے لکھا ہے کہ " درس نظامی اصل نصاب سے قدرے کم رہا" جبکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ آپ سے میری ملاقات ہوئی ہے اور اس جلسے پر آپ کے تلامذہ اور فرزندوں نے کڑی نکتہ چینی کی ہے۔ آپ کے ذریعہ تعزیوں کے بہت سے چبوترے توڑے گئے۔
توحید و سنت کی تبلیغ میں کافی حرکت آئی۔ اور مدرسہ قاسم العلوم (بمقام ریواں) کی تاسیس اور اس میں تدریس نے آپ کا حلقۂ تبلیغ مزید وسیع کر دیا ہے۔ ضعیفی کا دور ہے مگر ابھی مجبوری نہیں آئی ہے۔ حفظہ اللہ
دعا و تعویذ کے سلسلے کی بعض چیزوں پر علماء اہل حدیث بجا نکتہ چینی کرتے ہیں۔
عافانا اللہ و هدانا۔ آپ کا ترجمہ آپ کے فرزند مولانا عبد الاول نے بھیجنے کا وعدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا مگر اتبک موصول نہ ہوسکا۔

[آپ کے فرزندار جمند مولانا عبد الاول نے آپکی مجرب دواؤں اور دعاؤں پر مشتمل ایک کتابچہ بنام "تحفۂ اقبال" شائع کیا ہے اس سے منتخب کر کے کچھ چیزیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

نام، ابوالثقلین سید اقبال حسین بن حسن علی بن محمد رسول بن محمد پناہ۔ مولد موضع کسمی، موطن ریواں تاریخ ولادت غالباً ۱۸۹۶ء ہے تعلیم سراج العلوم بونڈھاڑ الہلال یوسف پور، بحر العلوم انتری بازار، مدرسہ عالیہ مئو، دار الحدیث رحمانیہ دہلی اور مدرسہ زبیدیہ دہلی میں پائی ۔ ۱۳۶۱ھ میں مدرسہ قاسم العلوم موضع ریواں میں اپنے برادر بزرگ مولانا ممتاز علی کی معیت میں دعوت و تبلیغ شعار تھا۔ چوک چبوترے کھدوانا ڈھول پھوڑنا، تعزیہ توڑنا اور مظلوموں کا حق دلوانا اسلامی فریضہ سمجھتے تھے۔ آپ ہمیشہ عمامہ، طویل کرتہ نصف ساق تہبند میں ہوتے تھے۔ اتباع سنت میں سلفیت کی مکمل تصویر تھے فرائض کے ساتھ نوافل، اوراد و وظائف، شب بیداری کا ہر حال میں التزام کرتے تھے۔

مولانا عبد الاول فرماتے ہیں" عوام الناس کو گمراہ رہنماؤں کے غلط طریقے کا گرویدہ پایا تو کتاب وسنت کی روشنی میں حلقۂ ارادت کو وسیع کیا۔۔۔۔ اور محض اس غرض سے اپنے عملیات اور فن حکمت کو بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے حاصل کر کے کمال پیدا کیا۔۔۔۔ اور خالص قرآن وسنت کی دعاؤں سے آسیب زدوں اور اپنے مجرب نسخوں سے مصیبت زدوں کو آرام پہونچایا۔" (۱)

آپ کا انتقال ۱۴ر فروری ۱۹۸۶ء مطابق ۴ر جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ کو وطن میں ہوا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔]

---

(۱) (تحفۂ اقبال ص ۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳)

میاں الٰہی بخش، چوکنیا (بستی)

آپ بانسی اور ڈمریا گنج کے درمیانی علاقہ میں موضع چوکنیا (بستی) کے رہنے والے تھے عالم دین تو نہ تھے مگر بزرگوں کی صحبت نے وہ رنگ پیدا کر دیا تھا کہ خود اپنی اصلاح کے علاوہ اپنے معاشرہ اور علاقہ کی اصلاح کا بھی بیڑا اٹھا رکھا تھا۔ مولانا سید جعفر علی نقوی کی صحبت نے آپکو جذبۂ دعوت و اصلاح سے سرشار کر دیا تھا۔ علاقہ میں بدعات و خرافات کا استیصال اور سنت کی ترویج و تبلیغ اور توحید خالص کا پرچار آپ کا مقصد حیات تھا۔ علاقہ میں آپ اور آپ جیسے بعض بزرگوں کا اثر ہے کہ توحید کے نام لیوا کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

(۴)

مولانا الطاف الرحمان رحمانی ٹھکرا پور (بستی)

آپ مولانا عبد الصمد کے خاندان کے ہیں ابتدائی تعلیم کے بارے میں معلومات نہیں۔ قیاس کہتا ہے کہ گاؤں اور یوسف پور میں تعلیم پا کر ہی دار الحدیث رحمانیہ گئے ہونگے۔ رحمانیہ دہلی سے آپ نے ۱۹۳۸ء میں فراغت حاصل کی اور گھر چلے آئے۔ بڑے ذہین اور صاحب علم تھے گھر ہی پر رہے کہیں ملازمت نہیں کی گھر کی آراضی کی کاشت میں لگے رہے عین شباب میں انتقال کر گئے۔

(۵)

مولانا اللہ بخش بسکوہر (بستی)

(بروایت مولانا محمد ابراہیم بن مولانا اللہ بخش بسکوہری) ٹھاکر کے نام سے یاد کئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتے تھے۔ خاندان "رانہ" تھا، والد پربھاکر سنگھ فوج میں تھے اس کے صلے میں ایک طویل آراضی ملی تھی۔ چچا نے بے ایمانی کی ٹھانی اور آپ کو جان سے مار ڈالنے کا ارادہ کر لیا۔ پھوپھی کی اطلاع اور اشارہ پر گھر سے نکل بھاگے۔ وہ پنجاب چھوڑ کر بھاگے تو راستے میں ایک فقیر مل گیا فقیر کے ساتھ اس کے زیر کفالت پنجاب ہی میں رہے اس نے ان کا ختنہ کرا دیا پھر وہاں سے دہلی آئے وہاں میاں صاحب کے پاس پہنچے اور ان سے تعلیم حاصل کی فراغت کے بعد لکھنؤ آئے فقہ وغیرہ کی تکمیل مولانا عبدالحی سے کی وہاں سے فیض آباد آئے اور چمڑے کے تاجر حاجی ننّو کے یہاں ٹھہرے۔ بسکوہر کے دو تاجر خدا بخش اور ایک اور صاحب وہاں جاتے تھے وہ آپ کی صحبت میں رہتے اور مستفید ہوتے۔ یہ لوگ مولانا کو اپنے یہاں بسکوہر بلا لائے۔ مولانا بسکوہر سے اوسان کوئیاں گئے وہاں مدرسہ قائم کیا پھر بسکوہر آئے اور یہاں سے تبلیغ و تدریس کا کام شروع کیا۔

اللہ نگر میں حاجی اللہ بخش نے آپ کو ایک گھر اور ڈھائی سو بیگھ زمین دی تھی آپ نے گھر کو مدرسہ بنا دیا اور زمین کو طلبہ کی ضرورت کیلئے وقف کر دیا۔ آپکے ساتھیوں میں مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا عبدالوہاب نابینا تھے۔ نواب صاحب سے بھی آپ کے تعلقات تھے۔ مولانا اللہ بخش بسکوہری بستی کے ان چند علماء میں سے ایک ہیں جن کے فیوض کا چشمہ بستی کے اطراف میں جاری ہوا اور میاں صاحب کے شاگردوں کے بارے میں جو یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ جہاں گئے توحید کا درخت لگانے میں کامیاب رہے اور انھوں نے اپنے علاقے میں توحید و سنت کے بے شمار علمبردار پیدا کر دئے آپ پر بھی صحیح ثابت ہے آپ کے بارے میں مولانا عبدالغفور بسکوہری مرحوم اپنے خطبہ استقبالیہ میں فرماتے ہیں۔

"مولانا اللہ بخش صاحب مرحوم بسکوہری کی برگزیدہ ہستی علاقہ ہذا کے ہدایت کا ذریعہ ہوئی۔ آپ پنجاب ضلع انبالہ کے رہنے والے تھے۔ آپ قوم چھتری سے تھے۔ بچپن ہی میں والد بزرگوار کا سایہ سر سے دور ہو گیا اور یتیم ہو گئے سن شعور کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہونچنے کے بعد حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور شوق علم دل میں لے کر شہر دہلی میں شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف تلمذ حاصل کیا۔ بعد تحصیل علم دہلی سے رخصت ہو کر بسکوہر تشریف لائے اور یہیں درس و تدریس کا کام شروع فرمایا اور تقریباً چالیس برس تک اپنے فیوض سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہمارے علاقہ میں آپ کے لائق شاگرد زیور علم سے آراستہ ہو کر لوگوں کے لئے ہدایت کا نمونہ بنے جن میں آپ کے خاص شاگرد دیانت اللہ سمراوی ہیں۔ مولانا مرحوم توحید و سنت پر دل سے شیدا تھے اپنی ساری عمر آپ نے جس پرہیزگاری اور احتیاط سے بسر کی اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپ کا اکلِ حلال ضرب المثل بنا۔ قریباً ساٹھ برس کی عمر میں بمقام بسکوہر آپ کا انتقال ہوا اور یہیں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔[1]

آپ نے عرصہ تک مدرسہ مظہر العلوم اوسان کوئیاں میں پڑھایا۔ خیال ہے[2] کہ آپ کا پہلا مرکز تدریس اوسان کوئیاں رہا۔ دوسرا بسکوہر اور آخری خوابگاہ بھی۔

مولانا کے شاگردوں کی تعداد تو بہت ہوگی چند نام جو مولانا عبدالغفور بسکوہری سے معلوم ہوئے یہ ہیں۔

(۱) مولانا جعفر علی مرغہوا (۲) مولانا لیاقت حسین مرغہوا (۳) مولانا محمد صدیق بسکوہری (۴) مولانا عبدالرزاق سمراوی (۵) مولانا عبدالستار بسکوہری (۶) مولانا خلیل احمد بسکوہر (۷) مولانا دیانت اللہ (۸) مولانا مصاحب علی اونرہوا (۹) مولانا ولی اللہ گوبنیاں (۱۰) مولانا عبدالرحمان بجواوی۔ (۱۱) مولانا مولابخش

۱؎ اہل حدیث امرتسر مجریہ ۱۶/۳/۱۹۲۸ء

۲؎ یہ میرا اندازہ اس وقت تھا جب مجھے آپ کے فرزند مولانا محمد ابراہیم کی روایت نہیں ملی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) مولانا عبد الجلیل (۱۳) مولانا شکر اللہ آپ حضرات اوسان کوئیاں کے تھے اور یہیں استفادہ کیا آپ نے روحانی اولاد کے علاوہ تین جسمانی اولاد یادگار چھوڑی۔ ۱۔ مولانا محمد ابراہیم ۲۔ محمد زکریا ۳۔ محمد ادریس۔

(۶)

مولانا امیر علی ششہنیاں (بستی)

آپ پرسا نامی گاؤں علاقہ کھنڈسری کے تھے۔ یتیم تھے اس لئے کسی طرف تعلیم کے لئے نکلے۔ مولانا عبد الرزاق صاحب کے قائم کردہ مدرسہ اکرہرا میں پڑھنے لگے پھر گورا بازار الیدہ پور میں مولانا عبد الرزاق کی وجہ سے آئے اور ششہنیاں کو اپنا مستقر بنایا مہتو امین (ششہنیاں) نے آپ کی بڑی خاطر داری کی اور وہ انکے بچے کی طرح رہنے لگے بعد میں مطلع العلوم خندق میرٹھ میں داخل ہوئے پھر مدرسہ زبیدیہ میں ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۱ء کے بعد فراغت حاصل کی اور واپس ششہنیاں آئے۔ آپ کو برص کی بیماری ہو گئی تھی۔ ششہنیاں میں مسجد کو اپنا دائمی مستقر بنایا اور پھر یہیں انتقال فرمایا۔ آپ بڑے غریب صوفی منش تھے ہر شخص کے کام آنا آپ کا خصوصی کام تھا۔ اس سلسلے کے مختلف واقعات ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ج

(۷)

مولانا جعفر علی نقوی، مجھوا میر (بستی)

سید جعفر علی کے والد کا نام قطب علی تھا۔ یہ خاندان مجھوا میر (ضلع بستی)، سے پہلے اجودھیا کے سید واڑہ میں آباد تھا۔ اس خاندان کے جدامجد سید جلال الدین آٹھویں صدی ہجری میں ہندوستان آئے اور اجودھیا میں مقیم ہو گئے گیارہویں صدی ہجری کے لگ بھگ اس خاندان کے کچھ لوگ مجھوا بستی میں آباد ہوئے۔ یہ خاندان علم و فضل میں ممتاز رہا ہے ۱۲۱۸ھ میں رمضان کی ۲ تاریخ کو آپ کی ولادت ہوئی ابتدائی تعلیم کی تفصیل معلوم نہیں۔ البتہ یہ متعین ہے کہ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں پائی۔ پھر لکھنؤ جا کر علوم کی تکمیل کی۔ گھر پر والد سید قطب علی صاحب علم و فضل تھے۔ والدہ بھی دولت علم سے مالا مال تھیں۔ انھیں حضرات سے پڑھ پڑھا کر لکھنؤ پہونچے ہوں گے۔ لکھنؤ میں آپ کے اساتذہ میں سید حیدر علی فیض آبادی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ جنھیں رد روافض میں خاص ملکہ تھا۔ بعض روایتوں میں شاہ اسماعیل شہید سے اور بعض میں شاہ عبدالعزیز دہلوی سے آپ کے استفادہ و تلمذ کا ذکر ہے جو صحیح نہیں۔ شاہ شہید سے استفادہ کیا ہے مگر دہلی جا کر نہیں سرحد پہونچ کر۔ لکھنؤ میں آپ جس وقت تعلیم پا رہے تھے اس وقت آپ کے والد ستره آدمیوں کے ساتھ تکیہ شریف رائے بریلی گئے تھے تاکہ سید صاحب سے استفادہ ہو سکے۔ اس وجہ سے آپ سید احمد شہید سے سرحد جانے سے پہلے ملاقات نہیں کر سکے تھے مگر بالواسطہ آپ کے فیوض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے ضرور بہرہ ور ہوئے اور اس طرح کہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد سید صاحب کے پاس سرحد پہونچنے کے لئے بیتاب تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ جہاد میں شریک ہوں اور آپ کے چھوٹے بھائی حسن علی چاہتے تھے کہ میں جاؤں بہر حال آپ نے چھوٹے بھائی کو والدین کی خدمت کرتے رہنے پر کسی طرح راضی کر لیا اور کم و بیش دس مہینوں تک بڑی بڑی صعوبتیں برداشت کرتے اور بے شمار آزمائشوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنے سفر میں ساتھ ہو لینے والے مجاہد ہمراہیوں کی معیت میں ۴ر مارچ ۱۸۳۰ء کو پنجتار پہونچے ان دنوں سید احمد صاحب امب میں تھے۔ یہ حضرات مختلف جگہوں پر بعض ملاقاتیوں سے صرف مل کر بعض سے ملے بغیر امب کی طرف چل دیئے۔ سید صاحب کو اس قافلہ کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ پچاس آدمیوں کو لے کر کافی دور تک استقبال کے لئے آئے اور کافی دور ہی تھے کہ باآواز بلند السلام علیکم کہا اور مجاہدین سے کہا کہ دو صفیں بنالو جب بسم اللہ اللہ اکبر کہوں تو سب بندوقیں سر کرلو۔ اس طرح سید صاحب نے سید جعفر علی کا استقبال کیا۔ امب میں پہنچنے والے روز سے برابر راستے بھر آپ دیکھتے ہی رہے تھے سید صاحب نے استقبال کرتے ہوئے فرمایا۔

"تمہارے ساتھی کالے کالے لوگ ہیں مگر ہیں جواہرات" (سیرت سید احمد شہید ۲/۴۸۹)

اس سے سید صاحب کی نظر میں اس قافلہ کی اور اس کے امیر کی جو وقعت سمجھ میں آتی ہے وہ ظاہر ہے۔ آپ کو آپ کی صلاحیتوں کے پیش نظر منشی خانہ میں داخل کر لیا گیا۔ منشی خانہ میں داخل ہونے کے بعد شیخ ولی محمد اور شیخ بلند بخت کی مہریں مولانا جعفر علی کے حوالہ کر دی گئیں بعد میں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مہر بھی ان کے حوالہ کر دی گئی۔ شاہ صاحب کا تحریری کام اکثر یہی کرتے تھے بلکہ اکثر اسلامی لشکر کے منشی بھی ہوتے تھے۔ مولانا کو مستقل قلمدان بھی ملا تھا۔ آپ مختلف لشکروں کے میر منشی بھی مقرر ہوئے۔ خبروں کے تبییض کا کام بھی آپ کے ذمہ تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا شاہ اسماعیل شہید سے سید جعفر علی نقوی کے خصوصی تعلقات تھے چنانچہ شاہ صاحب نے سید صاحب کی خواہش کے مطابق مشکوٰۃ کا درس دینا شروع کیا تھا۔ شاہ صاحب درس دیتے تھے اور سید صاحب اس کے اسرار و نکات بیان کرتے تھے۔ شاہ صاحب نے آپ کی ہمت افزائی کی اور خصوصی نظر رکھتے ہوئے استفادہ کا کافی موقعہ دیا۔ کبھی تمام حاضرین کے ساتھ اور کبھی تنہا انھیں پڑھاتے رہے۔ مولانا جعفر علی نقوی نے ستائیس سال کی قلیل مدت میں جہاد میں شرکت کی اور اپنی خداداد صلاحیتوں و قابلیتوں کی وجہ سے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے لشکر کے نو جماعتوں کے تحت مختلف دستے تھے جن میں سے ایک دستہ کے امیر بھی مقرر ہوئے اور کبھی کبھار ایک بڑی جماعت کا امیر لشکر بھی مقرر کر دیا جاتا تھا۔ چنانچہ مولانا احمد اللہ ناگپوری کے لشکر کی قیادت آپ ہی نے کی۔ مولانا جعفر علی اپنے امراء و قائدین کے ایماء پر خطرناک سے خطرناک مشکلات کو زیر کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔

سید احمد شہیدؒ کی شہادت کے بعد یہ خیال کر کے کہ تبلیغ دین دوسرے طریقہ سے کی جائے گھر آنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ امیر وقت شیخ محمد پھلتی سے اجازت لیکر ۲ ذی الحجہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۸ جون ۱۸۳۱ء کو چند حضرات کے ساتھ وطن روانہ ہو گئے۔ گھر آنے کے بعد مولانا نے تبلیغ کے لئے ایک نیا انداز اختیار کیا۔ چنانچہ آپ کے پروگرام کے دو جز تھے۔

ایک مدارس و مکاتب کا قیام۔

دوسرا تبلیغ وارشاد کے ذریعہ مسلمانوں کی اصلاح۔

اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے گاؤں گاؤں، شہر شہر مدارس و مکاتب کھولنے پر لوگوں کو ابھارا۔ یوپی کے پوربی اضلاع خصوصاً بستی، گونڈہ، گورکھپور صوبہ بہار اور علاقہ ترائی نیپال میں کثرت سے اس قسم کے مدارس کھولتے، پھر کسی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نائب بنا کر دوسری جگہ قیام کی کوشش کرتے۔ پھر وہاں کا نظم ونسق درست کر کے آگے بڑھ جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی مدرسہ میں زیادہ دنوں تک نہیں رہے اور نہ ہی اس کا معیار ہی بلند ہو سکا۔ لیکن اس سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ لوگوں کے اندر دینی علوم پڑھنے پڑھانے کا جذبہ از سر نو ابھر آیا۔ مولانا نے ہر مدرسہ میں مالیہ کی فراہمی کا ایک حلقہ مقرر کر دیا تھا۔ اس حلقہ والے ہی مدرسہ پر اس کے اخراجات بھیج دیتے تھے اور مدرسین کو جانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

مولانا کے قائم کردہ، مدارس کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اکثر و بیشتر مدارس حوادث زمانہ اور ہماری غفلتوں کی نذر ہو چکے ہیں۔ چند وہ مدارس جواب تک کسی نہ کسی حالت میں باقی ہیں اور ہمیں ان کا علم ہوا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ مدرسہ ہدایت المسلمین کرہی ضلع بستی (یوپی) ۲۔ مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ یوسف پور ضلع بستی (یوپی)، قیام ۱۸۵۴ء ۳۔ مدرسہ عربیہ سمرا ضلع چمپارن (بہار) ۴۔ مدرسہ عربیہ سمرا ضلع سیوان (بہار) ۵۔ مدرسہ عربیہ مادھو پور ضلع سیوان (بہار) ۶۔ مدرسہ عربیہ مظہر العلوم ادسان کوئیاں (بستی) قیام ۱۸۶۲ء۔

مولانا سید جعفر علی نے بہار سے واپسی کے بعد اصلاح و تبلیغ کا کام اعلیٰ پیمانہ پر کیا۔ وہ قوم جو شرک و بدعت اور رسومات قبیحہ میں مبتلا تھی اس کو اس سے نکالا۔ آپ نے ساری عمر تبلیغ میں گزاری۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دست مبارک پر لاتعداد آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں وہ کسی طرح مداہنت اور کسی رعایت کے قائل نہ تھے۔ وہ حق بات کو برملا حق کہتے اور منکرات پر نکیر کرتے تھے۔ جو علاقے مولانا کی خصوصی جولانگاہ تھے وہاں ابتک بدعات ورسومات کم ہیں۔ جہاد سے واپسی کے بعد موصوف کا بیشتر وقت اصلاحی و تبلیغی دوروں میں گزرا۔ سفر کے اس پر مشقت اور بے وسائل دور میں سیکڑوں میل کے علاقہ میں دورہ فرماتے۔ یہ علاقہ ہمالیہ کی ترائی (گونڈہ، بستی و گورکھپور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے لیکر چمپارن تک چلا گیا ہے۔ نیپال کا ترائی والا علاقہ بھی اس میں شامل ہے۔ اپنے تبلیغی مشن کو کامیاب بنانے میں ان کی فیاض طبیعت کا کافی دخل تھا۔ وہ ماحول کے اعتبار سے نہایت سلجھے انداز میں اپنی بات پیش کرتے تھے جس سے لوگوں پر اچھا اثر پڑتا تھا۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے جور واستبداد سے رہائی حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے ساتھ مولانا جعفر علی نے بھی بڑھکر جہاد حریت میں حصّہ لیا۔ اپنے علاقہ میں علم حریت بلند کیا اور مجاہدین کا پورا ساتھ دیا۔ آخر کار آپ بھی معتوب ہوئے۔ جب انگریزوں نے حالات پر قابو پایا تو آپ کے گاؤں مجھوا میر کا گھیراؤ کیا مگر خوش قسمتی سے اس وقت مولانا نیپال میں اپنے مریدوں کے یہاں مقیم تھے اس لئے محفوظ رہے۔ آپ کے اعزہ بھی روپوش ہو گئے تھے۔ مالی نقصان کافی ہوا۔ اور اس خاندان کی جاگیریں واپس لے لی گئیں۔ مولانا کو انگریزوں سے کافی نفرت تھی۔ ان کی صورت بھی دیکھنا گوارا نہ تھا۔ ایک مرتبہ عدالت میں جانے کا اتفاق ہوا تو چہرہ پر پردہ ڈال کر گئے تاکہ کسی انگریز سے مواجہہ نہ ہو۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ سید صاحب کی تحریک جہاد صرف سکھوں کے خلاف نہ تھی بلکہ انگریزوں کے خلاف بھی تھی۔ اگرچہ جغرافیائی حالات اور بعض دیگر اسباب کی بنا پر علاقہ سرحد کی طرف ہجرت کے بعد سکھوں کے خلاف ہی فوج کشی کی گئی۔ مولانا جعفر علی صاحب صرف ایک مجاہد اور پیر طریقت ہی نہیں تھے۔ بلکہ ایک ممتاز عالم دین بھی تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں پوری مہارت حاصل تھی۔

مولانا خالص اہل حدیث تھے۔ شاہ ولی اللہ و شاہ اسماعیل کی طرح قرآن و سنت کو اپنا ماخذ سمجھتے تھے۔ تقلید سے کوسوں دور تھے بعض لوگوں نے آپ کو حنفی بتلا کر اپنی کوتاہ نظری کا ثبوت ہی نہیں دیا، بلکہ اپنی تاریخی معلومات میں کم علمی کا بھی ثبوت دیا ہے۔ جتنے مدارس آپ نے قائم کئے وہ سب اہل حدیثوں ہی کے ہیں، اور وہ آپ ہی کے مسلک کے ترجمان رہے ہیں۔ اس سے بھی آپ کا اہل حدیث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہونا ثابت ہے۔ نگاہ میں کافی توسع تھا۔ ائمہ اربعہ کے مذاہب اور ان کے دلائل پر بڑی اچھی نظر تھی۔ افسوس کہ چند مکاتیب اور فتووں کے سوا آپ کے سارے علمی رسائل ضائع ہو گئے۔ وفات سے چند روز پہلے آپ نے اپنے ورثار اور مریدین کے لئے چھ وصیتیں تحریر کیں۔ آپ کی کئی کتابیں ضائع ہو گئیں۔ صرف دو مطبوعہ چی ہیں اور دو غیر مطبوعہ ان کا تعارف ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

۱۔ وصایا:۔ مولانا نے انتقال سے چند روز پہلے اپنے ورثار، خلفار، متعلقین و مریدین کے لئے ایک طویل وصیت نامہ تیار کیا تھا۔ جو چھ وصیتوں پر مشتمل ہے۔ اس میں دنیا کی بے ثباتی، موت کا عبرت آموز منظر پیش کر کے، موت سے پہلے تلقین کے آداب اور موت کے بعد تکفین و تدفین کا مسنون طریقہ، اعزہ و اقربار اور پسماندگان کو صبر و رضا کی تعلیم اور جزع و فزع اور نوحہ سے احتراز کی تاکید فرماتے ہوئے مردہ کے پسماندگان کے ساتھ سلوک کا مسنون طریقہ بتایا ہے۔ اور نہایت ہی متانت سے ان خود ساختہ بدعات کا ابطال دلائل کی روشنی میں واضح کر دیا ہے۔ جو جہالت یا ہنود کے اثر سے مسلمانوں میں رائج ہوئیں یہ کتاب کتب خانہ امداد الغربار سہارنپور سے شائع ہوئی۔ اور بڑے سائز کے سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اب وصایا نایاب ہے۔ اس کی زبان نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔ سو سال قبل ایسی سلیس شستہ اردو کا رواج بہت کم تھا، پھر بھی آپ نے اس طرز سے لکھا۔

ان وصایا کا مطالعہ کرنے سے دو باتیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں (۱) اہل سنت کی اتباع کا غیر معمولی جوش و جذبہ اور رسوم و بدعات سے بے انتہا نفرت۔ (۲) علوم اسلامیہ خصوصاً حدیث و فقہ میں پوری مہارت۔ وسعت مطالعہ اور نظر کی گہرائی۔

۲۔ جواب السائلین۔ مولانا کے چند فتاویٰ کو مرتب کر کے کسی نے یہ کتاب شائع کی۔

۳۔ منظورۃ السعداء فی احوال الغزاۃ والشہداء:۔ یہ کتاب سید صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حالات اور تحریک کے بارے میں بہت مستند اور مبسوط ہے۔ یہ کتاب فارسی میں ہے۔ سید صاحب پر کام کرنے والے حضرات مثلاً مولانا غلام رسول مہر مرحوم اور مولانا ابوالحسن علی ندوی وغیرہ نے اس کتاب سے کافی استفادہ کیا ہے۔ لیکن ابتک یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی اس کتاب کا تاریخی نام " تاریخ احمدیہ" ہے جس سے تاریخ تالیف ۱۲۶۳ھ نکلتی ہے۔

۴۔ مولانا کے مکاتیب کا مجموعہ جو غیر مطبوعہ ہے۔

چند روز بیمار رہ کر ۲۰ رمضان المبارک ۱۲۸۸ھ، نومبر ۱۸۷۱ء میں علم و عمل کا یہ درخشاں آفتاب اپنے آبائی وطن مجھوامیر میں ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ مندرجہ ذیل رباعی سے ان کی تاریخ نکلتی ہے۔

حاجی حرمین بود و سید عالی مکاں ۔۔۔ رہنمائے سالکان و پیشوائے عارفاں

سال تاریخ وفاتش از سروش آمد بگوش ۔۔۔ عاجزا گو "غازی ہادی و علامہ زماں"

۱۲۸۸

وفات سے قبل آپ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آراستہ مکان میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور سید احمد شہید و شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ اور کچھ اور حضرات کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک کرسی خالی ہے ایک صاحب نے سوال کیا۔ یہ کرسی کس کے لئے ہے؟ جواب ملا۔ مولوی جعفر علی کے لئے۔ یہ خواب دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی اور سجدۂ شکر میں گر گئے۔

مولانا سید جعفر کی دو شادیاں ہوئی تھیں ایک خاندان میں کی تھی یہ بی بی عمر میں سید صاحب سے بڑی تھیں۔

دوسری شادی سید احمد علی رامپوری کی صاجزادی سے کی جن کا نام فاطمہ بی بی تھا دونوں آپ کی وفات کے بعد کافی دنوں تک باحیات رہیں۔ اولاد میں صرف ایک لڑکی تھی جس کا نام سیدہ زینب تھا۔ جس کی شادی محلہ قافلہ ٹونک کے سید شریف حسن بن سید مہدی حسن سے ہوئی تھی۔ آپ نے مولانا سید باقر علی کو اپنا جانشین بنایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۸)

مولانا جعفر علی مرغہوا (بستی)

(بروایت ڈاکٹر سید احمد بن حکیم جمیل احمد)

مولانا جعفر صاحب ٹونک کے ایک غریب گھرانے کے صاحب علم بزرگ تھے دادا مرحوم (مولانا لیاقت حسین) کے رفقاء درس میں تھے، ساتھ فراغت ہوئی تو دادا مرحوم نے اپنے ساتھ مرغہوا میں سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی آپ ساتھ آئے اور دادا مرحوم کی فیاضیوں سے مستفیض ہوئے۔ (مکمل حالات کے لئے ملاحظہ ہو مولانا لیاقت حسین کا ترجمہ)۔ تقریباً پوری عمر مرغہوا (ڈاڑا) اور اس کے نواح میں گزار دی اور برابر دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۵۵ء میں اپنے چھوٹے لڑکے شفیع احمد کے ساتھ مرغہوا وغیرہ کی زمین اور سارا اثاثہ فروخت کر کے بھوپال ہوتے ہوئے کراچی (پاکستان) چلے گئے۔ اور کراچی ہی میں غالباً ۱۹۶۰ء یا ۱۹۶۱ء میں انتقال فرمایا۔

آپ کے بڑے لڑکے نذیر احمد بھوپال میں ایک گورنمنٹ شفاخانہ میں ملازم تھے اب ریٹائرڈ ہو کر بھوپال ہی میں قیام پذیر ہیں۔

مولانا جعفر صاحب کی اولاد میں دو بچے اور دو بچیاں ہوئیں۔

(۹)

حکیم جمیل احمد مرغہوا (بستی)

(نوشتہ مولانا رفیق احمد سلفی ایڈیٹر ماہنامہ التوعیہ دہلی، وبرادرزادہ صاحب تذکرہ)

آپ ۱۹۱۶ء یا ۱۹۱۵ء میں ضلع بستی کے ایک باثر علمی خاندان میں پیدا ہوئے آپ کے دادا مولانا لیاقت حسین صاحب شیخ حسین بن محسن انصاری (متوفی ۱۳۲۷ھ) کے شاگرد اور اپنے علاقے کے مشہور عالم و داعی اور مجاہد تھے بستی و گونڈہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے اطراف کے اضلاع اور نیپال کے سرحدی علاقوں میں مسلک سلف کی نشر و اشاعت میں ان کا بھرپور حصہ رہا ہے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے گھر ہی پر اپنے دادا مرحوم کی نگرانی میں حاصل کی اس کے بعد درس نظامیہ کی تحصیل کے لئے کنز العلوم ٹانڈہ اور جامعہ رحمانیہ بنارس کا سفر کیا جہاں آپ نے مولانا منیر خاں، مولانا عبدالغفار حسن اور مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری جیسے قابل اساتذہ سے تفسیر و حدیث فقہ و ادب بلاغت اور منطق و فلسفہ وغیرہ علوم پڑھے درس نظامیہ کی تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں داخلہ لیا اور ۱۹۳۸ء میں آپ فارغ التحصیل ہوئے، فراغت کے بعد کچھ دنوں تک اپنے سگے خالہ زاد بھائی اور مشہور تجربہ کار نباض حکیم مقبول احمد صاحب کی زیر نگرانی تشخیص و تجویز کی مشق کرتے رہے ۱۹۴۰ء میں اپنے آبائی گاؤں مرغہوا میں اپنا ذاتی مطب شروع کیا۔ اور ایک ماہر اور حاذق طبیب کی حیثیت سے بہت جلد پورے علاقے میں مشہور ہو گئے دور دور سے لوگ آپ کے پاس علاج کے لئے آتے اور شفایاب ہو کر جاتے بعد میں لوگوں کے اصرار پر آپ نے اپنا مطب اس علاقہ کے مرکزی مقام اٹوا میں منتقل کر لیا جو آج بھی بیماروں دکھیوں اور زندگی سے مایوس مریضوں کا مرجع بنا ہوا ہے۔

آپ اخلاق و شرافت کے پیکر اور باوقار اور دلنواز شخصیت کے مالک تھے ہندو مسلم اور سکھ سبھی طبقہ کے لوگ آپ کو عقیدت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور اپنے اختلافی معاملات و مسائل میں آپ کو اپنا فیصل و حکم بناتے تھے۔

علم اور اہل علم دونوں سے آپ کو بے پناہ محبت تھی علاقہ سے جہالت و ناخواندگی دور کرنے اور نونہالان قوم کو زیور علم سے آراستہ کرنے کے لئے آپ نے ۱۹۵۷ء میں مدرسہ دارالتوحید میناں عیدگاہ قائم کیا۔ اور ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اتحاد ملت کے نام سے اٹوا بازار میں بھی ایک دینی ادارہ کی بنیاد رکھی اسوقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ دونوں ادارے بستی و گونڈہ کے مشہور و معروف اداروں میں شمار کئے جاتے ہیں اول الذکر مدرسہ کے آپ تاحیات ناظم رہے اور اس کی ترقی و استحکام کے لئے آپ نے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

۱۰ ر جولائی ۱۹۷۵ء میں حبس البول کے عارضہ میں گونڈہ شہر میں آپ کا انتقال ہوا جنازہ آپ کے وطن لایا گیا جہاں چار ہزار سے زائد افراد نے جنازہ میں شرکت کی اور آپکے آبائی قبرستان میں آپکی والدہ ماجدہ کے پہلو میں آپ کی تدفین ہوئی

اللھم اغفرلہ وارحمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ح

(۱۰)

مولانا حشمت اللہ اونرہوا (گونڈہ)

مولانا حشمت اللہ راج بہادر نے ابتدائی تعلیم گاؤں ہی پر مولانا مصاحب علی اور میاں گوہر علی وغیرہ سے حاصل کی اور آخری تعلیم کے لئے مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی میں تشریف لے گئے اور سند فراغت حاصل کی۔ خدمت دین کا جذبہ تھا۔ چنانچہ گاؤں کے باہر ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جو اب تک دین کی خدمت کر رہا ہے۔ آپ نے اس میں تدریس کا اور گاؤں نیز علاقہ میں دعوت و تبلیغ کا مشن جاری رکھا۔ تعلیم مکتب اور فارسی تک کی تھی یہ مکتب اب بھی جاری ہے اور ضلع گونڈہ کے اچھے مکاتب میں ایک ہے۔ مولانا کا انتقال ۱۹۵۷ء یا ۱۹۵۸ء میں ہوا۔ آپ نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خ

(۱۱)

مولانا خلیل احمد بسکوہر (بستی)

نام خلیل احمد بن عبدالحمید ابتدائی تعلیم مولانا اللہ بخش صاحب سے پائی۔ اس کے بعد مدرسہ حاجی علی جان دہلی میں فراغت پائی۔ تقریر بہت عمدہ کہتے تھے۔ پان اور حقہ کے عادی اور ملنسار تھے۔ شادی پچپڑوا کی اور برگدوا بسکوہر اور جھنڈینگر میں مدرس رہے۔

شاگردوں میں مولانا عبدالرؤف رحمانی، مولانا شکر اللہ سمرہنوی، مولانا محمد اسحاق رحمانی گونڈوی، مولانا محمد صدیق بسکوہری ہیں آپ تجربہ کار طبیب بھی تھے۔ کوئلہ باسا میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

د

(۱۲)

میاں دانش علی نَدَیا (بستی)

آپ موضع نَدَیا کے رہنے والے تھے۔ عالم دین نہیں تھے۔ مگر طبابت میں ید طولیٰ رکھتے تھے علماء کی صحبت خصوصاً مولانا جعفر علی نقوی کے فیوض سے بہرہ ور تھے آپ کا حلقۂ طبابت حلقۂ دعوت بھی ہوتا تھا۔ علاقہ میں گھوم گھوم کر دونوں کام انجام دیا کرتے تھے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کا کیا پوچھنا۔ آپ کو سید جعفر علی صاحب نے اپنا خلیفہ بھی مقرر کیا تھا۔ اوسان کوئیاں آپ بہت آتے جاتے تھے اور یہاں کے لوگ آپکے معتقدین میں سے تھے۔ ایک طرف مدرسہ سے دینی علوم و معارف کے علم بردار مولانا محمد دین پنجابی، مولانا احمد علی اوبری ڈیہہ والے اور مولانا اللہ بخش بسکوہری وغیرہ سے استفادہ کا موقع مل جاتا۔ دوسری طرف دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے اور تیسری طرف طبابت کے ذریعہ خدمت خلق کرتے اور بال بچوں کی روزی کا بندوبست بھی ہو جاتا۔

آپ کی حکمت دانی سے متعلق یہ واقعہ اہل اوسان کوئیاں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب آپ اوسان کوئیاں پہونچے تو ایک شخص کا نبض دیکھا۔ عادت کے برخلاف کچھ دوا بتانے اور تشخیص کرنے کے بجائے اپنے گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیا۔ اور فوراً روانہ ہو گئے لوگوں نے بہت اصرار سے روکا مگر نہ رکے وجہ پوچھی گئی تو صرف ایک آدمی کو بتایا کہ مریض رات ہی میں فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ واقعہ یوں ہی ہوا۔ آپ چونکہ عالم دین نہ تھے اس لئے آپ کی شدید رغبت تھی کہ اپنے بچوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دینی تعلیم دلائیں چنانچہ ہمیں آپ کے پوتے مولانا مظفر صاحب عالم دین نظر آتے ہیں۔ آپ بزرگوں کے ذریعہ بدعات وخرافات کا زور ٹوٹا اور سنت کی ترویج ہوئی

(۱۳)

مولانا دیانت اللہ سمرا (بستی)

مولانا دیانت اللہ کے والد کا نام تھا "چودھری مٹھو" وطن تھانہ اٹوا سے متصل سمرا نامی گاؤں۔ مگر ایسا لگتا ہے کہ مولانا لیاقت حسین (مرغہوا) کے یہاں کافی آنا جانا تھا۔ اور وہاں بھی ابتدائی ایام میں رہا کرتے تھے۔ آپ نے مولانا لیاقت صاحب کے ساتھ مولانا اللہ بخش بسکوہری سے کسب فیض کیا۔ مولانا محمد بشیر سہسوانی سے بھوپال میں استفادہ کیا۔ آرہ میں مولانا عبدالنور صاحب سے پڑھا۔ فراغت کے بارے میں خیال ہے کہ مولانا لیاقت حسین کے ساتھ مدرسہ حاجی علی جان دہلی سے منسلک ہو گئے۔

ذ

(۱۴)

مولانا ذکر اللہ صاحب ذاکر ندوی بسکوہر (بستی)

مولانا عبدالغفور بسکوہری کے فرزند ارجمند ہیں۔ اچھے عالم اور برجستہ گو شاعر ہیں۔ ندوہ سے فراغت کی ہے۔ اور تالیف اور مشق سخن میں اکثر اوقات گذارتے ہیں۔ خدمت دین کا جذبہ ہے۔ آپ نے شاہنامہ اسلام کے طرز پر فاروق نامہ لکھا۔ اس کے تین اجزاء شائع ہو چکے ہیں۔

مذہبی شاعری میں خاصا امتیاز حاصل ہے۔ قرب ونزدیک کے جلسوں میں برابر حاضر ہوتے اور سامعین کو جوش دلاتے ہیں

آپ کا قلم کافی سیال ہے آپ نے اب تک فاروق نامہ کی تین جلدیں نظم، معلم نماز و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و صلاح الدین اعظم (نظم) امیر فیصل (نظم) پیاو کا دیس اور ذکر الادیب نامی کتابیں اور شعری مجموعے پیش کئے ہیں ۵۵، ۶۰ سال کی عمر ہو گی۔ مگر جواں ہمت ہیں اور جواں عمل بھی۔

ر

(۱۵)

مولانا رحیم اللہ (بستی)

آپ کا نام میری نظر سے کسی پرچہ میں گزرا جس میں یوں لکھا تھا۔

"مولانا رحیم اللہ بستوی شاگرد مولانا سخاوت علی جونپوری" (دیکھئے تراجم ص ۲،۲)

اس طرح جہاں آپ کا مسکن ضلع بستی متعین ہوتا ہے وہیں آپ کے استاد مولانا سخاوت علی جونپوری کی بھی تعیین ہوتی ہے مگر افسوس کہ اہل علم سے رابطہ قائم کرنے کے باوجود اس شخصیت کا پتہ نہیں چلا سکا۔ اگر ناظرین میں سے کسی کو ان سے متعلق علم ہو تو ضرور استدراک کریں۔ شکریہ ادا کروں گا۔

(۱۶)

مولانا رئیس الاحرار ندوی (بھٹیا بستی)

نام محمد رئیس بن سخاوت علی بن محمد باقر جہانگیر، آبائی وطن موضع بھٹیا پوسٹ مروٹیا بازار، بستی ہے۔ جولائی ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے۔

دستور کے مطابق ضروری مذہبی تعلیم مکتب میں حاصل کی اس کے بعد پرائمری اسکول اور مڈل اسکول میں داخل ہوئے۔ آپ کا یہ سلسلۂ تعلیم ۱۹۵۲ء تک جاری رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر دینی علوم کا شوق پیدا ہوا تو دار العلوم ندوۃ العلماء کی ایک شاخ مدرسہ عالیہ بدریہ پکا بازار بستی میں داخل ہوئے ابتدائی عربی درجات کی تکمیل وہیں ہوئی ۱۹۵۷ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں عالمیت سال آخر میں داخلہ لیا۔ تین سال تک یہاں استفادہ کرتے رہے اور سنہ ۱۹۶۰ء میں ندوۃ سے فراغت حاصل کر لی۔

فراغت کے بعد مدرسہ عالیہ پکا بازار بستی میں تدریسی خدمات پر مقرر ہوئے ڈیڑھ سال کے بعد آپ کو ندوہ طلب کیا گیا اور تدریسی ذمہ داری سونپی گئی۔ چھ ماہ گزرے تھے کہ حالات نے ندوہ چھوڑنے کا تقاضہ کیا اس لئے سنہ ۱۹۶۲ء میں نیپال کی عربی درس گاہ سراج العلوم جھنڈانگر میں مدرس مقرر ہوئے۔ دو سال تک یہ خدمت کی تھی کہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں تقرری ہوئی مسلسل پانچ سال تک آپ دربھنگہ میں رہے اور تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے۔ جب مرکزی دار العلوم کا قیام عمل میں آیا تو آپ کی ضرورت محسوس کی گئی اور سنہ ۱۹۶۹ء میں آپ کو جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) بنارس بلا لیا گیا اب برابر اس عظیم درس گاہ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ (سنہ ۱۹۸۳ء)

جھنڈانگر کی تدریسی زندگی میں دعوت و تبلیغ کے لئے باہر نکلنا اور مدرسہ پر تمام اساتذہ و طلبہ کے سامنے برابر بعد فجر درس قرآن دینا آپ کا معمول تھا۔

تدریسی خدمات کے علاوہ آپ نے اپنے گاؤں کے مدرسہ معین العلوم کا انتظام و انصرام فراغت کے بعد ہی سے سنبھال رکھا ہے نیز جامعۃ الحق السلفیہ (مقام بانسی) کے انتظامی امور میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

خدمات کا دوسرا عظیم شعبہ تصنیف و تالیف بھی آپ کی کاوشوں سے محروم نہیں رہا ہے چنانچہ آپ نے ابتک چھوٹی بڑی تقریباً دس کتابیں تیار کی ہیں۔ ذیل میں ان کا سرسری خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ اللمحات الی ما فی انوار الباری من الظلمات۔ ابو المکرم صاحب نے صحیح بخاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر جو زبانی طعن کھولی تھی اس کا جائزہ لیا گیا ہے اور مسکت جوابات دیئے گئے ہیں۔ کتاب چار جلدوں میں آئے گی۔ دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ دو جلدیں جلد آئیں گی۔

(۲) قول سدید بجواب محبان یزید، حضرت حسین کی شہادت اور معرکۂ کربلا سے متعلق ایک تحقیقی اور غیر جانبدارانہ جائزہ۔ جس کی تحسین مولانا عبدالماجد دریابادی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی نے کی۔ اس کا ایک حصہ قسطوار الہدی دربھنگہ میں شائع ہوا۔

(۳) تحویل قبلہ۔ جمعیۃ اہل حدیث کشمیر نے اسے ۱۹۷۹ء میں شائع کیا اس میں مولانا شبیر احمد ازہر میرٹھی کے بعض ہفوات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

(۴) تصحیح العقائد۔ بریلوی مولوی عتیق الرحمن اکبر ہروی کے ہفوات کی تردید کے سلسلے کی آخری کتاب ہے۔

(۵) الابانۃ۔ طلاق ثلاثہ پر لکھی گئی۔ اسے دو حصے میں کر کے ایک حصہ دربھنگہ میں شائع کیا دوسرا باقی رہا۔ یہ کتاب ۴۰۰ صفحات پر آسکتی تھی اور مثبت انداز پر لکھی گئی تھی۔

(۶) ایک مجلس کی تین طلاقیں۔ مدیر تجلی کے ہفوات کا جواب۔ قسطوار ترجمان دہلی میں شائع ہوتا رہا تا آنکہ عامر عثمانی کا انتقال ہوا تو بعض ذمہ داران ترجمان نے اسے وہیں روک دینا مناسب سمجھا جبکہ مؤلف کی خواہش تھی کہ مکمل شائع ہو جائے۔

(۷) محرّم، صفر، ربیع الاول، ذی القعدہ اور ذی الحجہ میں سے ہر مہینہ سے متعلق آپ نے تفصیل سے لکھا ہے اور ان مہینوں کے فضائل اور ان کے اندر رونما ہونے والے مسائل و حادثات اور ان کے احکام پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور محرّم کے ضمن میں سن ہجری کی ابتداء سے متعلق بھی انتہائی کاوش سے معلومات فراہم کی ہیں۔

(۸) امام المغازی محمد بن اسحاق۔ صوت الجامعہ میں قسطوار شائع ہوا۔

(۹) مولانا نذیر احمد املوی (مقالہ) الحدیث دہلی میں چھ قسطوں میں شائع ہوا۔

(۱۰) رکعات تراویح (مقالہ) اہل حدیث دہلی میں چھ قسطوں میں شائع ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ز

۱۷

مولانا زین اللہ کونڈوی (گونڈہ)

بروایت ڈاکٹر محفوظ الرحمان بن مولانا زین اللہ (مدینہ منورہ)

مولد و مسکن کونڈوں۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد یٰسین اور مولانا محمد یونس صاحبان سے بونڈھیار میں حاصل کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے مدرسہ مفتاح العلوم بھٹ پورہ (بستی) میں بھی پڑھا ہے ممکن ہے آپ مولانا محمد یٰسین صاحب کے ساتھ یہاں آئے ہوں۔ تعلیم کی تکمیل دیوبند میں کی اور ممتاز ترین طلبہ میں رہے۔ فراغت کے بعد غالباً سب سے پہلے بونڈھار مدرسہ سراج العلوم میں کچھ دنوں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ اور جب ۱۹۴۷ء کے بعد کلکتہ میں مدرسہ رحمانیہ قائم ہوا تو مولانا عبدالوہاب آروی وغیرہ کے ساتھ کچھ دنوں تک حدیث و تفسیر وغیرہ کا درس دیا نیز بعض اوقات بعض کتابیں کسی کسی کو کلکتہ میں اپنے گھر ہی پر پڑھائیں۔ آپ نے جن چند جگہوں پر درس و تدریس کا کام کیا وہ بلا معاوضہ تھا۔ پھر آپ نے تیل کی ایک دوکان کلکتہ میں چلائی اور زندگی بھر کا یہی اصل شغل رہا لیکن تبلیغ دین سے غافل بھی نہیں رہے۔

پورنیا میں جماعت اسلامی سے مناظرہ کیا اڑیسہ میں قادیانیوں سے اور کلکتہ میں بعض بدعقیدہ لوگوں سے آپ نے ٹکر لی اور جماعت کی دھاک بٹھا دی آپ جماعت اسلامی کے لئے کھلی تلوار تھے۔

حدیث پر گہری نظر تھی۔ تقریر نہایت صاف شستہ اور مؤثر ہوتی تھی۔ قوت گویائی، زبان میں سلاست وروانی اور باریک بینی اور گہرائی و گیرائی آپکی تقریروں میں نمایاں تھی یہی وجہ تھی کہ اگر اسے قلم بند کر لیا جاتا تو ایک مناسب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون اور مقالہ تیار ہو جاتا۔ خدا کی قدرت تقریر میں یہ قوت تحریر سے یکسر محروم رکھا حتی کہ چند جملے بھی صحیح نہیں لکھ سکتے تھے۔

• آپ کا شیوہ تھا کہ اہل علم کی مجلس میں علم سے اور جاہلوں میں قوتِ بازو اور جرأتمندانہ اقدام سے کام لے کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ کونڈوں اور ریونڈھار کی تعزیہ پرستی اور مختلف رسوم کو مٹانے میں آپ کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔

آپ کی ایک صفت حق گوئی و بے باکی کی بڑی تعریف کی جاتی ہے نیز سلام کرنے میں پہل کر لینا بھی ایک بڑی خوبی تھی مجال کیا تھی کہ کوئی عزم کر کے جائے کہ سلام کرنے میں آپ پر سبقت لیجائے گا۔ اور واقعتاً پہلے سلام کر لے۔

مولانا عبدالحمید رحمانی کا بیان ہے کہ کلکتہ میں ایک مرتبہ انہوں نے بہت دور سے کافی بلند آواز سے سلام کیا اس دن آپ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ کوئی اہلحدیث ہی مجھکو شکست دے سکا ہے۔ آپ حاضر جواب مناظر، صالح داعی اور ذہین عالم تھے۔

۱۹۷۵ء مطابق ۱۳۹۵ھ میں وفات پائی۔ اولاد میں ڈاکٹر محفوظ الرحمان جو مدینہ یونیورسٹی سے حدیث کے موضوع پر پی ایچ ڈی کر کے ۱۴۰۳ھ میں فارغ ہوئے ہیں، قابل ذکر ہیں۔

ش

۱۸

مولانا شریف حسن نقوی (دبستی)

ٹونک کے رہنے والے تھے بواسطہ خلافت سید جعفر علی کی جگہ پر بستی میں رہے۔ مولانا عبدالجلیل رحمانی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "آپ (سید جعفر علی نقوی) کے داماد علامہ شریف حسن مرحوم بڑے جید عالم فاضل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ آپ امراض باطنیہ کے طبیب تھے تو امراض ظاہریہ کے حکیم۔ متبع سنت بزرگ تھے عامل بالحدیث اور صاحب تصنیف بھی۔ زمانہ ہوا دینیات کی ایک کتاب آپ کی تصنیف غالباً جس کا نام " صلوٰۃ النبیؐ " ہے نظر سے گزری ہے " (خطبۂ صدارت برائے اجلاس اوّل دارالعلوم ششہنیاں منعقدہ ۵، ۶، ۵ اپریل ۱۹۴۵ء ص ۵)

مولانا غلام رسول مہر سید عبدالسّلام (جو سید جعفر علی کے خاندان کے ایک فرد ہیں) سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" سید جعفر علی کی صاحبزادی سیدہ زینب کی شادی محلہ قافلہ ٹونک کے سید شریف حسن بن سید مہدی حسن سے ہوئی تھی۔ وہی سید جعفر کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ لاولد رہے اور انہیں سیدہ زینب کے ذریعہ جو جائداد ملی تھی وہ اپنے بھائی سید لطیف حسن کے نام ھبہ کر دی " (جماعت مجاہدین ص ۳۱۰) اس سے ظاہر ہے کہ آپ بستی میں سید جعفر صاحب کے خلیفہ تھے اور ان کے بعد دینی خدمات اور تبلیغ سلفیت میں برابر کوشاں رہے۔

۱۹

مولانا شکر اللہ اوسان کوئیاں (بستی)

مولانا شکر اللہ کا وطن اوسان کوئیاں ہے۔ گاؤں کے مدرسہ منظہر العلوم میں مولانا دین محمد محدث پنجابی کے شاگرد رہے۔ مولانا احمد علی اوبری ڈیہہ اور مولانا اللہ بخش سے استفادہ کیا اور یہیں فراغت حاصل کی۔ بڑے خوش الحان اور خوش بیان واعظ تھے تبلیغ و دعوت کے جذبات سے سرشار تھے۔ اور اس کے لئے دورہ کیا کرتے تھے۔ جوانی ہی میں انتقال فرما گئے۔ انتقال کا زمانہ بیسویں صدی کی دوسری دہائی ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۰)

مولانا شکر اللہ ٹکریاوی (بستی)

ٹکریا تحصیل ڈمریا گنج بستی میں ایک گاؤں ہے۔ اس گاؤں نے بہت سے علماء پیدا کئے ہیں۔ ان میں مولانا شکر اللہ بن حشمت اللہ ہیں آپ کی ولادت اسی گاؤں میں ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں پر ہوئی۔ اور یہیں مولانا ممتاز علی اور مولانا اقبال حسین سے کسب فیض کیا دو سال مدرسہ سراج العلوم بونڈھار میں پڑھا اولاً مولانا محمد سلیمان مئوی سے اور ان کے چلے جانے کے بعد مولانا محمد یٰسین سے استفادہ کیا۔ آپ یہاں کے مدرس اول تھے یہ ۳۴-۱۹۳۳ء کا زمانہ رہا ہوگا کہ کم سنی ہی میں مدرسہ فیض عام مئو کی شہرت سن کر وہاں چلے گئے۔ ثانیہ وثالثہ کی تعلیم یہاں پائی پھر شوق و ذوق نے دہلی پہنچا دیا۔ یہاں مدرسہ حاجی علی جان میں داخل ہوئے اور ایک سال رہ کر پھر مدرسہ فیض عام مئو لوٹ آئے اور یہیں سے ۱۹۳۹ء میں فراغت حاصل کی۔ جلسہ دستار بندی بڑے طمطراق سے ہوا۔ اس میں اس وقت کے بڑے بڑے علماء آئے تھے جن میں سے مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا میر سیالکوٹی مولانا سیف بنارسی، مولانا عبید الرحمان دہلوی، مولانا عبد الحنان دہلوی ایڈیٹر اہلحدیث گزٹ خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ فارغین کی دستار بندی مولانا امرتسری اور مولانا سیالکوٹی کے ہاتھوں عمل میں آئی اور انھیں حضرات نے انعامات تقسیم کئے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائیں دیں۔

اسی سال غازی پور مدرسہ چشمۂ رحمت سے عالم کا امتحان دیا اور پھر ۱۹۴۱ء میں فاضل ادب عربی اور اردو اعلیٰ قابلیت کا امتحان پاس کر کے گھر لوٹے۔ کچھ دنوں بعد مولانا عبد القدوس ٹکریاوی کی طلب پر دہلی گئے اور مولانا احمد اللہ پرتاپ گڑھی نے آپ کو حاجی محمد سلیم کے ساتھ کلکتہ کو لوٹولہ کا امام بنا کر بھیج دیا ۱۹۴۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں جب جاپانیوں نے کلکتہ کا پل توڑنے کے لئے حملہ کیا تو لوگوں میں بہت بھگدڑ مچی مسجد خالی ہوگئی تو آپ رخصت لے کر گھر چلے آئے اور پھر مولانا خالد العربی صدیقی کی طلب پر مدرسہ الاصلاح جنیت گڑھ ضلع سنگھ بھوم کی تدریس سنبھالی ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء تک بخوبی پڑھاتے رہے بعدازیں والد کے حج پر جانے کیوجہ سے تقریباً ایک سال گھر رہنا پڑا۔ پھر ریوال میں مدرس ہوئے ۱۹۵۱۔۵۲ء کے قحط میں مدرسہ منظہر العلوم نے دم توڑ دیا تھا اس کی نشأۃ ثانیہ ہوئی تو مولانا عبدالقدوس ٹکریاوی ناظم اور آپ مدرس مقرر ہوئے جہاں ۵۶ء تک خدمت کرتے رہے ۵۶ء میں مدرسہ مفتاح العلوم ٹکریا سے منسلک ہوئے اور برابر اس میں درس وتدریس کا سلسلہ ہے۔ مدرسہ کے صدر مدرس ہیں۔ مفتاح العلوم کی تاسیس میں مولانا عبدالغفور ٹکریاوی کے معاون ہیں۔ ایک زمانے سے مبروص ہیں۔ علم اچھا ہے اخلاق وعادات کا کیا پوچھنا۔ غالباً ۱۹۸۱ء میں ریاض العلوم دہلی کے صدر مدرس رہے اور اب ۸۳ء میں خواجہ سلیم کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ شاہ عبدالعزیز دہلی کے اندر پڑھا رہے ہیں۔ اولاد میں مولانا محمد احمد اور مولوی جمیل احمد قابل ذکر ہیں۔

(۲۱)

مولانا شکر اللہ سمرھن (گونڈہ)

مولانا شکر اللہ کی پیدائش ہندوستان کی شمالی سرحد ضلع گونڈہ کے ایک گاؤں سمرھن میں ہوئی جو ضلع کے مشہور قصبہ تلسی پور سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے والد کا نام برکت اللہ[1] تھا۔ یہ پڑھے لکھے نہ تھے جس کی بنا پر آپکی تاریخ پیدائش کا بھی اہتمام نہیں کیا گیا جس طرح آگے چل کر آپ کی تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی گئی البتہ خیال ہے کہ آپکی پیدائش ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۰ء کے درمیان ہونی چاہیئے آپ نے دیہاتی ماحول میں مکتب کے

---

(۱) آب زمزم ص ۱۹۸ میں مولوی سمیع اللہ نے آپکا نام برخوردار بن مصاحب بن دلا خان لکھا ہے ممکن ہے برخوردار لقب ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی درجات کی تعلیم کسی طرح حاصل کی جیسے آپکے چچا عبدالغنی عرف زمیندار نے دلائی تھی۔ غالباً یہ تعلیمی زمانہ اسوقت ختم ہوا جب آپ کو علم کے فوائد اور جہالت کے نقصانات کا شعور ہونے لگا۔ آپکا بیان ہے کہ میں ابتدائی تعلیم ختم کرنے کے بعد مدرسہ سراج العلوم بونڈھیار ضلع گونڈہ یوپی میں عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل ہوگیا۔ [1]

اس موقعہ پر آپ نے ان مشکلات کا ذکر کیا ہے جو آپ کو تعلیم حاصل کرنے میں پیش آئیں۔ میں نے آپکے عزیزوں سے تفصیل معلوم کی ہے جو نہایت دردناک اور عبرت خیز ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ نے جب پڑھنے لکھنے کی طرف میلان ظاہر کیا اور گھر چھوڑ کر باہر جانے کے درپے ہوئے تو آپ کے والد (اللہ ان پر رحم کرے) اپنی جہالت اور لاعلمی کے باعث اسے بغاوت سمجھ بیٹھے اور سوچا کہ یہ کام کرنے سے جی چرانے کے لئے پڑھنے لکھنے کا بہانہ بنا رہا ہے۔ اب آپ پر کڑی نگرانی ہونے لگی۔ لیکن چونکہ آپ کو علم کی افادیت کا شعور ہو چلا تھا۔ اس لئے آپ نے اپنی تعلیم کے لئے حیلہ تلاش کر لیا اور گھر سے بلا اجازت نکل گئے۔

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جس شخص کے سہارے ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی اسی کے سہارے عربی تعلیم بھی حاصل کرنے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ ممکن ہے یہ خیال کسی حد تک صحیح ہو لیکن یہ بات کلیتہً صحیح نہیں کہ آپ کی عربی تعلیم چچا ہی کے اخراجات پر شروع ہوئی۔ کیونکہ آپ نے اس تفصیل کو نظرانداز کرنے کے بعد ایک ایسا جملہ لکھ دیا ہے جو اس پورے بیان کو صحیح بتاتا ہے۔ کہ چچا نے صرف مکتب کی تعلیم دلائی تھی چنانچہ آپ نے سراج العلوم کی تعلیمی زندگی پیش کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ تین سال کا تعلیمی زمانہ جناب الحاج سعادت علی خاں صاحب موضع سیکھوئیا ضلع گونڈہ کے یہاں خیر و خوبی کے ساتھ

---

[1] ترقیات مدرسہ زینت العلوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گزارا[۱]۔ جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سچ ہے کہ آپ نے جب اپنے والد (اللہ ان کی مغفرت فرمائے) سے کھیت کے اندر جمعہ کے نماز کی اجازت چاہی تو اجازت کے بجائے گالیوں سے جواب ملا پھر آپ کھیت ہی سے بھاگ نکلے اور غالباً سعادت علی کو علم دوست غریب نواز اور سخی آدمی سمجھ کر ان سے جا ملے اور انھیں کی کفالت میں مدرسہ سراج العلوم بونڈھار میں داخل ہو کر عربی کی ابتدائی تعلیم پائی۔ سراج العلوم چونکہ گونڈہ بستی کا سب سے ممتاز مدرسہ تھا۔ اس لئے آپ ۱۹۳۰ء میں یہاں گئے۔ مولانا محمد یونس اور مولانا محمد یٰسین سے تین سال تک کسب فیض کیا۔ آپ کا بیان ہے کہ یہ حضرات مجھ پر بڑی شفقت کرتے تھے یہی وجہ تھی آپ نے تین سال کے اندر اتنی تعلیم حاصل کر لی جتنی دوسرے طلبہ پانچ سال میں حاصل کرتے تھے آپ فرماتے ہیں۔ مدرسہ مذکور (سراج العلوم بونڈھار) میں مَیں نے تین سال کے اندر آمدنامہ وغیرہ (فارسی) سے لیکر شرح جامی شرح تہذیب، قدوری اور مشکوٰۃ (عربی) تک تعلیم حاصل کی۔ فللہ الحمد[۲]

پھر جب میں دہلی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تیار ہوا تو میرے لئے دونوں بزرگوں نے دعائیں دیں اور کہا جاؤ خدا حافظ انشاءاللہ تم منزل مقصود تک پہونچو گے۔ جو تعلیم تم نے تین سال کے اندر حاصل کی ہے دوسرے طلبہ اس کو عموماً پانچ سال میں حاصل کرتے ہیں[۳]

اس دوران آپ کے تعلیمی مصارف کے ذمہ دار سعادت علی خاں تھے جنھوں نے بڑی دریا دلی سے تین سال تک آپ کی ناز برداری کی اور ایک لاوارث بچہ سمجھ کر آپ کی پرورش کرتے رہے۔

۱؎ ترقیات ص ۷	۲؎ ترقیات ص ۷

۳؎ ترقیات ص ۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعلیم کی تکمیل دیہات میں نہ ہوسکتی تھی اس لئے آپ نے ۱۹۳۳ء میں دہلی کا رخ کیا جو اس وقت تک دینی تعلیم کے لئے مرکزی مقام تھا۔ یہاں پہونچ کر آپ مدرسہ عربیہ زبیدیہ میں داخل ہوگئے۔ اس وقت یہاں کے شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ اٹاوی تھے جو اس میں تینتیس سال سے حدیث کا درس دے رہے تھے۔

آپ نے یہاں اپنے مشفق شیخ مولانا اٹاوی اور مہربان متولی عبدالمتین صاحب کی نگرانی میں تعلیم حاصل کرنی شروع کی اور تین سال کے اندر یہاں کی رسمی تعلیم سے فراغت پالی شیخ الحدیث اور مدرسہ کے مہتمم آپ سے بیحد خوش تھے۔

آپ کے علمی شوق کی قدر کرتے ہوئے مہتمم صاحب اور سہولیات کے علاوہ کھانا اور کپڑا بھی فراہم کرتے تھے۔ مدرسہ زبیدیہ سے جب آپ نے فراغت حاصل کرلی تو علم حدیث کی مزید تعلیم کے لئے ۱۹۳۶ء میں میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کے مدرسہ میں داخل ہوگئے۔ مولانا محمد یونس پرتاپ گڈھی اور مولانا محمد بشیر سے استفادہ کیا اس مدرسہ میں بھی آپ کے اخراجات مہتمم مدرسہ حاجی محمد امین پوری کرتے تھے۔

اب آپ نے تعلیم حاصل کرلی لیکن مستقبل کے بارے میں ابھی کوئی رائے قائم نہیں کی تھی کہ گھر سے خطوط آنے شروع ہوئے اور فوراً گھر واپس چلے آنے کا مطالبہ کیا جانے لگا۔ چونکہ جدائی کی مدت بہت طویل ہوئی جارہی تھی اس لئے خاندان کے لوگوں کو صبر نہ ہوسکا اور آپ کے چچا عبدالغنی کو دہلی آپ کو لینے کے لئے بھیج دیا مدرسہ میاں صاحب سے تو آپ کو گھر جانے کی اجازت مل گئی مگر شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ اٹاوی سے اجازت ملنی دشوار تھی آپ نے گھر جانے کی اجازت چاہی تو مسند درس خالی کرتے ہوئے کہا کہ اب تم میری جگہ پر درس دو اور میں اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کئے دیتا ہوں۔ آپ نے بار بار معذرت کی گھر سے آئے ہوئے خطوط دکھائے اور چچا کو پیش کیا کہ یہ مجھے لینے آئے ہیں تب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہیں جاکر اجازت ملی اور ۱۹۳۷ء میں تعلیم سے فارغ ہوکر گھر آگئے۔ آپ گھر واپس ہوئے تو لوگوں نے پرجوش خیر مقدم کیا اور ہر طرح آپ کی معاونت کے لئے آمادگی ظاہر کی۔

آپ کے پیش نظر تبلیغ دین کا اہم پروگرام تھا اس لئے اس موقع کو غنیمت جانا اور منظم طور پر دین کی خدمت کے لئے راستہ ہموار کرنے لگے۔ غالباً یہی سال ہے کہ آپ کا نکاح ضلع بستی کے ایک مشہور گاؤں سمرا میں مولانا عبدالرزاق صاحب کے بھائی عبدالستار کی لڑکی سے ہوا۔ ۱۹۳۸ء میں آپ نے اپنے گاؤں کے بزرگوں کے تعاون سے ایک جلسۂ عام کیا۔ آپ نے مدرسہ زینت العلوم (جس کی بنیاد ۱۹۳۸ء میں اسی جلسہ میں رکھی گئی) کا پہلا جلسہ قرار دیا ہے۔ اس اجلاس میں علماء بستی و گونڈہ کے علاوہ مولانا محمد یوسف صاحب شمس فیض آبادی تلمیذ شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی و مدیر رسالہ اہل الذکر بھی تشریف لائے تھے۔ یہاں پہلے ہی سے ایک مدرسہ کی ضرورت محسوس کرلی گئی تھی اور اسی کے سنگ بنیاد کی تقریب کے طور پر غالباً یہ جلسہ عام منعقد بھی ہوا تھا۔ مولانا فیض آبادی کے ہاتھوں مدرسہ کی بنیاد پڑی اور مدرسہ کا نام زینت العلوم رکھا گیا۔

اب آپ کے اوپر خانگی ذمہ داریوں کے علاوہ مدرسہ اور عوام کی اصلاح کی ذمہ داریاں بھی عائد ہوگئیں اس لئے آپ نے فیصلہ کیا کہ اپنے وطن ہی میں قیام کرکے دین کی خدمت کی جائے چنانچہ آپ نے تدریس، تصنیف و تالیف اور دعوت و تبلیغ کے ذریعہ تاحیات اس باغ کی آبیاری کی جس کی تخم ریزی مولانا اللہ بخش بسکوہری، مولانا محمد اظہر بہاری، مولانا احمد علی داوبری (دیہہ) اور حاجی عبدالجبار سرمہ دانی والے (مقام گنوریا بلرامپور) نے کی تھی۔ غرضیکہ آپ فراغت کے بعد ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ گھریلو زندگی کی ضروریات کھیتی باڑی کی زحمتیں اور تبلیغ وارشاد کی صعوبتیں آتی رہیں اور آپ رضاکارانہ طور پر اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمر بھر نمٹاتے رہے۔ آپ کا انتقال ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں چھوڑا۔ آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالرب صاحب ہیں جنھوں نے والد کی روش پر چل کر تبلیغ دین کا اہم کام کرنا شروع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے۔ آپ خوش اخلاق ملنسار صالح طبیعت اور نیک سیرت بزرگ تھے۔ اپنی ہر قیمتی چیز دین کی خدمت میں صرف کرتے تھے۔ آپ کی دینی خدمات کا دائرہ نظم مدرسہ اور تدریس، تالیف، تبلیغ اور وعظ و نصیحت تک وسیع ہے اس لئے ہر پہلو پر الگ الگ روشنی ڈالنی مناسب ہے۔

تدریس

مدرسہ زینت العلوم کی تاسیس کے متعلق گذر چکا ہے کہ اس کی تاسیس مولانا شمس فیض آبادی کے ہاتھوں ۱۹۳۸ء میں عمل میں آئی آپ نے مدرسہ کی تاسیس کے بعد اس میں پڑھانا شروع کیا۔ اور انتظام کے بھی مکمل ذمہ دار رہے۔ مدرسہ کے مہتمم حاجی عبدالغفور لکھوروی تھے۔ مدرسہ کی تعمیری ضروریات کو مخلص معاونین کے تعاون سے بہت جلد پورا کر لیا گیا۔ جس میں درسگاہ بھی تھی اور دارالاقامہ بھی چونکہ پورے علاقہ میں کوئی بھی عربی مدرسہ نہ تھا اس لئے عوام وخواص سب کی توجہ آپ کے مدرسہ کی طرف ہوتی چلی گئی۔ اور آپ کی انتظامی صلاحیتوں اور تعمیری و تعلیمی ترقیات کو دیکھ کر پورے شمالی گونڈہ میں مدرسہ کا ایک وقار قائم ہوگیا۔ قرب وجوار کے طلبہ و طالبات کے علاوہ دور دور کے طلبہ آتے اور داخل مدرسہ ہو کر عربی کی تعلیم حاصل کرنے لگے تعلیم چوتھی جماعت سے اوپر کی نہ ہوتی رہی ہوگی۔ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر کئی مدرسین رکھے گئے۔ آپ کے اوپر گو علاقے میں دعوت و تبلیغ، تصنیف و تالیف اور تدریس کی اہم ذمہ داریاں تھیں اس کے باوجود مدرسہ کا معائنہ کرنے والے حضرات نے تعلیمی، تعمیری اور انتظامی حسن کارکردگی کا اعتراف کرنے کے ساتھ حسابات کی صفائی کے سلسلے میں آپ کی دیانت کا اعتراف کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ عربی طلبہ کی تعلیم اور خدمت کے لئے ہمہ تن تیار رہتے تھے۔ چنانچہ ایک عرصہ تک بچوں کا کھانا پکانے کے لئے اپنے اہل وعیال ہی کو زحمت دے رکھی تھی۔ آپ مدرسہ کے لئے وقف تھے اور آپ کی ہر حرکت مدرسہ کے مفاد ہی کے پیش نظر ہوا کرتی تھی۔ ۱۹۶۵ء میں جب آپ کا انتقال ہوگیا تو مدرسہ کو ایسا صدمہ پہنچا جس کی وہ تاب نہ لاسکا۔ آپ کے فرزند مولانا عبدالرب صاحب نے کچھ دنوں تک مکتب اور عربی دونوں شعبوں کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ بعد میں صرف مکتب کی تعلیم باقی رہ گئی اور ۶۸-۱۹۶۷ء میں ان کے سمرھن سے گینڑی انتقال مکانی کے بعد مدرسہ کی ابتدائی تعلیم بھی ختم ہوگئی۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت ہے ان میں چند کے نام یہ ہیں (۱) مولانا عبدالحمید شفیقی (۲) مولانا محبت اللہ دودھونیاں (۳) مولوی محمد منیر سمرا۔ (۴) مولانا عبدالرب بن مولانا شکر اللہ صاحب (۵) مولوی عبدالمالک سمرا (۶) مولوی عبدالحفیظ سمرا (۷) مولوی عبدالمعبود گورا بھاری (۸) مولوی عبدالغنی ادنرھوا (۹) مولوی عبدالوکیل جھکھیا وغیرہ۔

تبلیغ

ضلع گونڈہ کے شمالی علاقہ میں کچھ دنوں پہلے جو اصلاحی اقدامات کئے گئے تھے وہ ابتدائی اصلاح ہونے کیوجہ سے تمام خرافات ومفسدات کے استیصال کے لئے کافی نہیں ہوسکتے تھے ضرورت تھی کہ پھر سے تبلیغ و دعوت کا کام وسیع پیمانے پر کیا جائے اور لوگوں سے مل کر ان کی اصلاح کی جائے۔ چنانچہ آپ نے ایک منصوبہ کے تحت پورے علاقے میں تبلیغی دورہ کا عزم کیا اور تاحیات پورے شمالی گونڈہ میں موقعہ بموقعہ یکے بعد دیگرے ہر گاؤں پر پہونچتے اور لوگوں کو دین کی صحیح راہ سے روشناس کراتے رہے۔ اس دوران میں آپ نے بہت سے گاؤں پر جہاں ضرورت محسوس کی مکاتب قائم کرائے جہاں مسجدیں نہیں تھیں مسجدیں قائم کرائیں۔ کئی جگہوں پر سخت باہمی نزعات تھے انھیں نمٹایا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضلع صفائی کرائی تبلیغ کے پیش نظر ۱۹۵۵ء تک آٹھ جلسے کرائے۔

آپ کو تقریر کرنے کا زبردست ملکہ تھا۔ دو، دو، تین، تین گھنٹہ تک موضوع کی تشریح و توضیح کرتے اور اسے مدلل کرتے اور طرح طرح کے استدلالات کرتے۔ سچ یہ ہے کہ آپ اس فن میں پوری دستگاہ رکھتے تھے لوگ آپ کی تقریر کے لئے مطالبات کرتے اور ہمہ تن گوش ہوکر سنتے۔ ان تقریروں کی تاثیر بھی عجیب ہوتی تھی۔ مختلف جگہوں پر مساجد اور مکاتب کے قیام اور نزاعات کے تصفئے میں مؤثر یہی تقریریں ہوتی تھیں۔ جنھیں آپ موقعہ دیکھ کر کرتے اور اصلاح کرتے یا دینی ضروریات کی چیزوں کے قیام کی طرف رغبت دلاتے تھے۔

تالیف

قدرت نے آپ کے قلم میں جو قوت عطا کی تھی اور جس دین سے بہرہ ور فرمایا تھا اس کا حق ادا کرنے کے لئے آپ نے دینی اصلاحی لٹریچر تیار کرنے اور لوگوں میں اسے پہونچانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ گونڈہ اور بستی کے اندر رہکر کسی عالم نے اس قسم کے منصوبے کی تکمیل میں ایسی شاندار کامیابی نہیں حاصل کی۔ آپ نے مختلف موضوعات پر پوسٹر، پمفلٹ وغیرہ شائع کرنے کے علاوہ آٹھ کتابیں لکھیں۔ جن میں چار کافی ضخیم ہیں ان کتابوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام کتاب	طباعت	مطبع	صفحات	کیفیت
معیار اسلام	۱۹۴۵ء	ثنائی پریس امرتسر	۱۳۲	مخیر و محسنین کے تعاون سے چھپیں اور مفت تقسیم ہوئیں۔
آئینہ اسلام	۱۹۴۶ء	" "	۸۸	
شمع اسلام	۱۹۴۷ء	" "	۸۸	
رہبر اسلام	۱۹۴۸ء	ثنائی پریس میں ضائع ہونے کے بعد ساجدی پریس گورکھپور میں چھپی		
ارکان اسلام	۱۹۵۸ء	محبوب المطابع دہلی	۳۲۴	
احکام اسلام	۱۹۵۹ء	اکلیل پریس بہرائچ	۴۶۲	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	طباعت	مطبع	صفحات	کیفیت
انوار اسلام	۱۹۸۰ء	نامی پریس لکھنؤ	۶۰۵	مفت تقسیم ہوئیں
خطبات اسلام	۱۹۸۱ء	اکلیل پریس بہرائچ	۴۵۴	

ان کے علاوہ چند کتابچے بھی قابل ذکر ہیں۔

(۱) تحفۂ عید الضحیٰ (۲) تحفۂ حج بیت اللہ (۳) مسائل عشر و زکوٰۃ

ان کتابوں کو بھی آپ نے چھپوا کر علاقے میں مفت تقسیم کرایا اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں بھیجا۔ ان کتابوں کی اہمیت وافادیت کا اعتراف جماعت کے بڑے بڑے علماء نے اپنی تقریظوں میں کیا ہے۔

آپ کا عزم تھا کہ عقائد اسلام نام کی کتاب لکھوں لیکن اجل نے مہلت نہیں دی تو آپ نے مولانا عبد المبین منظر کو اس کا اہل سمجھ کر ان کے ذمہ یہ کام لگایا اور چھپنے کے اخراجات بھی دیئے اور کچھ دنوں بعد وفات پا گئے منظر صاحب نے آپ کی خواہش کے مطابق عقائد اسلام لکھی اور چھپوائی اور پھر وہ مفت تقسیم ہوئی۔

انھیں تمام اصلاحی تبلیغی، تعلیمی، تنظیمی، تالیفی اور تعمیری کوششوں کی وجہ سے پورے علاقہ کے لوگ اور جماعت کے اہل علم آپ کی بڑی عزّت کرتے تھے۔ آپ کی وفات (۱۹۶۵ء) کو طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر لوگ آپ کو اب بھی یاد کرتے اور رونے لگتے ہیں اور بڑی بڑی تعریفیں کرتے ہیں۔ حقیقت ہے اللہ والوں کو سب ہی چاہتے ہیں۔

آپ کی نیکیوں کے طفیل لوگ آپ کے صاحبزادے مولانا عبد الرب پر بڑی توجہ رکھتے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ والد محترم کی کتابیں ایک بار پھر شائع کر کے مفت تقسیم کریں اس سلسلے میں انھوں نے کئی اہم اقدامات کئے ہیں۔ انوار اسلام شائع کر کے مفت تقسیم کر چکے۔ خطبات اسلام کی کتابت ہو رہی ہے ایک اشاعتی ادارہ "دار السنۃ" اسی مقصد سے حال ہی میں قائم کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ص

(۲۲)

مولانا صغیر احمد شنکر نگر (گونڈہ)

صغیر احمد نام ابو حماد کنیت اور شنکر نگر (بلرامپور) مولد و مسکن ہے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں پر ہوئی پھر لونڈھار مدرسہ سراج العلوم میں عربی درجات کی تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے مرکزی دار العلوم بنارس آئے اور ۱۹۷۰ء میں یہیں سے فضیلت کی سند لی ایک سال جامعہ رحمانیہ بنارس میں مدرس رہے اور اگلے سال ۱۹۷۱ء کے آخر میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں بی اے میں داخلہ ہو گیا وہاں چار سال تک کلیۃ الشریعۃ میں پڑھنے کے بعد جامعہ اسلامیہ ہی کے تابع دراسات علیا میں قسم الفقہ میں داخلہ ہوا چار سال میں ایم اے کیا اور پھر اگلے چار سالوں میں (یعنی ۱۹۸۳ء تک میں) ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ایم۔ اے اور پی ایچ ڈی میں آپ نے لکھنے کا موضوع منذری کی کتاب الاوسط کے بعض اجزاء کو بنایا تھا جس کی تحقیق کر کے پیش کیا اور امتیازی نمبر حاصل کیا۔

اس دوران آپ نے منذری کی دوسری دو کتابوں کی تحقیق کی (۱) الاجماع (۲) الاشراف چوتھا حصہ، شاید جلد ہی اس کے ناقص اجزاء کی تکمیل کریں گے۔ یہ دونوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

ڈاکٹریٹ کرتے ہوئے آپ جامعہ اسلامیہ کے قسم المخطوطات میں ملازم تھے۔ آئندہ کہاں ہوں گے کچھ خبر نہیں۔ اس کے بعد دار الافتاء ریاض کی طرف سے فجیرہ (امارات) میں دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۳)

مولانا صلاح الدین اونرہوا (گونڈہ)

صلاح الدین بن مقبول احمد نام، مولد و مسکن اونرہوا ضلع گونڈہ ــــ ابتدائی تعلیم گاؤں ہی پر حاصل کی۔ عربی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ شمس العلوم سمرا میں پائی، مولانا عبدالمبین منظر اور مولانا عبدالعلیم ماہر یہاں آپکے مشفق مربی رہے۔ تیسری جماعت تک کی تعلیم یہاں مکمل کی اور سنہ ۱۹۶۹ء میں جامعہ رحمانیہ بنارس میں داخلہ ہوا تو میرے رفیق درس ٹھہرے۔ جامعہ رحمانیہ سے لے کر جامعہ سلفیہ سے فضیلت کی تکمیل (سنہ ۱۹۷۶ء) تک یہ سلسلہ صحبت تھا تا آنکہ ایک ساتھ فراغت ہوئی تو آپ کو ایک سال کے لئے جامعہ سلفیہ میں لائبریری کا ذمہ دار بنا کر رکھ لیا گیا اور اگلے سال جامعہ اسلامیہ بھیج دیا گیا۔ مدینہ پہونچ کر آپ نے کلیۃ الحدیث میں داخلہ لیا۔ اور چار سال میں تکمیل کے بعد بی۔ اے کی سند حاصل کی۔

پھر کویت تشریف لے گئے اور وہیں دعوت و تبلیغ اور تحقیق مخطوطہ و تالیف کتب میں مصروف ہیں۔ علم، ذکاوت، سوجھ بوجھ، طرز تحریر اور زبان کی صفائی اور سلاست قابل ستائش ہے۔ آپ اپنے ان چند رفقاء درس میں تھے جو ان شاء اللہ مستقبل قریب میں آفتاب و ماہتاب بننے والے ہیں اور جنھیں اس وقت نوعمری ہی میں علمی حلقوں میں مناسب مقام دیا جاتا ہے۔ آپ نے اب تک جو چیزیں تیار کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

تحقیقات

(۱) العلو والنزول فی الحدیث لابن طاھر المقدسی

(۲) مختصر المؤمل فی الرد الی الأمر الأول لابن شامۃ المقدسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳) إرشاد النقاد الى تيسير الاجتهاد للصنعانی

(۴) تحفة الأنام فی العمل بحديث النبی عليه السلام لحياة الله السندی

(۵) الزهر النضر فی حال الخضر لابن حجر العسقلانی

(۶) المتواری فی تراجم أبواب البخاری لابن المنيّر الاسكندرانی

(۷) الامتاع فی الأربعين المتباينة بشرط السماع لابن حجر العسقلانی

تعریبات

(۸) موقف الجماعة الاسلامية من الحديث النبوی للشيخ محمد اسماعيل السلفی

تالیفات

(۹) زوابع فی وجه السنة

(۱۰) شيخ الاسلام ابن تيمية وأثره فی الحركات الاسلامية المعاصرة

(۱۱) تاريخ السنة

(۱۲) عوامل وحدة الأمة الاسلامية

(۱۳) المستشرقون وأعمالهم (دراسة وتحقيق)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ع

(۲۴)

مولانا عابد علی انتری بازار (بستی)

مولانا عابد علی کا خاندان پہلے شیعہ تھا بعد میں سنی ہوا اور پھر اہلحدیث۔ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے جن بزرگ کا نام ملتا ہے وہ مولانا عابد علی کے فرزند اکبر ڈاکٹر عبدالمعبود کے بیان کے بموجب "پھر باری بابا" ہیں یہ بڑے صوفی منش تھے انھوں نے ایک کٹیا میں اپنے آپ کو الگ تھلگ کر لیا تھا اور صرف میوہ جات پر گزر اوقات کی ٹھان لی تھی۔ لوگ پھلوں کا تحفہ انھیں پیش کرتے تھے جس کو وہ قبول کرتے تھے۔ آپ کے والد "شیر علی" تھے۔ غالباً اب یہ شیعہ خاندان سنی ہو چکا تھا۔ اسی خاندان میں گونڈہ کے مشہور گاؤں "اوترھوا" میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم کہاں اور کیسے ہوئی اس کی کوئی تفصیل معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ آپ نے ابتدا میں زیادہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ غالباً گاؤں ہی پر شمشیر علی؟ سے بھی پڑھا۔ گوہر میاں سے ابتدائی تعلیم حاصل کر کے دہلی چلے گئے تھے یہ ۱۹۰۵ء کا زمانہ رہا ہوگا۔ یہاں آپ نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کے بارے میں کوئی قطعی علم حاصل نہیں ہو سکا۔ بدقسمتی سے آپ کی سندیں چور کے ہاتھ لگ گئیں جس کی بنا پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

البتہ اتنی بات متعین ہے کہ آپ اس وقت کم سن نہ تھے۔ جب ندوہ کا قیام عمل میں آیا اور اس کی شہرت ہوئی تو آپ نے غالباً ۳۵ سے ۴۰ سال کی عمر میں ندوہ کا سفر کیا یہ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۵ء کا زمانہ رہا ہوگا۔ یہاں آپ نے مشہور اہل حدیث عالم حفیظ اللہ بندوی (۱۳۶۲ھ) سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ نے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (۱۲۴۸۔ ۱۳۰۷ھ) کے زمانے میں بھوپال کا بھی سفر کیا اور وہاں سے خاصی مقدار میں کتابیں اپنے ہمراہ لائے آپ نے جب دوبارہ تحصیل علم کی طرف توجہ کی تو مولانا ممتاز علی صاحب اعلیٰ تعلیم کے لئے ندوہ گئے۔

نہ جانے کن وجوہ کے بنا پر آپ نے اپنے وطن اونرھوا کو خیرباد کہہ دیا اور بستی کی تحصیل نوگڈھ میں کونڈرا علاقہ کے اندر مہوا نامی ایک گاؤں میں سکونت اختیار کی اور گھر بنایا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مولانا کے قیام مہوا کے وقت کونڈرا علاقے میں بدعتیوں کی اکثریت تھی اس لئے آپ کو اذیت بھی پہونچتی تھی۔ البتہ مولانا کے بڑے لڑکے ڈاکٹر عبدالمعبود کے کہنے کے مطابق وہاں کے کچھ لوگ آپ کے عقیدت مند بھی تھے۔ اور آپ کے لئے سبب راحت بھی۔ منشی وارث علی (وفات ۱۹۷۰ء) کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ جن دنوں "چلھیا تھانہ" میں منشی تھے مولانا عابد علی کو مہوا میں راحت و آرام پہونچانے کے بہت سے جتن کرتے تھے۔ مہوا میں آپ غالباً تین سال رہ سکے اور پھر وہاں سے بھی آپ کو کوچ کرنا پڑا انھیں دنوں آپ شہرت گڈھ سے متصل انتری بازار میں پڑھانے کی غرض سے گئے اور ایک سال تک مہوا سے آجا کر تعلیم دیتے رہے کچھ ہی دنوں کے اندر انتری بازار میں آپ کی اچھی مقدار میں آراضی ہوگئی اور گھر ہوگیا۔ پھر آپ نے مہوا سے انتری بازار کو اپنا رخت سفر باندھا اور تا حیات یہیں پر رہے۔ آپ نے ایک مرتبہ حج کرنے کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔ دوبارہ اس کا پروگرام بنایا تھا لیکن حکومت کی طرف سے بعض رکاوٹوں کی وجہ سے نہ جاسکے جس کا غلط اثر ذہن پر پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کا دماغ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فیل ہوگیا۔ جنون کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ خدا خدا کرکے یہ حالت دور ہوئی پھر کچھ دنوں بعد مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور قفص عنصری سے آپ کی روح پرواز کر گئی۔

گاؤں کے ایک معزز آدمی مولوی محمد شفیع کے والد" برساتی" سے آپ بڑی الفت و محبت رکھتے تھے۔ اس وجہ سے جب وہ آپ سے پہلے انتقال کرگئے۔ تو آپ نے مولوی موصوف سے انھیں کے قریب دفن کے لئے جگہ چاہی، مطالبہ پورا ہوا، اور آپ کو انتری کی سرزمین میں دفن کر دیا گیا یہ غالباً ۱۹۶۶ء کی بات ہے۔ اخلاقی اعتبار سے آپ بڑے اونچے پائے کے آدمی تھے آپ جس راستے سے گذرتے تھے راستہ صاف ہوجاتا تھا کیونکہ لوگ ڈرتے تھے کہ کہیں ہماری فروگذاشت پر گرفت نہ ہوجائے۔ مجال کیا تھی کہ بے نمازی ان کے سامنے دم مار سکیں۔ بچوں کے ساتھ آپ بڑی نرمی اور شفقت فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کے بعض بچے آپ سے ہر وقت خائف رہتے اور اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے بعض بچے آپ سے الجھ جاتے اور دوسرے چھپ چھپا کر تماشہ دیکھتے۔ آپ کے مزاج میں کسی حد تک حدت تھی جس کی وجہ سے اہل خانہ بھی سہمے رہتے لیکن اگر کسی نے ان پر چپکے سے تنقید کی اور آپ نے اسے سن لیا تو مسکرا کر رہ گئے۔ خدا کا خوف اس درجہ تھا کہ تنہائی میں گڑگڑا کر روتے تھے۔ یہ سب لوگوں کے مشاہدات تھے جن کا ماحصل پیش کر دیا گیا ہے۔

علم کی افادیت اس وقت تسلیم کی جاسکتی ہے جب علم کے پہلو بہ پہلو عمل بھی ہو مولانا مرحوم اس کا بہتر نمونہ تھے آپ کو قریب سے دیکھنے والے ایک آدمی کا تاثر ہے کہ علم وعمل دونوں اعتبار سے آپ کا درجہ مولانا ممتاز علی سے اعلیٰ تھا۔ اگر ہم اس بیان کو مبالغہ پر محمول کریں تو بھی عبادت وریاضت اور زہد و اتقاء کے سلسلے میں آپ کی غیر معمولی شخصیت صاف نظر آتی ہے۔ یوں بشری تقاضے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مطابق کچھ غلطیوں کا صادر ہونا فطری بات ہے۔ قرآن کریم سے آپ کو بہت زیادہ دلچسپی تھی اس لئے آپ جہاں بھی رہتے تھے جیبی سائز کا قرآن مجید اپنے ساتھ ضرور رکھتے تھے۔ جب آپ کا دماغی توازن بگڑ گیا تھا اس وقت بھی آپ کے پاس قرآن کریم ہوتا تھا۔ اور آپ اسے برابر پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ علاقہ الیدہ پور کے گاؤں ششہنیاں پہونچے۔ گاؤں کے مہتو نے جو آپ کے مرید تھے دعوت کی۔ کھانا آیا تو آپ نے اس وقت تک کھانا کھانے سے انکار کردیا جب تک اسے حلال نہ بنایا جائے۔ چنانچہ آپ دسترخوان پر بیٹھے رہے۔ جب تمام غلے سے اللہ کا حق ادا کردیا گیا تو سبھوں نے کھانا کھایا۔ اس طرح آپ حرام و حلال کی بہت زیادہ فکر رکھتے تھے۔ معاش حاصل کرنے کے لئے کچھ کھیتی تھی۔ اس کے علاوہ آپ نے طب بھی پڑھا تھا۔ جس کے ذریعہ تلاش معاش میں مزید سہولت پیدا ہو گئی۔ آپ دوائیں اپنے ہاتھ سے تیار کرتے اور اسے سستے داموں فروخت کرتے تھے اس طرح آپکو بہت سے لوگوں سے ملنے کا موقع مل جاتا آپ کی شادی مولانا ممتاز علی (۳، ۱۹ء) کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی۔ ان سے چار لڑکے زندہ ہیں اور دو لڑکیاں۔ سب سے چھوٹے لڑکے سعید احمد نے ازہر سے مولانا حمید الدین فراہی پر ریسرچ کیا ہے وہ فی الحال جدہ ریڈیو اسٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ مولانا عابد علی نے دار الہدی یوسف پور (قائم شدہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء) منظہر العلوم ادسان کو تیاں (قائم شدہ ۱۸۶۲ء) بحر العلوم انتری بازار (قائم شدہ ۱۹۱۸ء) اور دار العلوم ششہنیاں (۱۹۴۴ء) کے اندر مختلف مواقع پر تدریسی خدمات انجام دی ہیں چونکہ ان مدارس میں تدریس کا زمانہ ہم معلوم نہیں کرسکے اس لئے بلا رعایت زمانہ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ نے دار الہدی یوسف پور میں قیام مہوا کے دوران جس کی کل مدت تین سال ہے تخمیناً دو سال تعلیم دی ہو گی۔ کیونکہ یہ متعین ہے کہ آپ نے یوسف پور کے اندر تعلیم قیام مہوا کے دوران دی ہے اور یہ بھی متعین ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ نے مہوا میں رہ کر ایک سال تک انتری میں تعلیم دی تھی پھر جب اس کے ساتھ اسے ملاکر دیکھتے ہیں کہ آپ نے انتری بازار پہونچکر یہاں مدرسہ بحرالعلوم کی تاسیس ۱۹۱۸ء میں فرمائی تو قیام مہوا کا زمانہ ۱۵ء تا ۱۷ء قرار پاتا ہے جس میں ۱۷ء کو انتری کا پہلا سال مان لینے پر لازم آتا ہے کہ یوسف پور میں آپ ۱۹۱۵-۱۶ء میں بحیثیت مدرس رہے ہوں۔ آپ کو بچوں کی تعلیم کے لئے انتری بازار کے تین آدمی (مولانا محمد زماں رحمانی کے والد نبی احمد، ماسٹر عبدالعزیز کے دادا داہو میاں مرحومین اور قاسم علی خیاط اپنے یہاں لائے تو آپ نے ۱۹۱۸ء میں مدرسہ بحرالعلوم کی بنیاد رکھی اور تقریباً پندرہ سال (یعنی ۱۹۳۲ء) تک انتری بازار کی جامع مسجد کے اندر درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ تعلیم اونچے درجات کی ہوتی تھی۔ یہاں سے بستی، گونڈہ اور نیپال کے بیشمار تشنگان علوم سیراب ہوئے۔ گاؤں کے بڑے معمر علماء آپ کے شاگرد ہیں۔ مثلاً مولانا محمد زماں، مولوی فتح محمد، مولوی سمیع اللہ مرحوم، مولوی حبیب اللہ وغیرہ اس کے علاوہ مولانا عبدالجلیل رحمانی آپ کے شاگردوں میں آتے ہیں آپ نے مدرسہ مظہرالعلوم اوسان کوئیاں میں غالباً ابتدائی دور میں اور مدرسہ دارالعلوم ششہنیاں میں آخری دور میں درس دیا ہے۔

آپ چونکہ سلفی عالم تھے اس لئے اس مسلک کی ترویج و اشاعت میں آپ نے پوری عمر لگا دی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ "کنڈرا" کا علاقہ بدعتیوں کا علاقہ تھا۔ آپ کی کوششوں سے وہاں کے کچھ رؤسا راہ راست پر آگئے تھے گو کہ علاقے کے اکثر بدعتی آپ کے اور آپکے ہمنواؤں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے پھر بھی وہ آپ کے تبلیغی پروگرام کو معطل نہ کر سکے کیونکہ آپکے بعض ہمنوا اس علاقے کے اچھے عہدوں پر فائز تھے۔ منشی وارث علی (متوفی ۱۹۷۰ء) جن سے میں نے اس مضمون کے لئے کافی مواد حاصل کیا ہے اہلحدیث تھے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھانے میں محرّر تھے۔ تھانیدار اور عملہ کے دوسرے لوگ ان کی نماز، تلاوتِ قرآن اور دوسرے اسلامی شعائر سے کافی مرعوب رہتے تھے اس وجہ سے مولانا کو ان کی وجہ سے قوت حاصل ہوگئی تھی۔ انتری کے اندر بدعات و خرافات اور تعزیہ پرستی کا جو زور تھا مولانا ہی کے ذریعہ ٹوٹا۔ پورے علاقہ میں آپ نے گھوم گھوم کر اصلاح کی اور اس کے نہایت ہی بہترین نتائج برآمد ہوئے۔ مولانا عبدالحمید رحمہ اللہ شفیقی کے دادا امانت آپکے خاص مریدوں میں سے تھے۔ وہ آپ ہی کی تحریض پر بدعات و رسومات کو چھوڑ کر سنّت نبوی کے ایسے شیدا ہوئے کہ انھوں نے اسلامی شعار کی پابندی کے علاوہ سنّی بال تک رکھ لیا۔ اور مولانا موصوف کے والد مرحوم شفیق الرحمٰن تو آپ کے خاص معاونین میں سے تھے اولاً یہ بڑے بڑے بال رکھتے اور دھوتی باندھتے تھے آپ نے جب ایک مرتبہ انھیں اپنی مجلس سے نکال دیا تو وہ حد درجہ متأثر ہوئے اور آپ کی بات مان کر بال کٹوا دیئے۔ دھوتی کے دو ٹکڑے کر کے دو تہبند بنا لیا۔ اور آپ سے جوانی میں پڑھنا شروع کیا۔ آپ بڑے خلوص سے مولانا کی خدمت میں برابر موجود رہتے اور ہر بھلے کام میں آپ کا تعاون کرتے تھے۔ یہ ایک مثال ہے جس سے آپ کے اصلاحی کاموں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۲۵)

میاں عباد اللہ تلانگ (بستی)

آپ موضع تلانگ علاقہ ڈومریا گنج کے رہنے والے تھے۔ آپ مولانا سید

۱؎ آپ بڑے سنجیدہ، ذی علم، با اخلاق اور غیور عالم ہیں۔ ابتدائی تعلیم بحر العلوم میں پائی، اور فراغت کنز العلوم ٹانڈہ سے ہوئی فراغت کے بعد بحر العلوم انتری بازار، سراج العلوم جھنڈا نگر میں چند سال مدرس رہے، پھر مدرسہ عربیہ اکرھرا میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور تادم تحریر حاشیہ (۱۹۸۸ء) وہیں صدر المدرسین ہیں ←

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جعفر علی نقوی کے فیض یافتگان میں سے تھے، عالم تو نہ تھے۔ مگر علماء کی صحبت نے بہت کچھ عطا کر دیا تھا۔ بڑے عابد و زاہد اور نقوی صاحب کے مشن کو فروغ دینے والوں میں سے تھے۔ بانسی کانفرنس کے خاتمہ پر مولانا امرتسری اور مولانا محمد جوناگڈھی وغیرہ آپ کے گاؤں آپ سے ملاقات کی غرض سے گئے تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اس وقت نہایت ضعیفی کی حالت میں رہے ہونگے ورنہ ان بزرگ ہستیوں کی آمد پر علاقہ کی اہم مناظرانہ کانفرنس سے غیر حاضری آپ جیسے بزرگ سرفروش اسلام سے بعید چیز تھی۔ اور چونکہ اس کانفرنس کے منتظم مولانا عبدالوہاب بانسوی تھے جن کا انتقال ۱۹۲۴ء میں ہوا اس لئے آپ کی نقاہت کا یہ دور لازماً ۱۹۲۴ء سے پہلے کا ہوگا اس طرح آپ کا انتقال بیسویں صدی کے ربع اول میں سمجھنا چاہیئے۔

(۲۶)

مولانا عباد اللہ یوسف پور (بستی)

مولانا عباد اللہ کے آباء و اجداد یوسف پور کے مستقل باشندے تھے۔ البتہ آپ کے خسر رجب علی کسی اور جگہ کے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کی بیوہ یوسف پور آگئی تھیں۔ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والد آپ کے بچپن میں فوت ہو چکے تھے۔ گھر پر ممکن ہے کچھ کھیتی رہی ہو ویسے زمینداری کا سلسلہ مولانا کے وقت میں ہوا آپ کی صاحبزادی کا بیان ہے کہ "گڑھیا" (ایک گاؤں کا نام جو مولانا کے گاؤں یوسف پور کے پورب ہے) میں آٹھ آنہ (یعنی گڑھیا گاؤں کی نصف) زمینداری آپ کے وقت میں ہوئی اور سولہ آنہ یوسف پور میں زمینداری

لے عرصے سے جماعتی خدمات میں بھی حصہ لے رہے ہیں اور کافی دنوں سے ناظم جمعیت اہلحدیث بستی کی نیابت کرتے آ رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔

تاریخی تصریح نہ ہونے کیوجہ سے آپ کی ولادت و وفات کے متعلق تخمینے کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ خیال ہے کہ آپ کی ولادت سید جعفر علی نقوی کی بالاکوٹ سے واپسی ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء اور بستی میں تبلیغی و دعوتی سرگرمیوں سے کچھ آگے پیچھے ہونی چاہیئے۔ بہت ممکن ہے کہ انھیں کی تحریک و تحریض پر آپ کے سرپرست آپکو پڑھانے کی طرف متوجہ ہوئے ہوں۔ بہرحال آپ نے ضلع بستی کے سب سے اہم دعوتی مرکز بانسی (جسکو خود جعفر علی صاحب اپنا خاص مرکز بنائے ہوئے تھے) میں مولانا سید جعفر علی نقوی کے خاص معاون و مدد گار مولانا محمد اسحاق محدث بانسوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور غالباً انھیں دونوں بزرگوں کی رہنمائی میں میاں صاحب کی خدمت میں حدیث پڑھنے کے لیے دہلی پہونچے۔ اس زمانے کی تعیین کے لئے آج کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے البتہ مدرسہ کی تاسیس ۱۸۵۴ء میں سید جعفر علی نقوی کے ہاتھ عمل میں آئی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اس سے پہلے یقیناً فراغت حاصل کرکے یوسف پور میں آچکے تھے کیونکہ آپ ہی کے اہتمام سے مدرسہ قائم کرنے کی بات آئی تھی۔ اس طرح میاں صاحب سے آپ کے تلمذ کا زمانہ ۱۸۵۰ء سے ۱۸۵۳ء تک میں کسی وقت ہونا چاہیئے۔ آپ کے وطن لوٹنے کے وقت سید جعفر علی نقوی کا دائرہ تبلیغ کافی وسیع ہو چکا تھا۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغی اور علمی سرگرمیوں کے علاوہ علاقہ بستی، گورکھپور اور نیپال کی ترائی کے حصے میں آپ تبلیغی و دعوتی سفر بڑی سرگرمی سے کر رہے تھے چونکہ آپ کو ایک بڑے حلقے کی نگرانی کرنی ہوتی تھی اس لئے دوسرے افراد کو اپنے کاموں میں معاونت کے لئے آمادہ کرتے تھے۔ مولانا عباد اللہ صاحب انھیں لوگوں میں سے ایک ہیں جنھیں سید صاحب نے مدرسہ کا ایک نظری خاکہ دے کر نئی نسل کی تعلیم اور عوام کی اصلاح کا ذمہ دار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرایا جسے مولانا نے اس خوبی کے ساتھ انجام دیا کہ آپ کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہونے کے باوجود آپ کے آثار اس کی خاموش شہادت دے رہے ہیں۔ بہر حال مدرسہ بلا عمارت گاؤں میں چلتا رہا اور مولانا عباد اللہ صاحب تدریسی فرائض انجام دیتے رہے اور یہاں سے پڑھکر میاں صاحب کی خدمت میں حدیث پڑھنے گئے بعد میں مولانا نور اللہ کے پڑھکر واپس آنے کے بعد کچھ دنوں تک مدرسہ گاؤں ہی میں رہا۔ پھر گاؤں سے باہر اس جگہ میں لایا گیا جس میں اب ہے۔ لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد علاقے کے انگریز انچارج کے تبادلے کے بعد جو صاحب علاقے کا حاکم بن کر آیا اس نے اپنی زمین میں چھپر دیکھ کر ڈانٹا ڈپٹا اور مدرسہ وہاں سے ہٹوا دیا مدرسہ پھر گاؤں میں منتقل ہو گیا اور ایک سال کے بعد جب دوبارہ پہلا ہی حاکم علاقہ لہراسے اس علاقے میں تبادلے کے بعد آیا تو اس سے گذارش کی گئی۔ اس نے پھر مدرسہ بنانے کی اجازت دیدی مگر مولانا نے اس مرتبہ اس سے مدرسہ کے رجسٹر پر لکھوا لیا کہ یہ زمین اس اسلامی عربی مدرسہ کو دی جارہی ہے۔ زمین جونہی مدرسہ کو ملی مولانا نے علاقہ کے بڑے بڑے لوگوں کو جمع کیا جن میں حاجی دلگنج (پریا) حاجی الہی (رسالت پور عرف پریا) ضیاء الدین (سیکوٹ) حاجی دین محمد (کریم پور) مہتو عبداللہ (رسالت پور) وغیرہ خاص اہمیت رکھتے تھے۔ سب کو اکٹھا کرنے کے بعد آپ نے مدرسہ بنانے اور اس میں لڑکوں کے داخل کرنے کی رائے پیش کی تمام حضرات نے جنس و نقد دینے کا وعدہ کیا۔ اب ٹین اور پھس کے تین چار کمرے تیار کر لئے گئے اور یہیں تعلیم ہونے لگی مولانا کے زمانہ میں مولانا نور اللہ آپ کے معاون مدرس تھے۔ مولانا عبد الغفار صاحب صرف اپنے والد کے بارے میں بتا سکے ہیں مگر مولانا کی صاحبزادی کا کہنا ہے کہ گھر کے پاس ہی ایک مکان میں دوسرے مولوی (یعنی مولانا عباد اللہ کے بجائے دوسرے عالم پڑھاتے تھے۔ ایک لنگڑے میاں بھی تھے۔ جو پڑھاتے تھے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ مولانا آخری وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں تدریس ترک کر چکے تھے۔ زمینداری کی دیکھ بھال اور علاقہ میں اصلاح و تبلیغ آپ کا دائرہ کار تھا۔ تدریس کا کام آپ کی حیات میں بھی دوسرے لوگ کرتے تھے۔ آپ کے بارے میں مولانا عبدالغفور بسکوہری فرماتے ہیں۔

مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم کے شاگردوں میں سے متدین اوّل شاگرد مولانا عباد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ یوسف پور علاقہ مٹکا متصل علاقہ نیپال کے رہنے والے تھے۔ آپ بھی شیدائے سنّت تھے علم کا بہت کچھ شوق تھا آپ کے کتب خانے میں نایاب کتابیں موجود رہتی تھیں۔ آپ کو بھی مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی سے شرف تلمذ حاصل تھا آپ کی کوشش سے علاقہ نیپال میں جماعت اہلحدیث کی خوب ترقی ہوئی یہاں تک کہ علاوہ دو ایک جگہ کے سارا علاقہ اہلحدیث ہو گیا (الحدیث امرتسر ۲۳ رمضان ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۲۸ء)

مولانا عبدالجلیل رحمانی مدرسہ دارالعلوم ششہنیاں کے قیام ۱۹۴۴ء کے سات آٹھ ماہ بعد ہونے والے پہلے اجلاس منعقدہ ۶،۵ اپریل ۱۹۵۴ء کے خطبہ صدارت ص ۴ و ۵ پر لکھتے ہیں۔

"شمس العلماء میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے شاگرد رشید حضرت علامہ عباد اللہ"۔۔۔۔

"یہ کتابیں کہیں منتقل نہیں ہو سکیں اور بہت حد تک ضائع ہو گئیں اور باقی کتابیں ضائع ہو رہی ہیں۔ آپ کی کچھ کتابیں رامپور کے مولانا عبدالحق کے پاس تھیں"۔

مولانا کی صاحبزادی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا آخر وقت میں غربت کے شکار ہو چکے تھے۔ زمینداری ضرور تھی مگر آپ نے سیکوٹ نامی گاؤں کے ایک آدمی سے ۳۰۰ روپیہ قرض لیا تھا اور قرض کی ادائیگی سے پہلے انتقال کر گئے تھے آپ کے سمدھی اور آپ کے صاحبزادے مولوی عبدالحی کے خسر مانت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب (موضع چکئی جوت) نے خواب میں دیکھا کہ مولانا ان کے پاس بیٹھے ہیں مولانا کے ہاتھ میں کنگن ہے آدھا ہرا اور آدھا کوئی ایسا رنگ جسے وہ بھول گئیں) ہے خیریت پوچھی تو بتایا کہ قرضدار ہوں اسی کی تکلیف ہے۔ پھر سیکوٹ والوں نے قرض معاف کر دیا۔ مولانا کی چھوٹی صاحبزادی اور آپ کے چھوٹے داماد حاجی محمد خاطر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا انتقال ۱۸۸۰ئہ سے ۱۹۰۰ئہ کے درمیان ہونا چاہیئے۔ ویسے ۱۸۹۷ئہ زیادہ قرین قیاس ہے ویسے ان کا کہنا ہے کہ آپ کی وفات ۱۹۸۰ء میں ہوئی اسی (۸۰) سال بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی ہوا ہو گا انتقال کے وقت آپ بہت بوڑھے نہیں ہوئے تھے۔ رمضان میں بیمار ہوئے اور شوال کی چار پانچ تاریخ کو جاڑے کے زمانے میں انتقال ہوا۔ اس وقت فصلی مہینہ اگہن کا تھا سن کی تصریح معلوم نہیں ہوسکی آپ کے انتقال کے وقت آپ کے صاحبزادے عبدالحی دہلی میں زیر تعلیم تھے۔ رمضان کی تعطیل میں گھر آئے ہوئے تھے کہ یہ حادثہ پیش آیا۔ آپ کے تین لڑکے تھے لڑکوں کے نام حسب عمر یہ ہیں۔ عبدالرحمان، مولانا عبدالحی اور محمد بشیر اور پانچ لڑکیاں تھیں۔ جن میں سب سے چھوٹی لڑکی بیرہوا نامی گاؤں میں حاجی محمد خاطر کو منسوب تھیں اور ۱۹۸۰ء میں بقید حیات ہیں۔

عبدالرحمٰن سب سے بڑے تھے اس لئے مولانا کے انتقال کے بعد پوری جائیداد انھیں کے نام سے منتقل ہوئی یہ خاندان مولانا کے بعد بیس سال تک یوسف پور میں رہا پھر جب عبدالرحمان کا انتقال ہو گیا تو ان کی بیوہ (جو حاجی الٰہی رسالت پور کی لڑکی تھیں) نے حاکم علاقہ کے سامنے زمین سے دست کش ہونے کا بیان دیدیا۔ اب پوری زمین اس خاندان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ عبدالرحمان کی بیوہ نے اپنے والد سے مٹرلا نامی گاؤں کی زمینداری لے لی۔ اور وہاں منتقل ہو گئیں۔ عبدالرحمٰن کے پوتے اس گاؤں میں موجود ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالحی کی سسرال چکئی جوت نامی گاؤں میں امانت صاحب کے یہاں تھی وہ وہاں منتقل ہو گئے اور چونکہ بھائیوں میں تنہا عالم تھے اس لئے والد کی ساری کتابوں کے اکیلے وارث ہوئے۔ بعد میں انھوں نے تیواری پور نامی گاؤں میں پچاس بیگھے زمین لی اور وہاں منتقل ہوئے۔ آپ کی اولاد اور آپ کے والد کی کتابیں اس گاؤں میں اب بھی موجود ہیں ان کی اولاد میں حاجی محمد صدیق اور ماسٹر محمد یوسف ہیں تیسرے لڑکے محمد بشیر نے گذر بسر کے لئے بیرھوا متصل بڑھنی بازار میں کچھ زمین خریدی اور وہیں عمر گزاری۔

(۲۷)

مولانا عبدالاحد پرینا (بستی)

مولانا عبدالاحد صاحب موضع پرینا (قرب یوسف پور) کے رہنے والے تھے آپ کی پیدائش بٹئی ڈیہہ (گورکھپور) میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم آپ کو بچپن ہی میں لے کر پرینا چلے آئے۔ ابتدائی تعلیم دارالہدی یوسف پور میں ہوئی پھر انتری بازار میں پڑھا دو سال کے لئے بونڈھار گئے پھر مولانا عبدالرحمٰن بجواوی سے استفادہ کی غرض سے بجوا (گونڈہ) حاضری دی۔ کچھ دنوں پڑھنے کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور گئے غالباً آخر میں مدرسہ میاں صاحب دہلی میں پڑھا اور فراغت حاصل کی۔ پڑھنے کے بعد قنوج، کلکتہ، کانپور اور پھر یوسف پور میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ یوسف پور میں تقریباً (۳۰) سال تک عربی کی تعلیم دی اخیر عمر میں نقاہت بڑھی تو گھر ہی پر رہنے لگے تھے۔ نومبر ۱۹۷۸ء میں انتقال ہوا۔ بوقت انتقال عمر لگ بھگ ستر (۷۰) برس کی رہی ہوگی۔ علاقہ نوگڑھ میں تلامذہ کی بڑی جماعت صدقۂ جاریہ چھوڑی ان میں چند یہ ہیں۔ مولانا محمد ابراہیم صدر مدرس دارالہدی یوسف پور، ڈاکٹر وصی اللہ مدرس معہد المسجد الحرام مکہ، مولانا رحمت اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا خلیل الرحمان، مولانا مجیب اللہ وغیرہ آپ بڑے ملنسار خوش اخلاق اور خدا ترس بزرگ تھے۔ چہرے سے بزرگی کے آثار ہویدا تھے۔

(۲۸)

حاجی عبدالجبار سرمہ دانی والے گنوریا (گونڈہ)

مولانا عبدالغفور بسکوہری فرماتے ہیں "دوسری مخلص ہستی جو اس ہدایت کیواسطے پیدا ہوئی وہ حاجی عبدالجبار صاحب مرحوم سرمہ دانی والے کی ہستی ہے۔ آپ مقام گنوریا ریاست بلرامپور کے رہنے والے تھے آپ نے توحید و سنت کی اشاعت میں جس طرح خلوص سے کام لیا ہے اس کی مثال خیر القرون ہی میں مل سکتی ہے۔ آپ سرمہ دانی دستکاری سے بقدر ضرورت کسب حلال حاصل کرتے تھے۔ شب و روز اپنی عمر کا حصّہ اشاعت توحید و سنت میں صرف کرتے تھے آپ کی اشاعت سے علاقہ میں خوب توحید پھیلی۔ باوجود لا علمی کے آپ کا وعظ اسرار سے بھرا ہوا بے نظیر ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ کھول دیا تھا۔ آپ کی بات بجلی کی طرح اثر کرتی تھی رحمہ اللہ" (اہلحدیث امرتسر مجریہ ۲۳، رمضان ۱۳۴۶ھ)۔

(۲۹)

مولانا عبدالجلیل اوسان کوئیاں (بستی)

وطن اوسان کوئیاں میں مدرسہ مظہر العلوم کے اساتذۂ افاضل خصوصاً مولانا احمد علی اور بری ڈیہہ وغیرہ سے استفادہ کیا اور سند فراغ حاصل کی کچھ عرصہ مدرسہ مذکور میں پڑھاتے رہے۔ بعد میں مشرقی ہند کے بعض اضلاع خصوصاً بہار کا رخ کیا اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا آخر عمر میں گھر رہنے لگے اور یہیں انتقال فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(٣٠)

مولانا عبد الجلیل پرینا (بستی)

نام عبد الجلیل، مولد و مسکن موضع پرینا۔ ابتدائی تعلیم یوسف پور میں پائی پھر بریلی، بنارس (جامعہ رحمانیہ) اور کانپور کا سفر تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے کیا اخیر میں دہلی گئے اور مدرسہ میاں صاحب سے فراغت حاصل کی ــــــ بعد از فراغ درس و تدریس کا موقعہ نہیں ملا اپنے مدرسہ دار الہدیٰ یوسف پور کے ۲۵ (پچیس) سال تک ناظم رہے اور مدرسہ کی مختلف ضروریات کے لئے اپنی صلاحیت اور وقت کی قربانی پیش کرتے رہے ۱۹۸۱ء میں انتقال فرمایا۔

(٣١)

مولانا عبد الجلیل رحمانی ششہنیاں (بستی)

والد کا نام تعلقدار، مسکن موضع ششہنیاں متصل بر ڈپور۔ ابتدائی تعلیم گورا بازار اور مدرسہ دار الہدیٰ یوسف پور وغیرہ میں ہوئی۔ عربی کی اصل تعلیم دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں پائی اور مولانا نذیر احمد املوی و شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ مبارکپوری وغیرہ سے کسب فیض کیا فراغت ۱۹۳۶ء کے بعد دار الحدیث رحمانیہ ہی میں مدرس رکھ لئے گئے جو قابل فخر چیز تھی۔ اور اپنے اساتذہ کے ساتھ چند سال پڑھاتے رہے۔ ۱۹۴۴ء میں مدرسہ دار العلوم موضع ششہنیاں میں قائم کیا اور عرصہ تک اس کی باگ ڈور سنبھالے رہے۔ کچھ دنوں تک مصباح نامی ماہنامہ بھی نکالا جو اہلحدیثوں کا دوسرا اہم علمی پرچہ تھا۔

۱۹۵۶ء میں آپ کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی نظامت سونپی گئی مگر ۱۹۴۷ء کے بعد جمعیتہ میں کسی طرح کی کوئی خاص حرکت کسی بھی ناحیہ میں نہیں رہی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دعوت وتبلیغ، تصنیف وتالیف، ترجمہ تعریب، نشر واشاعت، جماعتی صحافت، تنظیم جماعت ارتباطات وتعلقات غرضیکہ تمام ہی شعبے معطل رہے، نام کی گاڑی چلتی رہی۔ البتہ ۱۹۶۱ء میں مرکزی جمعیۃ کی کل ہند کانفرنس جو نوگڑھ ضلع بستی میں منعقد ہوئی تھی کامیاب رہی اور وہاں مرکزی دارالعلوم کے فکرہ کو فعلاً وجود میں لانے کے لئے تدابیر عمل میں لائی گئیں۔ اور ۱۹۶۳ء میں مرکزی دارالعلوم کی تاسیس بنارس میں عمل میں آگئی۔

مولانا نے ایک رسالہ غالباً فراغت کے فوراً بعد لکھا اور چھپوایا تھا موضوع تھا "شہدائے احد"۔ اس موضوع پر گو اردو میں کوئی کتاب نہیں موجود تھی پھر بھی کتاب عوامی نہیں اہل علم کی تھی کیونکہ موضوع ہی علمی تھا۔ اس ناحیہ سے میری نظر میں کتاب پر نظر ثانی ضروری ہے۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ دوسرا ایڈیشن تقریباً نصف صدی بعد شائع ہوا اور وہ بھی بلا نظر ثانی کئے ہوئے۔

مولانا پر ادبار کا ایک دور اس وقت آیا جب مدرسہ دارالعلوم آپ کی نظامت سے نکل گیا اور قرب وجوار کے لوگ آپ کی کچھ چیزوں سے نالاں ہو کر غم وغصہ کا اظہار کر بیٹھے۔ اور ٹھیک اسی دور میں آپ نے منقسم مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند کے دوسرے دھڑے (یعنی حافظ یحیٰی کا گروپ) سے ہاتھ ملایا اور تادم تحریر اسی کے اہم رکن ہیں۔ دارالعلوم ششہنیاں کی نظامت اس سال (۱۹۸۳ء) پھر آپ کو سونپ دی گئی ہے مگر گزشتہ سالوں کے مدرسین، مدرسہ میں نہ رکھے جانے کی وجہ سے شدید غیض وغضب میں ہیں جس سے آپ کی نظامت پر اثر پڑنے کا خطرہ ہے۔

حق یہ ہے آپ کے پاس جو علم اور جو ملکۂ تحریر تھا اسے آپ نے اس کے بچپن ہی میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اگر آپ نے کچھ کیا ہے تو وہ ہے جماعتی صحافت پر مستقل اداراتی نوٹ جس میں ایک ہی مسئلہ پر بیسیوں بار لکھا گیا ہے۔

اس وقت عمر ساٹھ۔ پینسٹھ (۶۰۔۶۵) کے درمیان ہوگی۔

(۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ، مدینہ منورہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا اہلحدیثانِ ہند میں بڑی اہم اور قد آور شخصیت کے مالک تھے۔ علم وعقل، دانائی وبینائی، معاملہ فہمی اور دوراندیشی کا پیکر تھے، آپ کے زمانے میں آپ جیسی مدبرانہ صلاحیتوں کے مالک کم ہی دیکھے گئے۔ مگر افسوس کہ ان صلاحیتوں کا استعمال صحیح طور پر نہیں ہوسکا۔ اور "آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس" کی سنگلاخ وادی میں اسے خشک ہونا پڑا۔ ویسے علاقہ میں آپ نے بڑی خدمتیں کی ہیں صرف مدرسہ دارالعلوم کی منبر سے ایک طرف علاقہ مٹکا اور اس سے متصل نیپال کی ترائی میں دعوت و تبلیغ ہوتی تھی تو دوسری طرف ماہنامہ مصباح کے ذریعہ ہندوستان بھر کے علماء اور عوام کی ضرورت پوری کی گئی۔ تیسری طرف پورے علاقہ میں دینی تعلیم کا ایک خاص رجحان پیدا ہوا جس کے نتیجہ میں جگہ جگہ مدارس ومکاتب قائم ہوئے۔ آپ کے مدرسہ کے مستفیدین نے مساجد مکاتب اور مدارس میں اپنی جگہ بنائی۔ مجھے یاد ہے کہ سنہ ۶۷-۱۹۶۶ء میں میں یہاں مکتب میں زیر تعلیم تھا تو کم از کم پچیس تیس گاؤں کے مسلمان اور ہندو بچے یہاں پڑھنے آتے تھے۔ اور علماء وطلبہ مختلف گاؤوں پر جمعہ پڑھانے کے لئے منتشر ہو جاتے تھے۔ اس مدرسہ نے علاقہ میں علم کا ڈنکا بجا دیا اور اکثریت کو چار و ناچار مدرسہ میں آنا پڑا خاص ششہنیاں میں ہر گھر میں کوئی نہ کوئی مولوی یا ماسٹر یا اونچے درجہ کا کوئی صاحب ڈگری وصاحب ہنر نظر آئے گا یہ مولانا کے قائم کردہ مدرسہ کی برکت سے ہے اور حق تو یہ ہے کہ مجھے ان سطروں کو لکھنے کے لائق بننے میں آپ کے احسانات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ مولانا بڑے خوش اخلاق، مہمان نواز، شریف النفس اور حلیم الطبع تھے۔ بڑوں اور ہم عمروں وہم منصبوں کی کون کہے مجھ جیسے طالب علموں کی ایسی عزت اور قدر کرتے جسکے لائق ہم ہرگز نہ ہوتے اس مناسبت میں مولانا عبدالمبین منظر رحمہ اللہ کا بیان کردہ ایک واقعہ نقل کرنا کافی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ مولانا عبدالجلیل رحمانی اور مولانا عبدالرؤف رحمانی میں ناچاقی ہوگئی۔ اسے رفع دفع کرنے کے لئے میں اور مولانا عبدالقدوس ٹکریاوی ششہنیاں مغرب بعد پہونچے۔ علیک سلیک کے بعد خیریت پوچھی اور کہا کہ اسوقت کیسے آنا ہوا ہم لوگوں نے غرض زیارت ذکر کیا تو کہا بس بس آپ حضرات کا اس مقصد سے آنا ہی بہت ہے اسطرح بلا کسی تفصیلی گفتگو سفارش وشرط کے رنج دور کر کے تعلقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بحال کر دیے۔

(۳۲)

قاری عبد الحق بانسی (بستی)

نوشہروی صاحب نے آپ کا تذکرہ یوں کیا ہے "متوطن بانسی درس نظامی کی تکمیل مدرسہ جامع العلوم کانپور میں کی فنِ قرأت (مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ) قاری عبد الرحیم صاحب سے سیکھا طب لکھنؤ میں پڑھی۔ اپنے مولد میں مطب کرتے ہیں۔ دینی کاموں میں دلچسپی ہے جس کی وجہ سے ماحول پر کافی اثر ہے عام رجحانات سیاسیات کی طرف ہے" (تراجم علماء حدیث ہند ص ۱۰۴) مولانا رئیس الاحرار آپ کے انتقال کے بعد ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

لگ بھگ ۱۶-۱۹۱۵ء میں اپنے آبائی وطن بانسی ضلع بستی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کی طرح والدہ بھی بہت عابدہ زاہدہ اور صاحب قناعت و توکل تھیں۔ جوان سالی میں بیوہ ہو گئی تھیں مگر صاحب موصوف کی بہت اچھی تربیت کی۔ بچپن میں تعلیم و تربیت اپنے والد کے زیر سایہ پاتے رہے والد بذات خود تعلیم دیتے تھے سات آٹھ سال کی عمر تھی کہ یتیم ہو گئے۔ ایسے عظیم الشان مشفق باپ کا سایہ سر سے اٹھا جس کی موت سے قصبۂ بانسی اور پورا قرب و جوار اپنے کو یتیم محسوس کرنے لگا تھا مگر بانسی کے اہل دل حضرات اور راجہ خاندان نے دل دہی و ہمدردی کا پورا حق ادا کیا۔

ابتدائی تعلیم قصبہ کے اہل علم و معلمین سے حاصل کی۔ جیسا کہ تراجم علماء حدیث میں ہے درس نظامی کی تکمیل مدرسہ جامع العلوم کانپور میں کی۔ سال فراغت لگ بھگ ۳۸-۱۹۳۷ء ہے۔ موصوف "قاری" کے لقب سے پکارے جاتے اور یہ لقب دراصل ان کا اسم علم بن چکا تھا۔ فن قرأت پر اچھی نگاہ رکھتے تھے مختلف اساتذہ سے یہ فن انھوں نے سیکھا۔ موصوف نے فارغ ہونے کے بعد اگرچہ دینی و علمی خدمات کو ذریعہ معاش نہیں بنایا، بلکہ گھر کی معمولی زراعت (جو زیادہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ پانچ بیگھا پختہ تھی) کی آمدنی پر قناعت کرنے کے ساتھ مطلب کرتے. اور عموماً بے معاوضہ. لیکن دینی و قومی کاموں میں بڑی سرگرمی و دلچسپی سے مصروف رہتے تھے موصوف کو جو لوگ جانتے ہیں انھیں معلوم ہے کہ نہایت سادہ و عسرت کی زندگی گزارنے کے باوجود نہایت قانع و متوکل اور صابر و شاکر رہا کرتے تھے اور اس کی تعلیم و تلقین دوسروں کو بھی کرتے۔ پوری ریاست بانسی میں اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر دیہات کے گاؤں میں مدارس و مکاتب قائم کروانے کی ترغیب و تحریص کی اور اس میں کامیابی ہوئی۔ دینی امور سے بے توجہی عام تھی مگر موصوف نے بہت حکمت علمی سے کام لے کر مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی. اور ان میں سیاسی شعور بھی پیدا کرنے کی جدوجہد کی تمام ملنے جلنے والے مسلمانوں خصوصاً اہلحدیثوں کو تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دلاتے تھے اور اس سلسلے میں حتی الامکان لوگوں کی اخلاقی مدد نہایت خلوص سے کرتے. اپنی سفارشوں کے ذریعہ آسانیاں مہیا کرنے میں موصوف کی خدمات نہایت کامیاب تھیں موصوف ایک سچے قوم پرور اور سیاست میں کانگریسی تھے۔ بڑے بڑے لیڈروں سے گہرے تعلقات اور سرکاری حکام اور راجہ کے خاندان سے روابط رکھتے تھے مگر دین میں اتنی پختگی تھی کہ لیڈر اور حکام اور امراء و رؤساان سے خائف رہا کرتے تھے. اس خوف کے ساتھ محبت و عقیدت کے جذبات بھی پائے جاتے تھے۔ بانسی کے مشہور کانگریسی لیڈر محمد سلیمان صاحب ادھمی وکیل و ایم. ایل اے حنفی المذہب ہونے کے باوجود نماز جمعہ اور دوسری نمازیں قاری صاحب ہی کے پیچھے اہل حدیث جامع مسجد میں پڑھتے۔ حالانکہ قاری صاحب بسا اوقات انھیں بعض باتوں پر سختی سے ڈانٹ بھی دیا کرتے تھے۔ یہی حال متعدد افراد کا تھا۔ جماعت اہلحدیث اور مرکزی دار العلوم سے جذباتی لگاؤ تھا. نوگڈھ اور تلشی پور کی اہلحدیث کانفرنسوں کو کامیاب بنانے میں آپ کی خدمات قابل قدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ زندگی بھر جامع مسجد بانسی کے امام وخطیب رہے۔ مگر معاوضہ کبھی نہ لیا۔ اور صبر و شکر کے ساتھ دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ یہ عجیب بات تھی کہ اہل وعیال اور بال بچوں کے ہوتے ہوئے دن رات کے بیشتر اوقات مسجد ہی میں بسر کرتے۔ مسجد کا چھوٹا سا حجرہ آپ کا مسکن تھا۔ مطب کا کاروبار عرصہ سے چھوڑ رکھا تھا کم سے کم میں نے جب ہوش سنبھالا ہے تب مطب کرتے ہوئے نہیں پایا۔ عوام وخواص میں موصوف کو بڑی مقبولیت اور ہر دلعزیزی بھی حاصل تھی۔ غیر مسلک کے لوگ بھی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ اور غیر مسلم بھی والہانہ طور پر ربط و ضبط رکھتے اس کا مظاہرہ خاص طور سے اس وقت ہوا جب موصوف مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ ۶۵-۱۹۶۴ء میں آپ نے بانسی کی جامع مسجد کی تعمیر نو اس انداز پر کرائی کہ دیکھنے والے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ مسجد کی طرح مدرسہ کی عمارت بھی بہت اچھی بنوائی ہے اور محدود وسائل کے باوجود جس طرح کی عمارت موصوف نے بانسی کی مقامی جماعت کو ودیعت کی ہے اس کی پوری قدر جبھی ہوگی کہ اس میں موصوف کے حوصلوں کے مطابق تعلیم و تدریس کا بندوبست کیا جا سکے۔

۱۹ شوال ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو دن گزار کر جمعہ کی رات میں رحلت کر گئے۔ دینی و مذہبی اور قومی و ملی خدمات میں نہایت سرگرم رہنے کے ساتھ اخلاص و تقوی و طہارت، زہد و عبادت میں اپنی مثال آپ تھے۔ کلمۂ حق کے اظہار میں نہایت بےباک و نڈر، بہت حق گو حق پسند و حق پرست تھے۔ بے لوث اور کھرے اتنے کہ ضرب المثل کا مقام رکھتے تھے۔ دو بیٹیوں کے علاوہ ایک لڑکے ماسٹر عبدالسلام ہیں جو مقامی انٹر کالج میں ٹیچر ہیں۔ سادگی و خوش اخلاقی میں باپ کے نمونہ ہیں مگر علم دین اور دینی خدمات میں موصوف باپ کے جانشیں نہ بن سکے (ترجمان جج نمبر ۱۹۷۶ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۳)

مولانا عبدالحمید رحمانی تنہ وا (بستی)

عبدالحمید بن عبدالجبار نام ابوعبدالسلام کنیت، موضع تنہ وا، علاقہ کھنئو طری مولد اور وطنی مسکن ہے۔ والد معمولی پڑھے لکھے آدمی تھے۔ مگر شریعت کی پابندی قابل رشک درجہ کی تھی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شعار تھا۔ مولانا عبدالحمید کی ابتدائی عربی تعلیم مدرسہ بحرالعلوم انتری بازار مدرسہ شمس العلوم سمرا وغیرہ میں ہوئی۔ یہاں اساتذہ میں مولانا محمد زماں مرحوم اور مولانا عبدالمبین منظر حفظہ اللہ[1] قابل ذکر ہیں۔ عربی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے اس وقت کی ہندوستان کی اہم ترین درسگاہ جامعہ رحمانیہ بنارس کا انتخاب کیا۔ یہاں مولانا نذیر احمد املوی کی شخصیت تھی جو مرحوم دارالحدیث رحمانیہ کے روح رواں تھے اور علمی تمکنت اسلوب تدریس، اخلاقی بلندگی ہیبت ووقار تواضع و خلوص وغیرہ میں اس وقت کے ہندوستانی علماء میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، آپ نے مولانا املوی سے خوب کسب فیض کیا۔ فراغت کے بعد وہیں مدرس مقرر ہوئے ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ ۱۹۶۶ء میں مرکزی دارالعلوم بنارس کا تعلیمی افتتاح ہوا۔ اس موقع پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ کے لئے مرکز سے چار سیٹیں منظور ہوئی تھیں۔ جامعہ رحمانیہ ہی کے طلبہ سے چار افراد کو منتخب ہونا تھا۔ چنانچہ آپ کا اور مولانا عبدالسلام (ٹکریا بستی) مولانا عبدالرحمن (پیپر گڈھی) اور ڈاکٹر وصی اللہ (پرا بھوج بستی) کا انتخاب ہوا۔ آپ نے جامعہ اسلامیہ میں بی۔ اے کا چار سالہ کورس کلیۃ الدعوۃ سے مکمل کیا۔ اور ۱۹۷۰ء میں تکمیل کے بعد ہندوستان لوٹے۔ اولاً مرکزی دارالعلوم بنارس میں مدرس مقرر ہوئے مگر کچھ دنوں بعد آپ کو مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کی نظامت کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ آپ نے ایک سال تک (۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۲ء کا زمانہ ہے) مرکزی جمعیۃ

---

[1] اور اب رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی نظامت ترجمان کی ادارت اور مرکزی دارالعلوم میں تدریس کی ذمہ داریاں بنارس میں رہکر سنبھالیں۔ آخر تنظیم جماعت کی اہم ترین ضرورت کے پیش نظر جب آپ کو مجلس شوریٰ نے دہلی میں ناظم عمومی منتخب کیا تو آپ کو دہلی میں رہ کر کام دیکھنے اور دورے کرنے کی ضرورت پڑی اس لیے دہلی منتقل ہو گئے۔ تنظیم اور جماعتی تعارف ثقافی تعلقات اور علمی تدریس نیز دعوتی روابط کو، جماعتی سطح پر مستحکم کرنے کے لئے آپ نے ہندوستان کے اکثر اہم مقامات کے دورے کئے۔ گمنامی میں پڑے بے شمار اہل علم، اصحاب قلم اور ارباب دعوت و تبلیغ کا تعارف کرایا اور ان کی خدمات حاصل کیں۔ بہت سے مقامات پر جماعتی نظم ونسق قائم کرایا جھگڑوں کے تصفیئے کرائے۔ اخبار ترجمان کا علمی اور صحافتی معیار اتنا بلند کر دیا کہ ہم مرکزی دارالعلوم کے طلبہ اس دور کے ترجمان کا ٹھیک اسی طرح انتظار کرتے تھے جیسے مولانا ابوالکلام آزاد کے الہلال اور البلاغ کے لئے ان کے زمانہ اور مزاج کے لوگ اور حق یہ ہے کہ ترجمان کی زندگی کا سب سے بہتر دور تھا۔ جب مجلس شوریٰ کے باتفاق رائے منتخب ناظم عمومی کو مجلس عاملہ کی اکثریت کے فیصلے سے معطل کر دیا گیا تو آپ نے کچھ دنوں تک اپنا تعلق جامعہ دارالسلام عمر آباد سے جوڑ لیا، لیکن جلد ہی سمجھ میں آگیا کہ جماعت اہلحدیث کے نصب العین سے اس کی مسافت کتنی طویل ہے اس لئے اس سے علیحدگی اختیار کرنی ضروری ہو گئی۔

مرکزی جمعیتہ سے علیحدگی کے بعد سے لے کر ۱۹۸۰ء تک کی زندگی گو دینی و ملی خدمات، جماعتی تعاون اور دعوت و تبلیغ کے اشغال سے یکسر خالی نہیں پھر بھی یہ دور آپ کی اس وقت تک کی عملی زندگی کا ایک غیر معمولی حادثہ تھا کیونکہ اس عرصہ میں بظاہر آپ کے افکار واشغال کا بنیادی محور جھوٹی اور عیار ہندوستانی سیاست تھی۔

اس عرصہ میں آپ کے بہت سے احباب و بہی خواہ نالاں ہوئے اور کتنے ہی حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ظن رکھنے والے بدظن ہوئے۔ مگر کسی کو کیا خبر تھی کہ وہ اپنی خداداد صلاحیت سے کام لے کر چند ہی دنوں میں مسلح ہو کر دوبارہ لوٹیں گے اور دین وعلم اور مسلک کی ایسی خدمت کریں گے جو ان کی صلاحیتوں کے شایان شان ہوگی۔ چنانچہ آپ نے رمضان ۱۴۰۰ھ کو معہد التعلیم الاسلامی کی بنیاد ڈالی اور ساتھ ہی شوال سے تعلیم کا افتتاح کر دیا۔ اور شوال ۱۴۰۳ھ تک میں نہ صرف ہندوستانی عربی مدارس میں ایک نمایاں مقام لیتا نظر آرہا ہے بلکہ آپ کے بہت سے مخالفین اس کا عروج دیکھ کر رشک اور حسد کرتے اور ان میں کچھ اب اس ادارہ سے امید یں وابستہ کئے نظر آتے ہیں۔ اور ہو کیوں نہ جب اس نے تین سال کی عمر میں ایک طویل وعریض قطعہ ارض پر اپنی بساط بچھادی ہے۔ مسجد، لائبریری، طلبہ واساتذہ کی قیام گاہ و درس گاہ وغیرہ اکثر لوازم مدرسہ کی فراہمی کے علاوہ مرکز التوعیہ والدعوۃ والافتاء نرسری اسکول، مولانا ابوالکلام آزاد اسکول، شعبۂ حفظ، اور شعبۂ ترجمہ وتالیف ونشر وغیرہ کئی شعبے اور ادارے معہد کی ماتحتی میں وجود میں آئے اور کام کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشے۔

آپ نہایت ملنسار، متواضع، خوددار، غیور، فیاض، سادہ طبیعت، خوش پوش خوش خوراک، دوربیں، نکتہ رس، زود فہم، ذہین، قوی الحافظہ، قادر الکلام اور مرنجان مرنج طبیعت کے مالک ہیں، عام انسانی زندگی اور اپنے فن کی علمی زندگی میں بڑے سے بڑے آدمی کو اپنے قابو میں کرنے یا ہمنوا اور گرویدہ بنا لینے کا جو ملکہ آپ میں دیکھا کسی میں نہیں دیکھا۔ لیکن کیا اتنی بلکہ اور نہ جانے کتنی خوبیوں والے انسان میں خامیاں نہیں ہیں۔ ضرور ہونگی۔ اس وقت عمر لگ بھگ پینتالیس سال ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کار خیر کی توفیق دے اور کار بد سے دور رکھے۔ (آمین)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴۴)

مولانا عبدالحی بن عباد اللہ تیواری پور (بستی)

آپ کی ولادت مولانا عباد اللہ صاحب جیسے ذی شان عالم کے یہاں لگ بھگ ۱۸۸۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یوسف پور میں مولانا عباد اللہ کے قائم کردہ مدرسے ہی میں ہونی چاہیئے کیونکہ کوئی دوسرا مدرسہ قرب و جوار میں نہیں تھا۔ آپ کچھ دنوں آرہ اور کچھ دنوں دہلی میں زیر تعلیم تھے اور مولانا کی وفات ۱۸۹۷ء کے آس پاس قرار پائی ہے نیز یہ کہ مولانا عباد اللہ صاحب میاں صاحب کے شاگرد تھے اور میاں صاحب کا انتقال ۱۹۰۲ء میں ہوا اس لئے قیاس چاہتا ہے کہ اگر معقولات اور فنون کی کتابیں کسی حنفی مکتبۂ فکر کے ادارے میں پڑھے ہوں تو اہلحدیث ہونے کے ناطے میاں صاحب سے حدیث کی سند ضرور لی ہو۔ یہ محض قیاس ہے اس کی پشت پر کوئی واضح قرینہ موجود نہیں ہے خصوصاً مولانا عبدالحی کی زندگی میاں صاحب اور ان کے تلامذہ کے تدریسی، علمی اور دعوتی مشنوں میں سے کسی بھی مشن سے میل نہیں کھاتی نظر آتی ہے۔ آپ نے زندگی بھر میں کبھی ان تینوں کاموں میں سے کسی کو نہیں اپنایا صرف کھیتی باڑی کراتے رہے اور آخر کار موضع تیواری پور علاقہ برڈ پور میں ۱۲ ردسمبر ۱۹۶۰ء کو دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کے پاس آپ کے والد کا جمع کردہ کتب خانہ بھی تھا جو منتشر ہوگیا اور کچھ کتابیں کیڑوں کے نذر ہوگئیں۔

(۴۵)

مولانا عبدالرب گینسڑی (گونڈہ)

(خود نوشت) "نام عبدالرب بن مولانا شکر اللہ سمرہنوی بانی مدرسہ زینت العلوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گونڈہ۔ مولد و مسکن سمرھن کلاں متصل کواپور ریلوے اسٹیشن۔ پیدائش ۱۹۴۲ء ابتدائی تعلیم مدرسہ زینت العلوم میں والد مرحوم کے زیرسایہ ہوئی۔ وہاں سے ضلع گونڈہ کی مشہور عربی درسگاہ مدرسہ فرقانیہ میں داخلہ لیا۔ تیسری جماعت تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد مدرسہ دارالحدیث مئو ناتھ بھنجن میں چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ دو سال مدرسہ ریاض العلوم دہلی میں رہ کر ۱۹۶۰ء میں فراغت حاصل کی۔

تعلیمی فراغت کے بعد چند ماہ تک کھیرہوا کے مدرسہ میں تعلیم دینے پر مامور رہا لیکن ۱۹۶۵ء میں والد کے مرحوم ہو جانے کے بعد مدرسہ زینت العلوم کی پوری ذمہ داری سنبھالنی پڑی۔ چند ناگزیر اسباب کی بنا پر آبائی مسکن سمرھن چھوڑ کر گینسڑی سکونت اختیار کر لی۔ تقریباً بارہ برس تک مدرسہ فیض العلوم میں مدرسی کے فرائض انجام دینے کے بعد مستعفی ہوگیا اور تبلیغ دین کی خاطر "دارالسنہ" قائم کیا۔

تالیفات میں یہ چند چیزیں ہیں جو طبع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں۔

۱۔ ایمان اور اس کے تقاضے۔ ۲۔ رسالت ایک نظر میں۔ ۳۔ حقیقت آخرت۔ ۴۔ مسنون نماز۔ ۵۔ حقوق و معاشرت۔"

آپ ایک اچھے مقرر اور خوش بیان واعظ بھی ہیں جو والد سے وراثت میں ملی ہے یہی وجہ ہے کہ بستی و گونڈہ کے تقریباً تمام اہلحدیث جلسوں میں اور یوپی کے اہم اہلحدیث جلسوں میں آپ کو مدعو کیا جاتا ہے۔

جواں عمل اور محنتی آدمی ہیں۔ اپنے علاقہ میں اپنے والد کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ہیں اور اب خود بھی اپنی جد و جہد سے ثابت کر رہے ہیں کہ مولانا شکر اللہ صاحب کے جانشین ہیں اللہ کرے سچے جانشین بن سکیں۔ ابھی حال ہی میں دارالسنہ قائم کیا ہے جس سے متعلق ناچیز سے مشورہ لینے میں نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جھجھکتے جس سے کام کرنے اور عملی میدان میں کامیاب ہونے کی توقع نظر آتی ہے۔

(۴۶)

مولانا عبدالرحمان بجوا (گونڈہ)

مولانا عبدالرحمن کی کنیت تھی ابوالخطاب والد کا نام عبداللہ اور وطن ضلع گونڈہ میں بجوا نامی گاؤں جو بڑھنی بازار سے قریب واقع ہے آپ کا گاؤں بڑے بڑے علماء کی آمد و رفت کا مرکز رہا ہے اور اسے کافی شہرت آپ کی وجہ سے بھی ہوئی ہے۔ تعلیم مولانا اللہ بخش بسکوہری (بونڈھار میں) مولانا عبدالرحمان مبارکپوری حافظ عبداللہ غازی پوری اور مولانا عبدالجبار غزنوی سے حاصل کی۔ مولانا مبارک پوری نے آپ کو اجازت علمیہ ۱۳۳۷ھ میں مرحمت فرمائی۔ آپ کا علمی پایہ بڑا بلند تھا آپکے تلامذہ آپ کی ذہانت، صلاحیت اور صالحیت کے شاہد ہیں۔ بڑے ذی علم اور فقیر منش تھے۔ سادگی تواضع حلم و بردباری سخاوت و قناعت تقویٰ و پارسائی، اکل حلال اور شریعت کی پابندی احیاء سنن اور ورد باری تعالیٰ میں اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ نے مدرسہ سراج العلوم جھنڈانگر میں دو مرحلہ میں درس و تدریس کا کام کیا۔ اولاً ۱۹۴۶ء سے دو سال تک۔ دوبارہ ۱۹۶۳ء سے کچھ عرصہ تک ویسے آپ نے مئو آئمہ اور سمرا میں اپنا فیضان درس جاری رکھا ہے۔

آپ کو مختلف فنون دینیہ میں مہارت تو حاصل تھی ہی سب سے مشکل فن (فرائض) میں آپ کو آپ کے عصر کے علماء مرجع سمجھتے تھے۔ آپ نے اس علم میں کامل دستگاہ حاصل کرنا اس لئے بھی ضروری سمجھا تھا کہ ہندوستان میں قرآن کے حکم وراثت کو پامال کر ڈالا گیا تھا۔ اور اس کے احیاء کے لئے ایک مخلص اور سرگرم داعی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنی دعوتی سرگرمی کا رخ اس طرف موڑ دیا۔ یوں دعوت و تبلیغ اور تدریس و تالیف کی طرف بھی توجہ رہی مگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ کا خاص نشانہ وراثت کی ترویج سے متعلق ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے ایک رسالہ بھی لکھا۔ جو رحمت الفرائض کے نام سے ۱۳۷۵ھ میں انتظامی پریس کانپور سے شائع ہوا۔ آپ نے شرعی حیثیت سے اپنی وراثت تقسیم کرنے کی تاکیدی وصیت فرمادی تھی۔ اس فن میں آپ کی مہارت کا نتیجہ تھا کہ آپ کے گھر کا بچہ بچہ ہر حق دار کا حق جانتا تھا۔

آپ کے ایثار و قربانی اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ جب آپ مئو آئمہ پڑھانے گئے تو مشاہرہ سال کے شروع ہی میں منجمد کرادیا اور سال کے آخر میں پوری تنخواہ لے کر گھر آئے۔ اور گاؤں پر ایک مدرسہ بنوا کر اہل قریہ کے لئے وقف کردیا۔ آپ نے گاؤں پر بھی درس وتدریس کا کام کیا ہے اور آپ کی اصلاحی کوششوں کے اثرات بھی بڑے اچھے رہے ہیں آخر کے چار سال کافی ضعیفی کے عالم میں گزرے اس وقت نیم بے ہوشی کی سی کیفیت طاری تھی لیکن اس حالت میں بھی دیکھنے والوں کے بیان کے مطابق آپ کی انگلیاں مسلسل متحرک اور زبان اللہ اکبر سے تر تھی آخر کار علم وعمل کا یہ مجاہد ۶ رفروری ۱۹۷۲ء کو آغوش رحمت میں جا سویا۔

(۳۷)

مولانا عبد الرحمان بکھریا (بستی)

عبد الرحمٰن نام تھا۔ سکری بکھریا کے نام سے مشہور دو گاؤں میں سے مؤخر الذکر میں پیدا ہوئے، فراغت کے بعد مدرسہ دار الہدیٰ یوسف پور میں درس و تدریس کے فرائض تقریباً ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۲ء تک انجام دیا اور مسجد مدرسہ دار الہدیٰ یوسف پور ۱۹۴۱ء میں اپنی نگرانی میں بنوائی۔ نوعمری ہی میں کسی وقت اجل آپہونچا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴۸)

مولانا عبدالرّحمان بھنسا گاہن (نیپال)

(بروایت مولانا عبدالغفار مڑلاوی)

آپ نیپال میں لمبنی کے پاس بھنسا گاہن نامی گاؤں کے رہنے والے تھے مولانا نے ایک مرتبہ مجھ (مولانا عبدالغفار) سے محمد نگر کے جلسہ میں بیان فرمایا کہ میں نے عربی زبان بچپن میں نہیں سیکھی تھی۔ بڑا ہوگیا تو ایک برہمن کے یہاں ہلواہی (کھیتی جوتنے وغیرہ کا کام) کرنے لگا ساتھ ہی کچھ دلچسپی ہوئی تو ہندی زبان بھی سیکھتا رہا۔ اتفاقاً زمیندار برہمن مجھ پر غصّہ ہوا اور سخت سست بکنے لگا مجھے بڑی کوفت ہوئی اور میں اسی دم کاروبار چھوڑکر دہلی روانہ ہوگیا وہاں پہونچ کر دارالہدیٰ کشن گنج میں داخلہ لیا اور فراغت حاصل کی۔

مولانا بڑے حاضر جواب اور اچھے مناظر تھے آپ کے علاقہ مرچوار کے ٹھاکر ہندو آپ سے عاجز تھے آپ ہندو مذہب سے متعلق کافی معلومات رکھتے تھے اور اسی روشنی میں مختلف حملے ہندوؤں کے سوالات کے جواب میں کس دیا کرتے تھے جس پر وہ شرمندہ ہو جاتے۔ آپ اپنی دعوت و تبلیغ کا دائرہ اپنے علاقہ مرچوار (لمبنی کا مشرقی علاقہ) ہی کو بنایا تھا آپ کی کوششوں سے علاقہ میں کافی اصلاح ہوئی بوقت انتقال عمر ستر، اسّی کے درمیان رہی ہوگی۔

(۴۹)

مولانا عبدالرّحمان ڈوکم (بستی)

(بروایت مولانا عبیداللہ کشمیری)

نام ابوالنعمان عبدالرحمٰن بن محمد یعقوب۔ وطن محمد نگر ڈوکم، بانسی کے قریب ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گاؤں، آپ کا خاندان بڑا خوشحال تھا اور اس طرح شرک و بدعات میں سب سے آگے بشرک و بدعت کا یہ عالم تھا کہ پورے علاقہ کا سب سے بڑا تعزیہ آپ کے یہاں بنتا تھا اور پورے علاقہ کے لوگ آپ کے والد کا آلہا سننے ہزاروں کی تعداد میں آتے تھے۔ اسی جہالت کے گڑھ میں ایک معمولی پڑھے لکھے آدمی میاں عباداللہ تھے جو حنفی المسلک ہونے کے باوجود شرک اور تعزیہ پرستی سے کنارہ کش رہتے تھے انھیں سے آپ نے ابتدائی تعلیم پائی اور ان کی تعلیم ہی کے اثر سے ایک بار گھر کا تعزیہ بھی توڑ تاڑ کر رکھ دیا۔

میاں عباداللہ کے پیر چاندشاہ کی دعائیں لے کر گھر سے فرار ہو گئے۔ راستے میں ایک خط لکھدیا کہ اب میں گھر سے جدا ہوں اور نہ جانے کب تک جدا رہوں اسلئے گھر کی زمینداری میں میرا کوئی حصّہ نہیں جو ماں باپ کی خدمت کرے گا وہ زمین لے گا۔ آپ باہر چلے گئے اور نہ جانے کہاں کہاں پڑھکر آخر میں میاں صاحب سے علم حاصل کیا۔ امام خاں نوشہروی کے بیان کے مطابق آپ کے اساتذۂ حدیث میں مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری، شیخ حسین عرب بھی تھے بہر حال آپ ۱۲ سال تک مختلف مقامات پر علم حاصل کرتے رہے جب میاں صاحب کے یہاں سے فراغت پائی تو گھر دوسرا خط لکھا کہ گھر آنا چاہتا ہوں کرایہ بھیج دیجئے پھر گھر آئے اور گھر کے تمام افراد سے توبہ کرایا۔ تعزیہ، علم مزامیر کا گھر سے صفایا کرایا حسین کے تعزیہ کا چبوترہ کھودا گیا۔ اس طرح اس خاندان میں توحید و سنت کی پہلی روشنی داخل ہوئی۔ فراغت کے بعد آپ نے کچھ دنوں تک میاں صاحب ہی کے مدرسے میں معقولات فقہ اور حدیث کا درس خود میاں صاحب کی نگرانی میں دیا پھر طب پڑھنے کے لئے لکھنؤ کا ارادہ کیا۔ لکھنؤ اسٹیشن پر حافظ عبداللہ غازی پوری سے ملاقات ہوگئی انھوں نے طب پڑھنے سے روکا اور کہا دین کا علم یا تو بیکار ہو جائے گا یا کم از کم وہ کام اس سے نہیں لیا جاسکے گا جو لیا جانا چاہیئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس لئے گھر جاؤ اور وہاں لوگوں کو شرک و بدعت سے نکالو۔ آپ کا ارادہ بدل گیا اور لکھنؤ اسٹیشن ہی سے گھر واپس آ گئے اور بستی کے شمالی حصہ میں مولانا عباد اللہ کے قائم کردہ مدرسہ دار الہدیٰ میں تعلیم دینی شروع کی کچھ دنوں تک یہاں رہے لیکن آب و ہوا کے نامناسب ہونے کی وجہ سے دار الہدیٰ کو چھوڑ کر مولانا نعمت اللہ کے قائم کردہ مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر میں تدریسی فرائض انجام دینے لگے۔ اس اثنا میں آپ کہیں بھی تبلیغ دین کے فریضہ سے غافل نہیں رہے۔ جھنڈا نگر میں مدرسی کے زمانے میں پاس ہی کے ایک گاؤں سیوار دودھونیاں کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ چنانچہ اس مرکزی گاؤں میں کم از کم سو عورتیں نماز تہجد مداومت کے ساتھ ادا کرتی تھیں۔ اور کئی کئی سو قربانی ہوتی تھی، جبکہ ایک جانور کا ذبح کرنا (جیو ہتھیا) سمجھا جاتا تھا۔ آپ کی کوششوں سے جو مرکزیت دودھونیاں کو حاصل ہو گئی تھی۔ اس کی وجہ سے دور دور سے مسلم اقلیت گاؤں والے یہاں قربانی وغیرہ رسوم ادا کرنے آتے تھے۔ آپ کشتی اور پہلوانی کا بھی شوق رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ (ڈھبرواہ) کے تھانے دار نے جب میلاد خوانی کے لئے آپ کو بلایا تو ان کے سامنے اکڑ گئے۔ داروغہ گاؤں پر آیا اس وقت بھی اس کی غیر شرعی تعظیم نہ کی اور صاف کہہ دیا کہ تم کیا کو قوال صاحب بھی آئیں تو میں ہرگز نہ کھڑا ہونگا بات بڑھتی دیکھ کر آپ کے لٹھ باز شاگردوں نے داروغہ کو ہالے میں لے لیا تھا۔ داروغہ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ آپ نے کہا آپ کے ساتھ یہ بارہ آدمی کون ہیں؟ داروغہ نے کہا یہ ہماری پولیس ہے۔ آپ نے کہا یہ ہماری پولیس ہے اور صرف پولیس ہی نہیں بلکہ فوج ہے اور وہ بھی خدا کی فوج! داروغہ نے دھمکی دی اور گاؤں کے چوکیدار کے پاس پہونچا۔ چوکیدار نے کہا داروغہ صاحب۔ آج آپ کی کم خفت ہوئی ہے اگر آپ ان کے پیچھے پڑیں گے تو ہر مرتبہ اور زیادہ سبکی ہوگی۔ داروغہ چلا گیا سوچ بچار کر دوبارہ معافی مانگتے ہوئے میلاد میں شرکت کا دعوت نامہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھیجا۔ آپ گئے لیکن عام مولویوں کی طرح میلاد خوانی کے بجائے توحید کے موضوع پر تقریر ہوئی داروغہ بہت متاثر ہوا اور اس تقریر کو اس نے حاصل زندگی قرار دیا۔ شرک سے توبہ کر کے جاہلانہ میلاد سے ہمیشہ دور رہنے کا عہد کیا۔ اس دوران ضلع گونڈہ کے مشہور گاؤں شنکر نگر میں بریلویت جڑ پکڑ رہی تھی آپ گئے اور مناظرہ کا چیلنج کیا بریلویوں نے چیلنج تو قبول کیا لیکن مناظرہ سے پہلے ہی فرار ہو گئے۔ اب پورے شنکر نگر اور بھیکم پور میں بریلویت کا خاتمہ ہو گیا اور آپ کے ہاتھ پر سب لوگوں نے بیعت کر لی۔ یہ گاؤں آج گونڈہ میں اہلحدیثوں کا اہم اور مرکزی مقام ہے۔ مولانا ابو یحییٰ نوشہروی کے کہنے کے مطابق مولانا عبدالرحمٰن ڈوکمی ۱۹۰۳ء سے رائے بریلی میں مقیم ہوئے اور اس کے بعد ہی مدرسہ محمدیہ کی بنیاد ڈالی لیکن مولانا کے صاحبزادے حکیم عبیداللہ کا کہنا ہے کہ سید سردار حسین صاحب کو رائے بریلی میں ایک عالم کی ضرورت تھی انھوں نے میاں صاحب سے عرض کیا تو میاں صاحب نے اپنی ترکش کی آخری تیر مولانا عبدالرحمان ڈوکمی کے پاس ایک خط دے کر جھنڈانگر بھیج دیا۔ اس طرح آپ رائے بریلی گئے۔ (ترجمان ۱/۶ھ)

گویا رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء سے کچھ پہلے کا یہ واقعہ ہو گا کیونکہ انھیں تاریخوں میں خط لکھنے والے کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لئے مولانا عبدالرحمٰن کی رائے بریلی آمد کی جو تاریخ امام خاں نے دی ہے وہی صحیح معلوم ہوتی ہے۔

بہر حال آپ رائے بریلی گئے اور مدرسہ محمدیہ کی بنیاد ڈالی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ساتھ ہی شرک و بدعت کے خلاف زبان و قوتِ بازو سے جہاد کرتے رہے اس سلسلے میں آپ نے بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں اور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں رائے بریلی میں آپ کی وجہ سے کافی حد تک شرک و بدعت کا زور ٹوٹا لیکن افسوس کہ آپ کا لگایا ہوا درخت نظر نہیں آتا آپ کے اوپر بہت سے مقدمات وغیرہ بھی چلے لیکن اللہ کے فضل سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ آپ ۱۹۴۸ء تک تو زندہ تھے۔ آپ کے شاگردوں میں چند یہ ہیں۔ مولانا عبدالرؤف رحمانی، مولانا عبدالقیوم رحمانی، مولانا اقبال حسین ہاشمی، مولانا عبدالرحمٰن بجواوی مرحوم، مولانا محمد یوسف مرحوم سیورا، حکیم مقبول احمد مولانا عبیداللہ کشمیری، سید ابوالخیر رائے بریلوی وغیرہ۔

(۴۰)

مولانا عبدالرحیم رحمانی حسن پور (بستی)

(خود نوشت) ابتدائی تعلیم (قرآن مجید، کریما، خالق باری، گلزار دبستان قادر نامہ، آمد نامہ) مکان پر ہوئی، برسولی کے میاں عبدالشکور صاحب جو ٹانڈہ فیض آباد کے تعلیم یافتہ تھے۔ دو تین سال تک ہماری دلان میں پڑھاتے رہے۔ اس وقت میری عمر ۸۔ ۹ سال کی تھی اس کے بعد دارالہدیٰ یوسف پور میں فارسی کی بعض کتابیں (گلستاں بوستاں وغیرہ اور میزان منشعب) پڑھیں۔ مولانا عبدالرزاق صاحب سمراوی کے چلے جانے کے بعد جب اکرہرا میں یتیم خانہ کھلا۔ تو مولوی عبدالمجید یوسف پوری کے ہمراہ اکرہرا چلا گیا۔ اور تقریباً چھ۔ سات ماہ وقت گزار کر چونکہ تعلیم کا بندوبست نہ رہا گھر چلا آیا اور بھٹ پرا میں جسکو قائم ہوئے۔ تھوڑا عرصہ گزرا تھا داخلہ لیا اور مدرس آتے جاتے رہے۔ اس اجڑے دیار میں کون ٹک سکتا تھا۔ مولانا محمد حسین صاحب ترکلہا ترائی نیپال کے بمشکل ایک سال رہے جب وہ گھر جانے لگے تو راقم الحروف اور مولوی عبدالمجید مولانا کے ساتھ ہو گئے اور مولانا کے مکان پر قیام کر کے چھ۔ سات ماہ ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ لیکن مولانا موصوف اس علاقہ میں واحد شخصیت کے مالک تھے۔ دعوت، تواضع میں دور دور تک جاتے جس میں زیادہ وقت گزرتا بالآخر مجبور ہو کر وہاں سے رجعت قہقری کی اور گھر لوٹ آیا ان بحرانی حالات میں پڑوس کے مدرسوں میں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاص بندوبست تعلیم کا نہ تھا۔ کبھی یوسف پور، کبھی بھٹ پرا وقت گذرتا گیا حتیٰ کہ مولانا حکیم محمد یٰسین صاحب پونڈھارہ والے تشریف لائے تو ان سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ اور صَرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں وہ بھی جب رخصت ہوئے تو میں اور مولوی جلال الدین سکرولی والے مولانا کے ہمراہ بونڈھار چلے گئے۔ بونڈھار میں مولانا حکیم محمد سلیمان صاحب مسند درس پر تشریف فرماتے تھے۔ بڑی شفقت محبت سے ہم لوگوں کو کافیہ، فصول اکبری اور منطق کی کتابیں پڑھائیں شعبان میں تعطیل ہوئی تو ہم لوگ گھر چلے آئے اور اتنے لمبے سفر کی صعوبت برداشت نہ ہونے کی وجہ سے پھر بونڈھار نہ جاسکے۔ اس وقت سفر طے کرنے کے لئے کوئی سرکاری انتظام نہ تھا۔ میں ادھر ادھر خاک چھانتا رہا مگر میرے ساتھی ہمّت کر کے مئو مدرسہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ جب انکو دوبارہ جانا ہوا تو مجھے بھی ساتھ لے گئے اس وقت مدرسہ عالیہ میں مولانا عبد الرحمان ابو النعمان صاحب ڈومن پورہ والے مسند درس پر رونق افروز تھے۔ بڑی محنت اور تاکید در تاکید کے ساتھ ہمکو شرف تلمذ بخشا۔ مولانا کی تندہی اور مستعدی سے ہم نے علم کی قدر پہچانی اور ہمارے دماغ روشن ہوئے وہاں ہمارے ہم سبق مولوی محمد عمر نورانی تیل والے محمد یوسف جمال پوری رہے۔ پھر ہم دونوں آدمی (یعنی صاحب ترجمہ اور مولوی جلال الدین سکرولی والے) دہلی چلے گئے اور مدرسہ فتحپوری میں داخلہ لیا وہاں نور الانوار، شرح وقایہ اور قطبی وغیرہ پڑھیں۔ ایک سال کی مدت وہاں گزر گئی اور چونکہ وہاں ایک ہی وقت تعلیم کا سلسلہ تھا اس لئے ظہر کے بعد میاں صاحب کے مدرسہ پھاٹک حبش خاں میں مولانا شرف الدین سے جلالین اور مولانا محمد یونس سے مشکوٰۃ پڑھی۔

وہاں سے گھر واپس آئے تو دلی جانے کا اتفاق نہ ہوا۔ کتابوں کا کچھ حصہ یوسف پور میں پھر کچھ حصہ اندری بازار مدرسہ بحر العلوم میں پڑھا۔ وہاں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راہ فرار اختیار کرنی پڑی تو مدرسہ سراج العلوم پہونچا. مولانا عبدالرحمان بجواوی سے جو بڑے محنتی اور شفیق و مہربان تھے سنن کی کتابیں مکمل کرلیں. مولانا کا دماغ اتنا صحیح تھا کہ وقت بے وقت نہ جانتے تھے مجھے اور ساتھی حبیب اللہ طیب پوری کو پڑھاتے رہے ان شہور و سنین کے گزر جانے کے بعد مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ میں داخلہ لیا اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی. رحمانیہ کا نظم قیام وطعام اور تعلیمی بندوبست بیان سے باہر ہے. یہ زمانہ ۲۹-۲۸ء کا ہے.

یکم جون ۲۹ء کو لوگوں نے مجبور کرکے مجھے بھٹ پرا جیسی سنگلاخ زمین اور جاہل علاقہ میں مامور کیا. جو کچھ ۴۲ء تک ہوا میں نے کیا کتنے لوگوں نے پڑھا، کتنے موجود ہیں اور کتنے مرحوم ہو چکے. وہاں کے حالات قلم بند کرنے کے لئے کافی وقت چاہیئے. مولوی خلیل الرحمان، مولوی امان اللہ، ماسٹر محمد خلیل میرے ارشد تلامذہ میں سے ہیں. کونڈرا میں جماعت کا مدرسہ قائم کیا. یہاں ایک بڑا جلسہ کیا جس میں حافظ حمید اللہ نے مولوی عبداللہ لکھنوی اور مولانا محمد احمد مدنی کو کانفرنس کے خرچ پر بھیجا (یہ غالباً مولانا احمد مہاجر مدنی ہونگے)

مدرسہ کی جڑ مضبوط ہوئی اور اس کی برکت سے کونڈرا خاص کے باشندے بھی خوشحال ہوئے ۱۱ سال کونڈرا میں گزرا. جب میری مالی حالت بہت کمزور ہوگئی تو آگرہ کرڑہ پھولیل میں مدرسہ اہلحدیث میں تقریباً ایک سال رہا یہ یہ زمانہ کانگریس اور مسلم لیگ کے الیکشن کا تھا (۴۶ء)

اس کے بعد دارالہدیٰ یوسف پور میں آٹھ سال اور شہنیاں میں پانچ سال رہا نیز ایک سال مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر میں رہا ۵۲ء میں جب ہوش ربا قحط پڑا تو خاکسار کیندرا پاڑہ ضلع کٹک اڑیسہ میں مولوی حشم اللہ کے ایماء پر ایک سال رہا.

میں نے ایک مرتبہ ایک میٹنگ طلب کی تھی جس میں علماء مٹکا شریک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے۔ اس موقع پر ایک انجمن بنام اصلاح المسلمین قائم کی اور تبلیغی سلسلہ جاری کیا (جس کے ارکان مولانا عبدالمجید یوسف پوری، مولانا جلال الدین سکرولوی اور مولانا عبدالصمد ٹھکرا پوری وغیرہ تھے) پورے ٹمکہ میں متعدد جلسے ہوئے جب اس کی شہرت بڑھی اور تبلیغ کی ضرورت بھی سمجھ میں آگئی تو ترائی نیپال کے علماء بھی شریک ہوئے۔ مولانا عبدالرحمان علاقہ مرچوار موضع بھیناگاہن مولوی عبدالستار پنجابی (پٹرریا) مولوی وارث علی (دھیٹر) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ترائی علاقہ میں آپ حضرات کے ایماء پر مقام پٹرریا عظیم الشان اجلاس ہوا بھنا گاہن میں اجلاس عام ہوا۔ جس میں ہندو روسا رنے کافی مدد دی۔ ممبئی کے قریب تنہوا میں اجلاس عام ہوا" بکلی چھپیا" میں بھی اجلاس ہوا۔ ترائی علاقہ میں جتنے جلسے ہوئے سب میں عام پبلک کو کھلانے کا انتظام رہا بحمداللہ بہت کامیاب جلسے ہوئے مگر ٹمکا علاقہ میں کسی کے کھلانے کا انتظام نہ تھا۔ وقت مقررہ پر ہمارے علماء پہونچتے، حاضرین مجلس کو قرآن و حدیث کا وعظ سناتے جلسہ ختم ہوجاتا تو پھر اپنے اپنے وطن کی طرف رواں دواں۔ نہ لینا نہ دینا۔ عرصہ تک یہ سلسلہ رہا ادھر ضلعی جمعیۃ اہلحدیث کی بنیاد پڑی۔ مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈانگری صدر مقرر ہوئے کوئی سکریٹری اور کوئی عام ممبر اس کے بھی بڑے بڑے اجلاس ہوتے قاری عبدالحق صاحب فنانشل سکریٹری تھے اب تو بڑھاپا ہے بیماری چار سال سے ہے صحت و عدم صحت کا دور دورہ ہے عمر تقریباً ۷۱ سال ہے۔ [آپ کی وفات ۳ / مارچ ۱۹۸۰ء کو ہوئی]

(۴۱)

مولانا عبدالرزاق ٹکریا (بستی)

مولانا نوشہروی فرماتے ہیں، مولد موضع ٹکریا والد کا نام درباری بن بدل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولادت ۱۳۳۰ھ ابتدائی تعلیم بونڈھار میں مولانا محمد یٰسین صاحب سے حاصل کی پھر دہلی میں مولانا عبید اللہ اٹاوی سے استفادہ کیا۔ چھٹی تک ؟ دار الحدیث رحمانیہ میں پڑھا۔ پھر مدرسہ سعیدیہ پل بنگش دہلی میں مولانا ابو سعید شرف الدین سے کتب فقہ و حدیث پڑھیں۔ بعد ازیں دہلی ہی کے مدرسہ فتحپوری میں اصول اور معقولات کی تکمیل کی۔ ۱۳۵۵ھ میں فراغت کے بعد دو سال اپنے وطن میں تبلیغ کرتے رہے پھر مدرسہ سعیدیہ میں پڑھاتے رہے کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اجل آ پہونچا اور جوانی ہی میں وفات پائی (ماخوذ از تراجم ص ۱۵۷)

(۴۲)

مولانا عبد الرزاق سمرا (بستی)

مولانا عبد الرزاق کا خاندان پہلے غیر مسلم ٹھاکر تھا بعد میں مسلمان ہوا آپ سمرا نامی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت تقریباً ۱۸۵۷ء میں ہوئی ابتدائی تعلیم میاں صاحب علی صاحب سے ہوئی جو برہی عدیل پور ضلع فیض آباد کے رہنے والے تھے اس کے بعد ابتدائی درجات کی تعلیم مولانا اللہ بخش بسکوہری سے بسکوہر میں حاصل کی۔ بعد ازیں مدرسہ مظہر العلوم اوسان کوئیاں میں مولانا محمد دین محدث سے چار سال کسب فیض کیا۔ پھر کانپور محلہ پٹکاپور کے حنفی مدرسہ میں داخلہ لیا اور مولوی احمد حسن سے پڑھتے رہے۔ سند فراغت نہیں حاصل کر سکے مگر تعلیم مکمل کر لی تھی ممکن ہے کہ آپ کے اہلحدیث ہونے کے ناطے سند روک لی گئی ہو۔

بہرحال وطن واپس ہوتے تو بستی کے اندر تعلیم و تبلیغ کے جذبات سے سرشار تھے چنانچہ بیسویں صدی کے اوائل میں اکرہرا آتے اور تدریس کا کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا کچھ دنوں بعد مدرسہ دارالہدیٰ یوسف پور کی تدریسی ذمہ داریاں سنبھالیں یہ زمانہ ۱۹۱۸ء کے کچھ آگے کچھ پیچھے کا ہے چنانچہ ۱۹۱۸ء میں مدرسہ دارالہدیٰ کے اندر ایک بڑا اجلاس ہوا تھا جس میں مولانا سیف بنارسی، مولانا شمس فیض آبادی اور مولانا عبدالتواب غزنوی کے علاوہ اور بہت سے علماء تشریف لائے تھے۔ اس اجلاس کی رپورٹ (شائع شدہ اہلحدیث امرتسر ۲۶ ۱۹۱۸/۶) میں مولانا فیض آبادی نے آپ کی تدریسی اور انتظامی صلاحیت کو سراہا ہے۔ اس رپورٹ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولانا فیض آبادی کو نصاب تعلیم درست کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ بعد میں کیا ہوا اس کی خبر نہیں۔ بہر حال مولانا کچھ دنوں تک یوسف پور کے اس قدیم مدرسہ میں پڑھاتے رہے پھر اکرہرا تشریف لے گئے اور وہاں ایک عربی مدرسہ قائم کیا اور تعلیم شروع کی اس میں بیرونی طلبہ کے قیام وطعام کا انتظام تھا۔ مگر یہ مدرسہ نہیں چل سکا اور صرف مکتب باقی رہا (پھر ۱۹۵۴ء میں مولانا عبدالقیوم (دودھونیاں بزرگ) کے ہاتھوں اہل اکرہرا کے تعاون سے اس مکتب کی تجدید ایک عربی درس گاہ کی شکل میں ہوئی) اس کے بعد برڈپور کے قریب گورا بازار میں ایک مدرسہ اسلامیہ ۱۹۲۲ء میں قائم کیا یہ بڑے تزک واحتشام سے چند سالوں تک چلتا رہا اور مکتب کی معیاری تعلیم ہوتی رہی جس میں مولانا عبدالجلیل رحمانی نے بھی ابتدائی تعلیم پائی لیکن حالات نے اس کو بند کرنے پر مجبور کر دیا۔ گورا بازار کے بعد آپ نے اپنے گاؤں سمرا میں ہی ایک عربی درس گاہ قائم کی اس نے ایک عرصے تک دین کی خدمت کی اور پھر ختم ہو گئی موجودہ مدرسہ شمس العلوم اس کے علاوہ ہے آپ نے کچھ دنوں تک ضلع گونڈہ کے دیالی پور گاؤں میں بھی پڑھایا اور مدرسہ قائم کیا۔ آپ کا اسی وقت کا ایک شعر ہے ؎

سنو اک بات میں کہتا ہوں پیارے — دیالی پور ہر ہٹہ کے کنارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آخری ایام میں کچھ دنوں مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر میں پڑھایا اس عرصہ میں بال بچوں کے ساتھ جھنڈا نگر میں رہتے تھے۔ اس کے بعد "ستنی" نام گاؤں میں کچھ آراضی ہو گئی تھی جس کی دیکھ ریکھ کیا کرتے تھے۔ مرض الموت میں وہاں سے سمرا لائے گئے اور وہی مدفن بنا۔

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آپ زبردست عالم اور بے مثال مقرر تھے دعوت و تبلیغ اور اصلاح عوام کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے چنانچہ گونڈہ، بستی، گورکھپور اور ان اضلاع سے ملتا ہوا نیپال کا علاقہ آپ کا فیض یافتہ ہے جس علاقے میں جا کر پوچھئے آپ کے فیض یافتگان ملتے ہیں اور آپ کی تبلیغ و دعوت کا ذکر خیر کرتے ہیں۔ آپ ان اضلاع پر اچھا اثر رکھتے تھے۔

آپ بہترین مدرس اور اچھے مصلح و مبلغ ہونے کے ساتھ اچھے صحافی اور اہل قلم بھی تھے آپ نے معاشرہ کی اصلاح کی طرف جہاں بچوں کو تعلیم و تدریس کے ذریعہ اور عوام کو وعظ و تقریر کے ذریعہ مائل کرنے کی کوشش کی۔ وہیں خواص کو اپنی تحریروں اور مناظروں کے مسکت جوابات سے ایک سلفی العقیدہ اسلامی معاشرہ وجود میں لانے کے لئے آواز دی۔

ضلع بستی کی تاریخ میں آپ کو اس سلسلے میں اولیت کا شرف حاصل ہے کہ آپ نے سب سے پہلے ایک پرچہ نکالا اس کا نام ہاتف تھا۔ غالباً ماہانہ پرچہ تھا۔ افسوس کی حالات کی ناسازگاری کی بنا پر چار پانچ شماروں سے زیادہ نہیں نکل سکا اس کے سرورق پر لکھا ہوتا تھا۔ ع

ٹک کھول ذرا آنکھیں ہاتف کی ندا آئی

مولانا کی طرف منسوب تمام اشعار لوگوں کی یادداشت سے ماخوذ ہیں ممکن ہے کوئی شعر مولانا کا نہ ہو اور لاعلمی میں آپ کی طرف منسوب ہو جائے اس طرح اس کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ اشعار بعینہ یاد رہے یا یاد رکھنے والوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طرف سے ادائیگی میں زیادتی اور تبدیلی واقع ہو گئی" ہاتف" کے ایڈیٹر مولانا تھے اور مینیجر حاجی احمد چراغی اکرہروی یہ پرچہ دینی، مسلکی اور اصلاحی نوعیت کا تھا۔ اس کی فائل موجود تھی۔ مگر امتداد زمانہ کے وجہ سے ضائع ہو گئی۔ مجھے اس کا کوئی شمارہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ جس سے اس کے اجراء کی تاریخ متعین نہ کی جا سکی۔

مولانا زبردست مناظر بھی تھے۔ خانکوٹ نامی گاؤں میں آپ نے بریلویوں سے جو مناظرہ کیا وہ مشہور ہے آپ نے اس کی روئداد بھی شائع کی تھی مگر اب نایاب ہے۔ اپنے استاد مولانا احمد حسن کے لڑکے مولوی مشتاق بریلوی سے اکرہرا میں مناظرہ کیا اور ان کے فرار ہونے پر اکرہرا سے نوگڈھ تک گھوڑے سے پیچھا کیا۔ ان دونوں جگہوں کی درمیانی مسافت ۲۵ میل سے کم نہیں ہو گی۔

نیپال کے ایک گاؤں میں ایک حنفی پیر آتا تھا۔ وہ بڑا چرب زبان تھا لیکن جب آپ سے اس نے مناظرہ کیا تو ایسا زچ ہوا کہ خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ وہاں کے لوگ آپ کے مناظرہ سے ایسے متأثر ہوئے کہ سب اہلحدیث ہو گئے۔

آپ کے ایک معاصر کا تاثر ہے کہ" مناظرہ اور حاضر جوابی میں آپ کا کوئی مثیل نہیں تھا۔ مقابل کو ساکت اور گونگا کر دیتے تھے آپ کے مناظرات میں سے یہ چند ہمیں معلوم ہو سکے جن سے آپ کی مناظرانہ حیثیت اور مقام کی تعیین کچھ دشوار نہیں۔ علاقائی علماء میں آپ ہمیں سب سے زیادہ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں اور آپ کا حلقۂ تبلیغ و تدریس کافی وسیع نظر آتا ہے۔

آپ نے صحافت کے علاوہ تصنیف و تالیف کا بھی کام کیا ہے۔ چنانچہ (۱) "ٹھاکر عبدالرزاق" نامی ایک کتاب بھی لکھی تھی۔ جو خاندانی حالات اور اپنی سوانح پر مشتمل تھی۔ یہ آپ کے زمانے میں شائع نہیں ہو سکی، بعد میں اس کا مسودہ ہی ضائع ہو گیا (۲) ایک کتاب بڑھنی بازار میں مولانا عبدالرحمٰن ڈوکمی اور مولوی عتیق الرحمٰن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بریلوی اکرہرٰدی کے درمیان ہوئے مناظرہ کی روئداد کے طور پر مرتب کی تھی۔ مگر شائع نہیں ہوسکی اور اب اس کا پتہ بھی نہیں ہے۔ (۳) ایک کتاب "روئداد مناظرہ خانکوٹ" شائع کی۔

آپ شاعری میں ید طولیٰ رکھتے تھے ایک موٹی کاپی آپ کے اشعار سے پر تھی۔ لیکن ورثہ نے ضائع کردی۔

چند اشعار جو بڑے بوڑھوں کو "ہاتف" سے زبانی یاد ہیں بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں۔

سنو ایک بات میں کہتا ہوں پیارے — دیالی پور رہرہٹہ کے کنارے

آئے ہم اسلام میں توحید یزداں دیکھ کر — کفر سے نفرت ہوئی اک دم سے قرآں دیکھ کر

جب فصاحت اور بلاغت کا عرب میں زور تھا — بول اٹھا ہے کلام اللہ سحباں دیکھ کر

اغنیا اس دور کے کنجوس مکھی چوس ہیں — جا چھپے چولہے کے اندر روئے مہماں دیکھ کر

حاسد و نا اہل کیا سمجھیں گے میری شاعری — ہم کہا کرتے ہیں شعروں کو سخنداں دیکھ کر

اس سے آپ کی شاعری پر جتنی روشنی پڑتی ہے اس سے کہیں زیادہ آپ کے پرچے اور اشعار کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

آپ ایک مذہبی پیشوا اور عالم دین ہونے کے علاوہ اپنے علاقہ میں مسلمانوں کے سیاسی لیڈر بھی تھے۔ چنانچہ آپ سیاست میں پکے کانگریسی تھے آزادی کی جد و جہد میں دو مرتبہ جیل بھی گئے۔ ایک مرتبہ تو عجیب اتفاق ہوا کہ آپ سمرا سے گرفتار کرکے اکرہرا لائے گئے اور ساتھیوں کے ہمراہ جیل بھیج دیئے گئے۔ اس وقت آپکی ایک لڑکی کی شادی کی تاریخ مقرر تھی۔ آپ کے ایک نامور ساتھی رام کمار شاستری نے سنا تو اکرہرا آئے اور آپ کی صاحبزادی کی شادی کا انتظام کیا۔ آپ نے خلافت کمیٹی میں بھی کام کیا ہے۔

آپ کی دلیرانہ اصلاحی کوششوں میں سے ایک یہ واقعہ ہے کہ پاٹن دیوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا ایک بڑا میلہ تلشی پور میں ہر سال لگتا ہے اور مہینہ بھر رہتا ہے۔ وہاں پہلے جمعہ کی نماز جاری تھی لیکن ریاست بلرامپور کے ایک تحصیل دار نے آکر بند کروا دیا۔ آپ کو یہ معلوم ہوا تو اکرہرا آئے اور تقریر کرکے پچاس لٹھ بازوں کو ساتھ لے کر میلے میں پہونچے اور نماز جمعہ جاری کرائی۔ بعد میں پھر کسی کو روکنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

اکرہرا آپ کا خاص مستقر تھا یہاں آپکی ایک صاحبزادی بھی بیا ہی تھیں اسی وجہ سے آپ کا یہاں کے لوگوں سے گہرا تعلق اور یہاں والوں پر آپ کا اثر تھا آپ ایک بڑے زمیندار تھے گھر پر کاشت ہوتی تھی اور آمدنی کی طرف سے تقریباً استغنیٰ تھا۔ جس کی وجہ سے آپکو خدمت دین کا خوب موقع ملا۔ آپکی خوش پوشی کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ دیکھنے والوں کا تاثر ہے کہ آپ بڑے خوش پوش تھے پورے علاقے میں کوئی ایسا نہیں تھا جو اس قدر صاف ستھرے کپڑے استعمال کرتا۔ آپ کا بستر اتنا صاف ستھرا ہوتا تھا کہ کوئی بچہ اس پر بیٹھنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔

آپ بڑے زاہد اور متقی تھے۔ کتنوں نے آپ کے دست مبارک پر دینداری کی بیعت کی۔ اور پرانی روش سے تو یہ کیا بڑے خوش اخلاق ملنسار حلیم الطبع اور سخی تھے۔ سخاوت اور داد و دہش کی یہ خوبیاں آپ نے اپنے گھر کے دوسرے افراد میں بھی پیدا کردی تھیں۔ چنانچہ آپ کے حقیقی بھائی عبدالستار صاحب کا واقعہ ہے کہ نیا جوڑا پہن کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک سائل نے سوال کر دیا۔ یہ باوجود اپنی غربت کے کرتہ نکال کر سائل کو دیدیئے اور خود ننگے ہو رہے بہر حال مولانا عبدالرزاق کو انتقال سے پہلے دارالعلوم ششہنیاں کے قیام (۱۹۴۲ء) کے وقت ہی مدرسہ کی نگہداشت اور مشوروں کے سلسلے میں مشیر کار مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ مولانا عبدالجلیل رحمانی نے مدرسہ کے قیام کے پہلے سال مدرسے سے متعلق ایک پمفلٹ شائع کیا تھا جس میں صفحہ آٹھ پر لکھا ہے (مشیران کار) مولانا عبدالرزاق سمراوی، مولانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبد السلام مدرس مدرسہ حاجی علی جان دہلی، مولوی ابوشحمہ خاں فاضل رحمانیہ، مولوی محمد امین۔ اسی طرح مدرسوں کی خدمت آپ آخر وقت تک کرتے رہے سچ تو یہ ہے کہ آپ نے اپنا حق ادا کر دیا اور آنے والوں کے لئے ایک مثال قائم کر دی۔ آپ بعض لوگوں کی طرح سانڈے کی حلت کے قائل تھے۔ آپ کا انتقال سمرا میں ۱۹۴۵ء میں ہوا اور یہیں مدفون ہوئے۔

(۴۴)

مولانا عبد الرؤف رحمانی جھنڈانگر (نیپال)

عبد الرؤف نام، والد کا نام حاجی نعمت اللہ، نسب یوں ہے نعمت اللہ بن سردار خاں بن موتی خاں بن بختیار خاں، آپ نیپال ضلع گونڈہ کپلوستو تولہوا کے ایک معروف گاؤں کدرہٹوا کے رہنے والے ہیں آپ کا آبائی وطن گوالیار گرانٹ ضلع گونڈہ یوپی میں ایک گاؤں دتپور نامی تھا آپ کے دادا یہیں کے رہنے والے تھے یہاں آپ کا اچھا خاصا فارم تھا۔ آپ کے والد نے یہاں سے بچپن ہی میں ہجرت کی اور کدرہٹوا میں جا کر اقامت گزین ہوئے اور بہت کافی زمین اپنی تحویل میں کر لی۔ اسی کدرہٹوا میں آپ ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ چند سال بعد حاجی نعمت اللہ صاحب نے آپکو جامعہ رحمانیہ بنارس بھیجدیا وہاں دو سال تھے ۱۳۴۸ھ میں آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا جس کے غم میں باہر نہ جا سکے۔ اور سراج العلوم جھنڈانگر میں ہی مولانا عبد الغفور بسکوہری مدظلہ ملا فاضل سے تعلیم پائی۔ دوسرے سال مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ گئے اور دو سال رہکر سند فراغت حاصل کی اس طرح آپ اپنی روایت کے مطابق ۱۳۵۰ھ

۱؎ اس مدرسہ کا نام اس وقت مصباح الھدیٰ تھا ۱۳۱۵ھ میں اس کا قیام عمل آیا تھا مؤسس حافظ عبد الرحمان بنارسی تھے۔ انہیں کے نام پر بعد میں اس مدرسہ کا نام جامعہ رحمانیہ رکھدیا گیا۔

۲؎ اور اب مرحوم دیکھئے اس کتاب میں ان کا ترجمہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ ایک سال یا اس سے کچھ زائد آپ دار الحدیث میں مدرس رہے شعبان ۱۳۵۲ھ کے محدث میں آپ کے بارے میں ہے کہ آپ ان تین طلبہ رحمانیہ میں سے ہیں جو جمعیۃ تبلیغ کلکتہ کے اجلاس میں برجستہ تقریر کرنے کے لئے گئے تھے۔ اور یہ کانفرنس ۱۳۵۱ھ میں ہوئی تھی۔

بہر حال تدریس رحمانیہ کے بعد تین سال تک جامعہ رحمانیہ بنارس میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے پھر گھر آ گئے۔ اور دو، تین سال تک بیکار بیٹھے رہے۔ اس دوران آپ کو یہ فکر تھی کہ ہمیں کون سا راستہ آگے کے لئے متعین کرنا ہے آخر کار آپ نے والد کا احترام کرتے ہوئے سراج العلوم ہی میں تدریس شروع کر دی کئی سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن جب حاجی صاحب ۱۹۴۶ء میں انتقال فرما گئے تو آپ کو مدرسہ کے انتظام و انصرام کی ذمہ داری سنبھالنی پڑی آپ نے سنبھالا اور خوب سنبھالا سراج العلوم یوں تو مالی اعتبار سے خود کفیل ہی تھا، مولانا جیسا مخلص اور محنتی آدمی اسے مل گیا جس نے ملک اور بیرون ملک سے اس کے لئے تعاون حاصل کیا ۱۹۴۶ء سے لے کر اب (۱۹۸۳ء) تک برابر اس کی تعمیر و ترقی ہوتی رہی جس کی وجہ سے اب وہ ایک قلعہ بن گیا ہے۔ مدرسہ کے پاس سات سو بیگھ آراضی ہے جس میں اس کے لئے کھیتی ہوتی ہے اور جس جگہ مدرسہ واقع ہے وہاں بھی مدرسہ کی جگہ کشادہ ہے جس کی وجہ سے بلڈنگ کافی دور تک میں بنائی گئی ہے۔ بایں ہمہ مدرسہ میں جو تعلیمی اور علمی ترقی ہونی چاہیئے تھی وہ نہ ہو سکی جس کا افسوس ہے۔ مدرسہ کے لئے آپ وقف ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ تو مدرسہ کو آپ کے بغیر سوچا جا سکتا ہے اور نہ آپ کو مدرسہ کے بغیر۔

آپ کو علم سے کافی وابستگی تھی نیز فکر معاش سے قطعاً آزادی تھی اس لئے آپ نے جب چاہا اور جو کچھ چاہا، فوراً وہ چیز لی۔ سرمایہ کا مسئلہ راستہ میں روڑا نہ بن سکا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آپ کے مدرسہ میں اچھا بڑا اور اہم کتب خانہ ہے آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چونکہ خوش حال تھے اس لئے گھریلو جھنجھٹوں سے بچ گئے اور برابر گہرا مطالعہ جاری رکھا جس کی بنا پر ہندوستان کے جید علماء اہلحدیث میں سے ایک قرار پائے آپکو تقریر اور تحریر دونوں کا ملکہ حاصل ہوا اور دھیرے دھیرے آپ ہندوستان میں اہلحدیثوں کے بہترین خطیب گردانے گئے اور لوگوں نے خطیب الہند اور خطیب الاسلام کے القاب سے نوازا۔ نوگڈھ کی کانفرنس میں آپ کے خطبۂ استقبالیہ نے دھوم مچادی تھی آپ ایک عرصہ تک جمعیۃ اہل حدیث ہند کے صدر اور برابر اس کی مجلس عاملہ کے رکن رہے اور رہیں اسی طرح جامعہ سلفیہ بنارس کی مجلس عاملہ کے بھی آپ شروع سے رکن ہیں۔ آپ نے لکھنے کا آغاز طالب علمی کے زمانے ہی سے شروع کر دیا تھا۔ اس وقت سے آج تک کے مضامین درجنوں پرچوں کے اندر کئی ہزار صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں ان میں سے کئی ایک کو مستقل مطبوع اور غیر مطبوع تالیفات کی شکل بھی دے دی گئی ہے آپ کی کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ صیانۃ الحدیث ۲۔ نصرۃ الباری۔ نصرۃ الباری کے بارے میں مولانا اسماعیل گوجرانوالہ کا تبصرہ یہ ہے پیش نظر مقالہ میں صحیح بخاری کے خصائص پر سیر حاصل بحث فرمائی گئی ہے مولانا علمی اور اصلاحی حیثیت سے اس مقالہ میں کافی حد تک کامیاب ہیں چونکہ اہل قرآن بھی صحیح بخاری پر عموماً اعتراضات کرتے ہیں مولانا نے ان شبہات کو حسب امکان زائل کرنے کی کوشش فرمائی ہے (للہ درہ وعلی اللہ اجرہ) میرے محترم دوست مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری نے سنت کی نصرت و حمایت میں قلم اٹھایا ہے اور بڑی چھان پھٹک کر کے اس کے لئے مواد فراہم کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے اور عامۃ المسلمین کو توفیق دے کہ وہ اس سے استفادہ فرما سکیں۔

(مقدمہ نصرۃ الباری ۱۹ــــ ۲۲)

(۳) دلائل ہستی باری تعالیٰ (۴) تردید حاضر و ناظر (۵) العلم والعلماء (۶) خلفائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راشدین (۷) سفرنامہ حجاز (۸) تحقیق مسنہ (۹) توحید باری تعالیٰ (۱۰) احترام مسلم (۱۱) ماہ رمضان کے احکام و مسائل (۱۲) کلمات دعا مع ثمرات (۱۳) دلائل صداقت و رسالت (۱۴) کتاب الدعاء (۱۵) اقلیت و اکثریت کے مسائل (۱۶) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۳۰۰ صفحات) (۱۷) ادائے حقوق و صفائی معاملات (قسط وار شائع ترجمان) (۱۸) احوال قیامت و حشر اجساد (۱۰۰ صفحات) (۱۹) قرآن کریم پر پادریوں کے پانچ شبہات اور جوابات (۸۰ صفحات) (۲۰) فضائل و مسائل نماز (۲۰۰ صفحات) (۲۱) اسلاف کرام کی فیاضیاں (قسط وار شائع ترجمان) (۲۲) حرمت سود و جواز (تقریر) (۲۳) صبر و استقامت کا پیغام امت مسلمہ کے نام (تقریر) (۲۴) تقویٰ کی خصوصیات (۲۵) مسئلہ عشر عقل و نقل کی روشنی میں (۲۶) اسلام و سائنس (۲۷) فلسفۂ خیر و شر (۵۰ صفحات) (۲۸) کائنات عالم میں زمین کی اہمیت (۲۹) ایمان و عمل (۱۰۰ صفحات) (۳۰) رسالہ عشر (۱۶ صفحات) (۳۱) مسئلہ زکوٰۃ (۱۶ صفحات) (۳۲) اوقات کا روشن تابناک سلسلہ (۷۰ صفحات) (۳۳) صحابہ کرام کی دولت مندی اور سخاوت و فیاضی (۷۰ صفحات) (۳۴) تعلیمات اسلام کی حقانیت اور تبلیغ محمدی کی انقلابی قوت (۳۰ صفحات) (۳۵) ضلالت و ہدایت سے متعلق آیات کریمہ کی تشریح (۲۵ صفحات) (۳۶) مذہب اہل حدیث اپنے نظریات و خصوصیات کے آئینے میں (۱۰۰ صفحات) (۳۷) سفر حج کے آداب شرائط اور چند مقدس آثار و شعائر (۳۸) اشعار و عقائد کی دینی حیثیت (۳۹) حاملین حدیث کا پہلا مقدس گروہ (۱۰۰ صفحات) (۴۰) علماء دین اور امراء اسلام (۴۱) عربی زبان اور خوشحال مسلمان (۴۲) مقررین اور واعظین پر عتاب کا جواب (۴۳) قربانی پر معیشت کی آڑ میں اعتراض (۲۵ صفحات) (۴۴) دینی تعلیم و امراء زمانہ (۴۵) علم دین کا مقام اور مدارس اسلامیہ کی تاریخ (۴۶) عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل (۴۷) بقر عید میں ذبح جانوروں جیو ہتیا نہیں (۴۸) مومنین عابدین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذاکرین کے اوصاف (۴۹) اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے (۵۰) صداقت قرآن اور اصلاحات بائبل (۵۱) انفاق فی سبیل اللہ و دینی و ملی ادارے (۵۲) نعم البدل (۵۳) حقانیت اسلام اور تہذیب حاضر کے ظلمات (۵۴) لادینی تحریکات کے دور میں دینی اداروں کا قیام (۵۵) آپ بیتی و جگ بیتی کے چند واقعات (۵۶) خلافت فاروق اعظم (۵۷) مطالب خطاب و فوائد حمد و صلوٰۃ (۱۰۰ صفحات) (۵۸) فہم قرآن (۵۹) استفتاء بابیہ نوگڑھ وغیرہ۔

(۴۴)

مولانا عبدالستار، بانسی (بستی)

مولانا عبدالستار بانسی کے رہنے والے تھے غالباً تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہی دہلی میں رہنے لگے اور مدرسہ زبیدیہ میں پڑھاتے رہے۔ مسجد زبیدیہ کے امام بھی آپ ہی تھے۔ بڑے عابد و زاہد تھے ہمیشہ رمضان میں اعتکاف کرتے تھے اور اشراق وغیرہ کی پابندی کرتے تھے بڑے خوش پوش تھے ایک زمانہ تک دہلی میں درس دیتے تھے۔ آپ کا وعظ نہایت بہترین اور پر اثر ہوتا تھا۔ اس میں لوگ بڑی تعداد میں شرکت کرتے تھے۔ دہلی کے مالدار گھروں کی لڑکیاں آپ کے یہاں پڑھنے جاتی تھیں۔ جنھیں آپ کی اہلیہ پڑھاتی تھیں۔

آپ کی اہلیہ کا انتقال دہلی ہی میں ہو گیا اس کے بعد آپ بانسی چلے آئے آپ کو مطالعہ کا کافی شوق تھا۔ اس لئے مسلکی کتابیں کافی رکھتے تھے۔ بانسی آنے کے بعد سنہ ۱۹۴۷ء میں انتقال ہوا۔

(۴۵)

مولانا عبدالستار بسکوہر (بستی)

نام عبدالستار، مولد و مسکن بسکوہر (بستی)، ابتدائی تعلیم بسکوہر میں مولانا اللہ بخش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے پائی اس کے بعد مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی میں پڑھا۔ پھر میاں نذیر حسین محدث دہلوی سے سند فراغت حاصل کی۔

پوری عمر درس وتدریس اور تبلیغ دین میں گزار دی۔ جب مولانا اللہ بخش صاحب وفات پاگئے اور بسکوہر میں تدریسی سلسلہ منقطع ہوگیا تو مولانا ہی نے یہ سلسلہ جاری کیا۔ آپ کی وفات بسکوہر میں ۱۹۴۵ء میں ہوئی۔

(۴۶)

مولانا عبدالسلام بلکڈیہہ (نیپال)

نام عبدالسلام بن محمد یونس مولد ومسکن مدھوکر پور عرف بلکڈیہہ ضلع کپلوستو۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ دارالعلوم ششہنیاں میں ہوئی عربی کی تیسری یا چوتھی کی تعلیم بھی یہیں کی تھی۔ پھر مدرسہ عالیہ مئو سے سند فراغت حاصل کی دارالعلوم ششہنیاں میں کئی سال سے عربی درجات کو پڑھا رہے تھے۔ مدرسہ کے بحرانی دور میں آپ بھی ان مخلصین میں سے ایک تھے جنھوں نے تعلیم اور تبلیغ کا حق ادا کیا۔ بعض وجوہ کی بناء پر مدرسہ سے مستعفی ہوئے اور پھر بدرجۂ مجبوری مقام باڑی (دھولپور، راجستھان) کا سفر کیا ابھی چند ماہ تعلیم وتدریس کا سلسلہ چلا تھا کہ مرض الموت آپہونچا اور کچھ دنوں بیمار رہکر اپنے وطن میں ۱۹۸۳ء میں انتقال کرگئے۔ رحمہ اللہ۔

آپ نے انگریزی سے بی اے کا پرائیویٹ امتحان بھی بستی سے پاس کیا تھا۔ چنانچہ عربی اور اردو کے ساتھ انگریزی کی مناسب سوجھ بوجھ رکھتے تھے۔

آپ صالح ودیندار وامانت دار طبیعت ہونے کے علاوہ محنتی نوجوان اور دلچسپی سے عملی میدان میں مناسب رول ادا کرنے والے صاحب وجاہت آدمی تھے جب میں نیپال میں کسی طرح کی دعوتی تحریک کے سلسلے میں غور کرتا تھا تو آپ کے بارے میں رائے قائم کرتا تھا کہ ان کی سوجھ بوجھ نیز دیگر صلاحیتوں کی بنیاد پر آپکو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سب سے اہم ذمہ داری سونپی جا سکتی ہے مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ تقریباً چالیس سال کی عمر میں انہیں اپنے پاس بلا لیا۔

(۴۷)

مولانا عبد السلام ششہنیاں دبستی)

والد کا نام یاد علی تھا۔ آپ کے آباء و اجداد فیض آباد کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں یہ خاندان ضلع بستی ہجرت کر گیا تھا۔ آپ بستی کے شمالی علاقہ کے ایک گاؤں ششہنیا میں ۱۳۲۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم نیپال میں پائی۔ والدین کے ساتھ کلکتہ دس سال کی عمر میں گئے یہیں والد کا انتقال ہو گیا۔ آپ مل کی ملازمت سے اپنا اور اپنی والدہ کا پیٹ بھرتے تھے۔ ڈیڑھ سال بعد گھر آئے اور مفتاح العلوم بھٹ پڑا اور پڑریا نیپال میں فارسی پڑھی۔ ایک سال کے بعد دہلی آئے اور مدرسہ حمیدیہ صدر بازار میں چھ ماہ رہکر مظاہر العلوم سہارنپور چلے گئے۔ یہاں مولانا خلیل احمد، مولانا ظہور الحسن اور مولانا زکریا وغیرہ سے پانچ سال تک استفادہ کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حدیث پڑھنے کی غرض سے دار الحدیث رحمانیہ دہلی آئے اور مولانا عبد الغفور اعظمی، مولانا عبد الرحمان بہاری۔ مولانا سکندر علی ہزاروی اور شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاپ گڈھی سے رحمانیہ میں پڑھا۔ اس کے بعد لکھنؤ گئے۔ ندوہ میں طبیعت نہ لگنے کیوجہ سے تکمیل الطب کالج میں طب پڑھنے کے لئے داخل ہوئے۔ پھر مدرسہ فرقانیہ میں فلسفہ پڑھا۔ علم کے پیاسے کو ابھی دیو بند جانا باقی تھا۔ وہ پورا ہوا۔ مولانا حسین احمد مدنی، مولانا مرتضیٰ مولانا محمد شفیع، مولانا محمد ابراہیم، مولانا اعزاز علی، مولانا اصغر حسین اور مولانا غلام رسول سے حدیثیں پڑھیں۔ دیو بند سے فارغ ہو کر دہلی آئے اور ۱۳۴۷ھ میں مدرسہ حاجی علیجان میں پڑھانا شروع کیا اور سولہ سال تک حدیث کا درس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیتے رہے ۱۳۶۶ھ میں تقسیم ملک کا حادثہ ہوا تو مولانا کی لائبریری کو بہت سے لوگوں کی طرح نقصان پہونچا اور اس ہنگامے میں ابن ماجہ کی مطول عربی شرح ضائع ہو گئی جسے آپ نے خون جگر سے لکھا تھا۔ ہنگامہ ختم ہوا تو وطن بستی آئے اور شہنیاں الیدہ پور میں گھر بنایا پھر چند ہی دنوں بعد مدرسہ حاجی علی جان کا خط پہنچا اور ۱۹۴۸ء میں دہلی آگئے اور ریاض العلوم میں مدرس مقرر ہوئے ۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۴ء تک ریاض العلوم ہی میں درس حدیث دیتے اور ریاض العلوم کو اپنے خون سے سینچتے رہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ مبارکپوری کی شہادت ہے کہ "یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد دہلی میں اس مدرسہ کو اہلحدیث کی پہلی واحد دینی بڑی درسگاہ ہونے کا شرف حاصل ہے جہاں باقاعدہ دورۂ تفسیر و حدیث ہوتا ہے (اخبار اہلحدیث دہلی) مولانا نے درس حدیث کے ذریعہ شاگردوں کی ایک بڑی جماعت تیار کردی جو ملک کے مختلف حصوں میں دین کی خدمت کر رہے ہیں اس کے ساتھ ہی آپ نے تبلیغ دین کا فریضہ عوامی سطح پر بھی بہت اچھے انداز میں کیا ہے اس سلسلے میں آپ نے "الاسلام" نامی ماہنامہ پرچہ بھی نکالا جو تاحیات نکلتا رہا اور آپ کے بعد بھی نکل رہا ہے۔ آپ کا اہم ترین کارنامہ عوام کے لئے دینی لٹریچر کی فراہمی ہے۔ آپ نے کئی درجن کتابیں مختلف اسلامی موضوعات پر عوامی انداز میں لکھیں اور شائع کیں اس کی مفصل فہرست آگے درج کی جارہی ہے۔ پہلے آپ کے بارے میں ایک اہم تاثر نقل کیا جارہا ہے۔ مولانا عبد الحمید رحمانی فرماتے ہیں "آپ کا شمار تقسیم ملک کے بعد ان افراد میں ہوتا تھا۔ جن کے قلمی و لسانی جہاد تبلیغی مساعی، ورع و تقویٰ اور سادہ زندگی نے معاشرہ پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں" دوسری جگہ لکھتے ہیں "میرے نزدیک تقسیم ملک کے بعد عوامی لٹریچر کی کثرت کے اعتبار سے آپ کی تصنیفات کو نمایاں حیثیت حاصل ہے" (ترجمان ۱۵ ۲/۴ ء)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان میں ضعیف حدیثوں کا وجود ان کی اصلاح کا طالب ہے۔

آپ کا انتقال ۶ر فروری ۱۹۷۴ء کو بحالت نماز ہوا اور دلی کے قبرستان شیدی پورہ (جس میں میاں صاحب وغیرہ بھی مدفون ہیں) میں مدفون ہوئے۔

غیر مطبوعہ ضائع شدہ تالیفات:۔ (۱) ابن ماجہ کی مطول عربی شرح (۲) الصمصام الباری علی عنق جارح البخاری (۳) خیر المساعد فی مسئلۃ الرّضاعۃ (۴) اللعب بالشطرنج (۵) حقوق الزوجین (۵) اسلامی فتاویٰ کی دس جلدیں۔

مطبوعہ تالیفات:۔ (۱) انوار المصابیح ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح دس جلدیں (۲) اسلامی تعلیم گیارہ جلدیں (۳) اسلامی خطبات تین جلدیں (۴) اسلامی وظائف (۵) خواتین جنت (۶) خطبات التوحید (۷) بلاغ المبین (۸) اسلامی عقائد (۹) اسلامی پردہ (۱۰) کشف الملہم فی ترجمہ مقدمہ مسلم (۱۱) فضائل حدیث (۱۲) فضائل قرآن (۱۳) کتاب الجمعہ (۱۴) حلال کمائی (۱۵) ایمان مفصل (۱۶) کلمۂ طیبہ کی فضیلت (۱۷) اخلاص نامہ (۱۸) اسلامی فتاویٰ ایک جلد (۱۹) چہل حدیث (۲۰) مذمت حسد (۲۱) اسلامی اوراد (۲۲) رسالہ اصول حدیث (۲۳) زبان کی حفاظت۔

(۴۸)

مولانا عبد السّلام کونڈوں دگونڈہ)

بونڈھار کے قریب کونڈوں نامی موضع مسکن ہے۔ ابتدائی تعلیم بونڈھار میں ہوئی اور جامعہ رحمانیہ بنارس سے فراغت۔

سراج العلوم جھنڈانگر، اور جامعہ رحمانیہ بنارس میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے ۱۹۷۰ء کے لگ بھگ مولانا عبد الحمید رحمانی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث دہلی کی اپنی نظامت کے دور میں آپ کو اپنا نائب منتخب کیا۔ ایک سال بعد آپ دونوں دہلی منتقل ہو گئے۔ ۱۹۷۴ء میں جب مولانا عبد الحمید رحمانی کو نظامت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے سبکدوش کیا گیا تو آپ کو نظامت سونپی گئی۔ غالباً ۷۹-۱۹۷۸ء میں آپ مرکزی جمعیتہ کی نظامت سے مستعفی ہو کر فیجی (آئی لینڈ، ساؤتھ پیسفک) بغرض دعوت و تبلیغ منتقل ہو گئے اور اب (۱۹۸۳ء) تک وہیں ہیں۔ آپ نے مضامین و مقالات کے علاوہ یہ چند چیزیں تیار کی ہیں۔

(۱) اخلاقی کہانیاں تین حصے جو مکاتب اہل حدیث میں داخل نصاب ہے (۲) امام حسن بصری۔ حیات و ملفوظات (مطبوع) (۳) فضائل یوم عاشورہ (مطبوع) (۴) الابداع فی مضار الابتداع کا ترجمہ۔ ترجمان میں قسط وار شائع ہوتا رہا۔

۴۹

مولانا عبدالشکور بڑھے پوروا (بستی)

آپ کے لڑکے مولوی رضوان نے اہل حدیث دہلی مجریہ ۱۵ اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۶۵ء میں آپ کی وفات کے بعد چند باتیں تحریر کی تھیں یہ مضمون اسی سے ماخوذ ہے۔

آبائی وطن "گوپال پور" شیو پتی گنج تھا۔ فراغت کے بعد موضع بڑھے پوروا علاقہ الیدہ پور منتقل ہو گئے۔ جھنڈا نگر میں مسلسل پانچ سال تک قرآن و حدیث کا درس دیا۔ پھر مقام "پھلوریا" علاقہ الیدہ پور میں ایک دینی مکتب قائم کیا اور اسے عروج پر لیجانے میں ہر ممکن سعی پیہم کی تقریباً (۳۰) سال تک اس ادارہ کی رہنمائی کرتے اور درس دیتے رہے۔

دعوت و تبلیغ کا بے پناہ جذبہ تھا مسلک کی ترویج اور دین کی تبلیغ میں بڑی کوشش کرتے تھے صاحب تقویٰ اور صاحب اوراد و وظائف تھے۔

وفات سے پانچ سال قبل بوجہ علالت مدرسہ پھلوریا سے مستعفی ہو گئے تھے اور ساٹھ سال کی عمر میں ۲۸ ستمبر ۱۹۶۵ء مطابق ۲ رجمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ کو وفات پائی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵۰)

مولانا عبدالصمد ٹھکراپور (بستی)

آپ کے والد کا نام محمد سلطان اور گاؤں کا نام ٹھکراپور ہے آپکے صحیح حالات بتانے والا کوئی نہ مل سکا البتہ خیال ہے کہ ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۵ء میں کسی وقت آپ کی ولادت ہوئی کیونکہ تراجم علمائے حدیث ہند میں آپ کی عمر ۵۰ سال بتائی گئی ہے ابتدائی تعلیم یوسف پور میں مولانا نوراللہ وغیرہ سے ہوئی۔ بعد میں آپ کے دہلی میں تعلیم حاصل کرنے کا پتہ چلتا ہے کیونکہ تراجم میں دیئے گئے آپ کے تمام اساتذہ مدارس دہلی کے اساتذہ نظر آتے ہیں۔ مثلاً علامہ محمد بشیر سہسوانی، ڈپٹی نذیر احمد خاں، مولانا عبدالجبار عمر پوری، مولانا محمد اسحاق منطقی، مولانا عبدالوہاب صدری، و مولانا عبدالوہاب نابینا اور شیخ الحدیث مولانا احمداللہ پرتاپ گڈھی غالب گمان یہ ہے کہ آپ نے مدرسہ حاجی علیجان میں داخلہ لیا ہوگا۔ یہیں مولانا عبدالعزیز میمن راجکوٹی کے ساتھ پڑھتے رہے ہونگے۔ مدرسہ کے غیر تعلیمی اوقات میں یا یہاں سے فراغت کے بعد دوسرے علماء سے استفادہ کیا ہوگا۔ آپ کی تین کتابیں معلوم ہوسکیں (۱) خروج النساء الی العیدین (۲) اثبات الجمعۃ فی القری (۳) رسالہ علم صرف ان کتابوں کی جستجو اور حالات کی تلاش میں آپ کے خاندان کے لوگوں سے ملاقات کی مگر کوئی خاص کامیابی نہ ہوسکی صرف اتنی بات معلوم ہوئی کہ آپ نے فراغت کے بعد کہیں درس و تدریس کا فریضہ انجام نہیں دیا بلکہ گھر کی آراضی کافی ہونے کے ناطے کھیتی باڑی میں لگ گئے کتابیں گھر کے کتب خانے میں موجود تھیں مگر بہت تلاش و جستجو کے بعد بھی کوئی کتاب نہیں ملی البتہ ایک کتاب ضخیم بتائی جاتی ہے۔

آپ کے انتقال کی تاریخ بھی معلوم نہیں تخمیناً ۴۲-۱۹۴۰ء کے لگ بھگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بتائی جاتی ہے۔ مولانا عبدالجلیل رحمانی آپکی تاریخ وفات ۱۹۳۵ء بتاتے ہیں آپکے پاس ایک اچھا کتب خانہ تھا جس میں بیش قیمت کتابیں تھیں کچھ کتابیں بعض لوگوں کے ہاتھ لگ گئیں۔ چند دنوں پہلے کچھ کتابیں مدرسہ اسلامیہ عربیہ اکرہرا (بستی) میں دیدی گئیں اور کچھ کتابیں گھر ہی پر ہیں۔

(۵۱)

مولانا عبدالعظیم اکرہرا (بستی)

(بروایت مولانا عبدالنور بن مولانا عبدالعظیم)

نام عبدالعظیم۔ قصبہ اٹوا کے پاس پپری نامی گاؤں آبائی وطن اور اکرہرا ننہال تھا۔ بچپن ہی میں اکرہرا آئے اور یہیں کے ہو رہے۔ ابتدائی تعلیم کے بارے میں معلومات نہیں البتہ بعد میں دہلی گئے اور مولانا محمد جوناگڈھی کے ساتھ مدرسہ دارالکتاب والسنۃ میں پڑھنے لگے۔ مولانا عبدالوہاب صدری آپ حضرات کے استاد اور مرشد و مربی تھے۔

بتایا جاتا ہے کہ آپ کا داخلہ مدرسہ میں چھ ماہ تک نہیں ہو سکا تھا۔ اس درمیان میں آپ نے بڑی عسرت کی عبرت آموز زندگی گزاری۔ داخل شدہ طلبہ کے کھانے سے روٹیوں کے جو ٹکڑے بچ جاتے اور سوکھ چکے ہوتے تھے آپ انہیں بھگو کر کھایا کرتے تھے۔ مولانا محمد جوناگڈھی کے ساتھ فراغت حاصل کی۔

مولانا جوناگڈھی سے آپ کے تعلقات چونکہ گہرے اور دوستانہ تھے۔ اس لئے ان کی خواہش تھی کہ صاحب ترجمہ انہیں کے ساتھ دہلی یا گجرات میں رہیں اور دعوت و تبلیغ کا پروگرام بنا کر ایک ساتھ کام کریں مگر آپ نے وطن میں رہکر تبلیغ دین اور گھریلو ذمہ داریوں کو سنبھالنا مناسب سمجھا۔

فراغت کے بعد گاؤں اور خاندان کے بچوں کو بلا اجرت مکتبی تعلیم دیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ مطالعہ کا شوق تھا اور حدیث و شروح نیز امام ابن تیمیہ و ابن قیم وغیرہ کی کتابیں اکثر مطالعہ میں رہتیں۔ تقریر بڑی عام فہم سلیس اور پر اثر ہوتی تھی۔ علاقہ میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے باقاعدہ کسی عربی مدرسے میں نہیں پڑھایا۔ مولانا عبدالرحمان مبارکپوری اور حاجی نعمت اللہ مؤسس مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر (نیپال) علاقہ بستی و گونڈہ کے دوروں میں آپ کو اپنے ساتھ رکھتے اور آپ پر اعتماد کرتے تھے۔ تقویٰ اور خشیت الٰہی آپ کا شعار تھا اور انھیں موضوعات پر اکثر تقریر بھی کرتے اور روتے اور رلاتے تھے۔ آپ کا انتقال ۲۹ نومبر ۱۹۷۷ء کو ہوا۔ اولاد میں مولانا عبدالصبور رحمانی، مولانا عبدالنور ندوی، اور مولانا عبدالعلیم مدنی قابل ذکر ہیں۔

(۵۲)

مولانا عبدالعلیم اکرہرا (بستی)

نام عبدالعلیم بن عبدالعظیم۔ مولد و مسکن اکرہرا، ولادت یکم جنوری ۱۹۴۸ء ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ اکرہرا میں ہوئی۔ عربی کی تعلیم ندوہ لکھنؤ میں پائی۔ یہاں سے ۱۹۶۱ء میں فراغت پائی پھر جامعہ سلفیہ بنارس سے ۱۹۶۸ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ۱۳۹۳ھ میں کلیہ کیا اور جامعہ ام القریٰ سے ۱۳۹۸ھ میں ایم اے کیا۔

بعدازیں رابطہ العالم الاسلامی مکۃ المکرمہ میں اردو مترجم کی حیثیت سے اور پھر شعبۂ مبعوثین و دعاۃ کے بعض عہدوں پر فائز ہیں۔

تالیفات میں مولانا مسعود عالم ندوی کی کتاب "محمد بن عبدالوہاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح" کا عربی ترجمہ بنام (۱) "محمد بن عبدالوہاب مصلح مظلوم و مفتری علیہ" (مطبوع) (۲) مولانا عبدالسلام مبارکپوری کی کتاب "سیرۃ البخاری" کا عربی ترجمہ (مطبوع) (۳) الاحادیث الواردۃ فی المہدی فی میزان الجرح والتعدیل" (۴) تحقیق و دراسۃ کتاب الثقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

للعجلی (مطبوع) ہیں۔ اردو، عربی اور انگریزی پر پوری قدرت رکھتے ہیں، زبان صاف ستھری ہے اور علم و مطالعہ گہرا اور وسیع۔

(۵۳)

مولانا عبدالغفار پنڈت پور (بستی)

بجہا بازار کے قریب مقام پنڈت پور مولد و مسکن ہے ریاض العلوم سے فراغت حاصل کی اور دعوت و تبلیغ کے جذبہ کے تحت اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے تعاون لیکر ایک مدرسہ قائم کیا جس میں دوسری تیسری جماعت تک عربی تعلیم ہورہی ہے آپ نوجوان اور جواں ہمت ہیں اخلاق و کردار بھی خوب ہے۔

(۵۴)

مولانا عبدالغفار مڑلا (بستی)

نام عبدالغفار بن مولانا نوراللہ۔ مڑلا نامی گاؤں میں سکونت ہے ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا نوراللہ سے پائی پھر رحمانیہ میں کچھ دن پڑھا۔ شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی آپ کے اساتذہ میں ہیں۔ پھر مدرسہ مطلع العلوم میرٹھ اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں فراغت حاصل کی۔

پہلے "مڑلا" میں بچوں کو پھر مدرسہ دارالہدیٰ یوسف پور میں کچھ دنوں پڑھاتے رہے چند دنوں بعد نیپال کے "ڈمرا" نامی گاؤں میں ایک مدرسہ کھولا اور اس کا نام مطلع العلوم رکھا۔ سال بھر یہاں پڑھایا۔ آب و ہوا راس نہ آئی تو "بیرکھا" نامی گاؤں پھر نیپال، ضلع کپلوستو کے موضع بھینسکنڈہ میں ایک عرصہ تک عربی اور اردو کی تعلیم دیتے رہے اس وقت (۱۹۸۳ء) تین چار سالوں سے مقام "بہرا" (برڈپور) میں بچوں کو پڑھا رہے ہیں۔ آپ سادہ وضع قطع کے اچھے اور شریف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بزرگ ہیں۔ علاقہ بھر میں آپ کا فتویٰ چلتا ہے۔ بڑے خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔ علم اچھا ہے۔ تدریس کی اچھی صلاحیت ہے۔ دعوت و تبلیغ جزو زندگی ہے (۱)

(۵۵)

مولانا عبدالغفور بسکوہر (بستی)

مولانا ابویحییٰ نوشہروی لکھتے ہیں "عبدالغفور بن جعفر خاں (پٹھان، ایرانی النسل) مولد قصبہ بسکوہر (ضلع بستی) ابتداءً مولوی مقصود علی خاں شاہجہانپوری سے پڑھا۔ تکمیل مدرسہ عالیہ دیوبند (سہارنپور) میں کی۔"

(آپ کے فرزند ذاکر صاحب نے شاہجہانپور پھر دارالعلوم دیوبند میں تحصیل علم کا ذکر کیا ہے اور ملا فاضل (الہ آباد بورڈ) پاس کرنے کا ذکر دیوبند سے فراغت کے سال بتایا ہے (ذکرالادیب ۱۷، ۲۲)

"ادب و علوم مولوی اعجاز علی و مولوی ابراہیم بلیاوی سے اور حدیث مولانا انورشاہ مرحوم سے پڑھی۔ اور تکمیل کے بعد مختلف مقامات یعنی قصبہ بسکوہر، قصبہ انتری بازار مدرسہ بحرالعلوم، مقام جھنڈے نگر (نیپال)، مدرسہ سراج العلوم میں پڑھانے کے بعد اب عرصہ تین سال سے رحمانیہ دارالحدیث دہلی میں مصروف تعلیم ہیں عربی میں فی البدیہہ قصائد لکھتے ہیں" (تراجم علمائے حدیث ہند ص ۴۶۷)

آپ نے مندرجہ بالا مقامات کے علاوہ بلرام پلدرڈگری کالج (اولین تدریس) مدرسہ فیض عام مئو، مدرسہ رحمانیہ کلکتہ، مدرسہ جامع اعظم دہلی، مدرسہ سراج العلوم بونڈھار (گونڈہ) اور جودھپور وغیرہ میں عرصہ تک دین کی خدمت کی اور قرآن و حدیث کا درس دیتے رہے علماء بستی میں آپکو استاذ الاساتذہ کا مقام حاصل تھا۔ اور جلسوں کی صدارت آپ کی موجودگی میں صرف آپ کے ذمہ ہوتی تھی آپ اچھے خطیب اور فی البدیہہ کہنے والے عربی کے شاعر تھے۔ نوگڑھ کے اجلاس

---

(۱) آپ کا انتقال وسط جولائی ۱۹۸۶ء میں ہوا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عام (آل انڈیا کانفرنس کا سب سے عظیم الشان اجلاس منعقدہ ۱۹۶۱ء میں آپ کے عربی اشعار اور آپکے فرزند مولانا ذکراللہ ذاکر ندوی کے اردو ترجمہ (بصورت اشعار) سے جلسہ کا افتتاح ہوا آپ کا علم بڑا وسیع اور گہرا تھا۔ پڑھاتے تو بحر ذخار معلوم ہوتے حدیث اور ادب کا درس سننے کے قابل تھا۔ ایک بہترین مدرس ہونے کے ساتھ ہی آپ بہترین مربی اور منتظم بھی تھے۔ جس مدرسہ میں گئے اسے آسمان کی طرح بلند کر دیا اس وقت ہندوستان میں جو اہم اہلحدیث ہستیاں ہمارے لئے قابل فخر رہی ہیں انھیں میں سے ایک آپ کی ذات بھی تھی۔ آپ سیدھے سادھے پرانی وضع کے شریف بزرگ تھے۔ چہرے مہرے سے بزرگی کی علامتیں ہویدا تھیں۔ آپ جیسے صاحب علم وادب اور اہل تقویٰ و طہارت نظر نہیں آتے۔ آپکی ہمہ وجوہ بزرگی مجھ جیسے بے بضاعت۔ قلیل العلم اور سیہ کار کے تزکیہ سے بے نیاز ہے۔ آپ کی ذات نے ضلع بستی و گونڈہ میں سلفیت کے سلسلے میں جو گہرے اثرات چھوڑے ہیں انھیں کوئی بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

آپ کے عربی فارسی اور اردو کے اشعار اگر اکٹھا کر دیئے جائیں تو ایک ضخیم جلد تیار ہو جائے۔ آپ نے مشکوٰۃ وغیرہ بعض کتابوں پر حواشی (عربی) بھی لکھے مگر طبع نہیں ہو سکے۔ مولانا کے تعلقات مولانا عبدالرحمان بجاوی ماہر فن الفن سے گہرے تھے۔ اسی گاؤں کے چودھری شیخ عبدالقیوم آپ کی بڑی قدر کرتے تھے انکے انتقال کے بعد آپ نے "یار غار" نامی رسالہ تحریر فرمایا تھا جو شائع ہوا۔ طویل علالت کے بعد بسکوہر میں ۱۴ مئی ۱۹۷۹ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور وہیں مدفون ہوئے بلا تفریق مسلک تمام لوگوں نے آپ کے جنازے میں شرکت کی۔

تلامذہ میں مولانا اقبال حسین (ریواں) مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری، مولانا عبدالقیوم دودھونیاں، مولانا عبدالخالق کراچی، مولانا عبدالغفار حسن، مولانا محمد اقبال بونڈھار مولانا عبدالمبین منتظر اور حکیم مقبول و حکیم جمیل وغیرہ ہیں اولاد میں تین لڑکے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک لڑکی چھوڑ گئے۔

لڑکوں میں ذکراللہ ذاکر نے اچھا نام پایا۔

(۵۶)

مولانا عبدالغفور ٹکریا (بستی)

والد کا نام رُسی بن منور۔ ولادت ۱۳۳۳ھ میں ہوئی ابتدائی تعلیم مولوی شکراللہ (جمنی بانسی) سے ہوئی اور مولانا عبیداللہ اٹاوی سے مدرسہ زبیدیہ دہلی میں کتب ستہ وغیرہ پڑھی اور وہیں فراغت حاصل کی۔ مدرسہ مفتاح العلوم ٹکریا کی تاسیس میں مولانا شکراللہ ٹکریاوی کے معاون رہے اصل کام کاشتکاری رہا ہے کہیں درس تدریس کا سلسلہ نہیں رکھا۔

(۵۷)

مولانا عبدالقدوس بانسی (بستی)

مولانا عبدالقدوس صاحب کے بارے میں مولانا عبدالغنی صاحب (نوشہروی) رقمطراز ہیں، سن ولادت ۱۳۲۲ھ مولد قصبہ بانسی، درس نظامی مدرسہ جامع العلوم مدرسہ الہیات کانپور میں پورا کیا۔ جس کے بعد لکھنؤ یونیورسٹی میں "دبیر کامل" کا امتحان پاس کیا سلسلہ تدریس میں علی گڑھ موتی مسجد کے مدرسہ اہل حدیث میں ڈیڑھ سال تک مدرس رہے، مدرسہ محمدیہ اونچی مسجد کانپور میں دوسال تک پڑھایا۔ اب اپنے مولد میں ایک مدرسہ جاری کر رکھا ہے۔ (مدرسہ اسلامیہ کے بانی مولانا عبدالوہاب صاحب ہیں، مولانا عبدالقدوس صاحب نے ان کے بعد اس مدرسہ کو سنبھالا اور آگے بڑھایا ہے) آپ کے آباء واجداد اہلحدیث تھے بانسی کے مشہور محدث مولوی محمد اسحاق صاحب مرحوم آپکے نانا ہوتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(تراجم علماء حدیث ہند ص ۰۴۷)

ماسٹر عزیز الحق صاحب کی روایت ہے کہ آپ مدرسہ اسلامیہ بالنسی کے ناظم اور صدر مدرس تھے۔ عربی اور فارسی میں اچھی دستگاہ تھی۔ آپ کی لائبریری بڑی اچھی تھی۔ آپ سے تمام کتابیں حاصل کر کے مولانا عبدالقدوس ٹکریا وی (۱۹۷۶ء) اپنے مدرسہ میں لے گئے تھے حافظ عبدالرحمٰن صاحب جمنی والے، مولانا عبدالمنان کنڈراؤں والے آپ کے شاگرد ہیں ماسٹر عزیز الحق صاحب نے بھی عربی فارسی آپ ہی سے پڑھی تھی۔ آپ کا انتقال ۱۹۷۶ء میں ہوا۔

(۵۸)

مولانا عبدالقدوس ٹکریا (بستی)

ذیل میں مولانا کا تذکرہ ان کے فرزند مولوی عبدالواحد کی معلومات سے ماخوذ ہے (اہلحدیث دہلی مجریہ، فروری ۱۹۷۷ء) آپ لگ بھگ ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ پانچ برس کی عمر میں "بدل پور" نامی گاؤں کے مکتب میں جانے لگے دس سال کی عمر میں فارسی کی ابتدائی کتابیں۔ مولانا اقبال حسین (ریواں) اور سلامت اللہ صاحب (کسمی) سے پڑھیں پھر دو تین سال میں مدرسہ سراج العلوم بونڈھار میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد مدرسہ فیض عام مئو میں عربی کی جماعت ثالثہ میں داخلہ لیا بعد میں مدرسہ حاجی علی جان میں مولانا عبدالسلام بستوی سے پڑھا اور آخر میں مدرسہ فتحپوری دہلی میں کافی حد تک تعلیم حاصل کی اور ۱۹۴۰ء میں یہاں سے فراغت حاصل کی، آپ نے مولانا سعید احمد اکبر آبادی اور مولانا فخرالدین دیوبندی سے بھی اکتساب فیض کیا، اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان دیا ۱۹۴۰ء میں فراغت کے بعد ابتداء میں امام جامع مسجد دہلی عبداللہ بخاری کو پرائیویٹ پانچ روپیہ ماہانہ پر پڑھانا شروع کیا۔ پھر مدرسہ جامع اعظم دہلی میں چھ برس تک درس وتدریس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے فرائض انجام دیئے۔ بعدازیں اجمیری گیٹ (دہلی) کے سامنے ایک عربک کالج (غالباً اس سے مراد اینگلو عربک کالج ہے) میں کچھ دنوں خدمت کی۔ بعد میں مولانا عبدالجلیل رحمانی نے مدرسہ دارالعلوم ششہنیاں میں بلالیا۔ لیکن آپ یہاں صرف ایک سال تک قیام کر سکے پھر درس و تدریس سے غالباً بیزاری پیدا ہوئی اور ذریعہ معاش تجارت بنایا مگر طبیعت کا میلان چونکہ تبلیغ دین کی طرف تھا اس لئے لوگوں کی تحریض پر اوسان کوئیاں کے مدرسہ مظہر العلوم کا نظام سنبھالا۔ اور ۲۶ سال تک نظامت اور مدرسی کے فرائض انجام دیتے رہے تاآنکہ موت آپہونچی اور ۱۳ دسمبر ۱۹۷۶ء کو انتقال فرماگئے۔ ۱۹۶۵ء میں ڈومریا گنج کے اندر مسجد اہلحدیث اور مسافر خانہ کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ آراضی خرید کر مسجد کی بنیاد ڈال دی گئی۔ چند ہی دنوں میں مسجد کی دو منزلہ عمارت تیار ہوگئی پھر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ دینیہ سلفیہ کا قیام عمل میں آیا اور اس میں بچے پڑھنے لگے ان کاموں میں آپ کا زبردست ہاتھ تھا۔ ڈومریا گنج کی جامع مسجد میں برابر جمعہ کا خطبہ دیتے رہے۔ درس و تدریس کے علاوہ آپ نے وعظ و تقریر کے ذریعہ بھی لوگوں کی اصلاح میں کافی اہم کام کیا ہے آپ کو قدرت کی طرف سے شیریں زبان اور افہام و تفہیم کی اچھی صلاحیت ملی تھی۔ آپ نے اس سے دین کی خدمت کی اور لوگوں کو راہ حق دکھایا۔

(۵۹)

مولانا عبدالقیوم دودھونیاں بزرگ (بستی)

آپ اپنے مسکن دودھونیاں بزرگ میں ۱۹۲۰ء پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گاؤں پر کسی میاں صاحب سے حاصل کی ۱۹۳۳ء میں فیض عام مئو میں داخلہ لیا۔ ایک سال بعد ۱۹۳۴ء میں دارالحدیث رحمانیہ دہلی کا رخ کیا اور وہیں سے ۱۹۴۰ء میں فارغ التحصیل ہوئے، مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ سے آپکے تعلقات ہوگئے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ نے تحریک آزادی ہند میں سرگرم حصّہ لیا۔ جس کے نتیجے میں مختلف اوقات میں کئی جگہوں پر جیل گئے۔ ۱۹۴۵ء میں رہائی ملی تو دینی رجحانات سیاسی سرگرمیوں پر نمایاں ہونے شروع ہوئے اور کچھ ہی دنوں میں تبلیغ دین اور تعلیم علم کی کوشش کرنے لگے۔ اکرہرا میں عربی درس گاہ کی بنیاد آپ نے ڈلوائی۔ اور سال بھر کے بعد باگ ڈور اہل قریہ کے ہاتھ میں دیکر چلے آئے۔ مختلف علاقوں میں مکاتب کے قیام کی طرف توجہ دلائی اور اس سلسلے میں پیدا شدہ اختلافات کو دور کرا دیا۔ وعظ وارشاد میں نام پا چکے ہیں تقریر اچھی کرتے ہیں۔ پورے ہندوستان میں آپ کی مانگ ہے۔ قرآن کی قرآن سے تفسیر کرنے میں اچھی سوجھ بوجھ ہے عوام کے یہاں آپ کی تقریریں زیادہ دلچسپی سے سنی جاتی ہیں۔

آپ فطری طور پر سادہ طبیعت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صفائی ستھرائی کا کوئی التزام نہیں کر پاتے۔ آپ کے کپڑے اور رفتار وگفتار تو بعض حالات میں کسی دماغی کمزوری کا نتیجہ معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے بعض یادداشتیں کا پیول پر تیار کر رکھی ہیں جن کے سرسری مطالعہ سے میں نے یہ رائے قائم کی کہ یہ سب آپکی تقریروں کا تیار کردہ خاکہ ہے

دو کتابچے ۱۔ خیر الامم (اردو) ۲۔ تاریخ الیہود والنصاری فی ضوء الکتاب (اردو) شائع ہو چکے ہیں۔

(۶۰)

مولانا عبد المبین منظر سمرا (بستی)

مولانا عبد العلیم ماہر نے منظر صاحب کا تعارف انکے مجموعۂ کلام زمزمۂ حق کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے۔ وہ بعینہٖ درج ہے۔

نام عبد المبین بن محمد فاضل بن ضیاء اللہ بن روشن خاں ساکن امارے ڈیہہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولادت ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں موضع سمرا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سمرا ہی میں مولانا عبدالرزاق سمراوی، مولانا عبدالمجید یوسف پوری سے حاصل کی۔ فارسی و عربی کے ابتدائی اساتذہ میں مولانا محمد زماں انتری بازار، مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈا نگری، مولانا عبدالغفور بسکوہری (سراج العلوم جھنڈا نگر) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وسطیٰ اور علیا کے اساتذہ میں مولانا محمد یونس صاحب پرتاپ گڈھی (مدرسہ میاں صاحب دہلی) مولانا عبدالغفار صاحب حسن عمرپوری حال[1] استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ مولانا محمد منیر خاں صاحب بنارسی (جامعہ رحمانیہ بنارس) مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (مدرسہ سعیدیہ دارانگر بنارس) جیسے یگانۂ روزگار شامل ہیں۔ ۱۳۶۱ھ میں آپ نے جامعہ رحمانیہ بنارس سے سند فراغت حاصل کی اس کے بعد اب تک آپ کی تابناک زندگی حرکت و عمل کا پیکر اور گوناں گوں خصوصیات و صفات کا مجموعہ رہی۔ آپ صاحب صلاحیت عالم دین بھی ہیں اور خوش بیان خطیب بھی۔ قابل قدر مصنف بھی ہیں اور مشہور و معروف شاعر بھی درس و تدریس کے ماہر بھی ہیں اور کامیاب مناظر بھی۔

سند فراغ حاصل کرنے کے بعد جب آپ وطن مالوف واپس لوٹے تو مولد و مسکن سمرا میں شمس العلوم کے نام سے ایک عربی ادارہ قائم کیا اور اب تک اس سے متعلق رہ کر نظامت و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اس ادارہ کے فروغ و احیاء کے لئے وقف کر دی چنانچہ آج یہ ادارہ آپ کے حسن انتظام اور حسن تدبیر کے نتیجہ میں ضلع بستی کے صف اول کے مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ تدریس و نظامت کے ساتھ تبلیغی و تنظیمی میدان میں بھی آپ کی کارکردگی کا باب وسیع تر رہا ہے۔ ضلع کے علاوہ بیرون ضلع، اعظم گڈھ، گورکھپور دیوریا، کانپور، بریلی اور بہار وغیرہ کے بے شمار جلسوں میں بارہا آپ بلائے گئے ہیں۔

(۱) آپ ۱۹۷۹ء ہی میں جامعہ چھوڑ چکے ہیں اور پاکستان (فیصل آباد) میں مقیم ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ایک مدت تک جمیعۃ اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ رہ چکے ہیں نوگڈھ کا مشہور ومعروف کل ہند اجلاس آپ ہی کے دور نظامت میں منعقد ہوا ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سبیل الرشاد، عقائد اسلام، خالد بن ولید نہایت اہم اور مقبول ہیں۔ انکے علاوہ بھی چھوٹی بڑی کئی کتابیں لکھ کر آپ اہل علم سے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ اہل بدعات سے آپ نے کئی ایک مناظرے بھی کئے ہیں۔ حشمت علی کے مقابلے میں بھاؤ پور تنہا دو دن تک ڈٹے رہے، اڑیسہ گوجیدرہ کے مناظرہ میں بھی آپ جماعت کی طرف سے بلائے گئے۔ سکرولی کے مناظرہ میں علماء دیوبند کے ساتھ نمایاں طور پر بحیثیت مناظر شامل رہے۔ چوکھڑا میں تمام علماء برادوں کے مقابل اکیلے صف آرا تھے۔ آخرالذکر دونوں مناظروں میں میں نے بذات خود آپ کی بے پناہ مناظرانہ صلاحیتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بریلوی علماء آپ سے مرعوب رہتے ہیں اور آپ کے سامنے آنے سے کتراتے ہیں سیاسی اور سماجی خدمات میں بھی آپ ہمیشہ پیش پیش رہے کلکتہ کے عظیم فساد کے موقعہ پر معتدبہ امداد دے کر پہونچے، بنجریا اور دو چھڑیا وغیرہ فسادات میں مظلومین کی امداد اور ڈھارس بندھانے میں پیش پیش رہے۔ یہاں تفصیلات کا موقع نہیں۔ نہ اس مختصر مقدمہ میں اس کی کچھ گنجائش ہی ہے

ان تمام سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ آپ نے کسی قدر اسلامی، سماجی، اصلاحی شعر وشاعری سے شغل رکھا ہے اور مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی کرتے رہے ہیں یوں تو آپ کی شاعری کا ذخیرہ وسیع ہے لیکن ان میں سے کچھ حمد اور نعت اور بعض دینی و اصلاحی کلام "زمزمۂ حق" کے نام سے شائع کر رہے ہیں (زمزمۂ حق ص ۴،۳) یہ مجموعہ آپ کے ابتدائی کلام پر مشتمل ہے اور حق یہ ہے کہ آپ کا پختہ کلام اس سے زیادہ وقیع ہوگا۔

اس مقدمہ کے لکھنے کے بعد آپ کو صوبائی جمیعۃ مشرقی یوپی کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا جس کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

[آپ کا انتقال بنارس میں ۲۷/ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو ہوا۔ اور اپنے وطن میں دفن کئے گئے۔]

۶۱

مولانا عبد المجید یوسف پور (بستی)

مولانا عباد اللہ مرحوم کے وطن یوسف پور کے رہنے والے ہیں۔ مولانا عبد الرحیم خاں بستوی کے بعض اوقات رفیق درس رہے۔ اور ان کے ساتھ مولانا محمد حسین ترکلہا والے سے استفادہ کیا۔ مولانا حنیف بھوجیانی کے رفیق درس بوقت فراغت رہے۔ مولانا عبد الجلیل رحمانی کے بیان کے مطابق بڑے ذہین اور زیرک تھے آپ نے اپنے علاقہ کے بسنت پور نامی گاؤں اور جھنڈا نگر کے پاس بہادر گنج اور بڑھ پور کے پاس پچنگوا نامی گاؤں میں مکتب قائم کیا اور عرصہ تک ان مکاتب میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے نیز مدرسہ بھٹ پورہ میں بھی پڑھایا تبلیغ دین کا بھی بڑا جذبہ تھا۔ چنانچہ انجمن اصلاح المسلمین (علاقہ بڑھ پور) وغیرہ کے ایک رکن کی حیثیت سے مولانا عبد الرحیم رحمانی نے آپ کو یاد کیا ہے۔ آپ کی اولاد میں مولانا حکیم محمد یونس وغیرہ ہیں مولانا موصوف سے مرحوم کا ترجمہ بارہا طلب کیا مگر قبولیت سے سرفراز نہیں ہوسکا۔

۶۲

مولانا عبد المعید چیونٹہوا (گونڈہ)

نام عبد المعید بن عبد الجلیل مولد و مسکن موضع چیونٹہوا متصل بلرام پور۔ اردو ہندی اور فارسی مختلف اساتذہ سے پڑھا جن میں مولانا عبد اللہ بسکوہری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ گاؤں کے مدرسہ ہی میں عربی کی تیسری جماعت تک تعلیم حاصل کی ۱۹۶۵ء میں جامعہ رحمانیہ بنارس میں داخلہ مل گیا۔ دو سال رحمانیہ میں زیر تعلیم رہا۔ یہاں کے اساتذہ میں مولانا عبد السلام رحمانی اور مولانا عزیز احمد ندوی کے فیض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

سے ابتدائی عربی تعلیم کافی بہتر ہوئی بلکہ عربی زبان میں سوجھ بوجھ اور ارتقاء کی بنیاد یہیں پڑی ۱۹۷۱ء میں جامعہ سلفیہ آیا درمیان میں ۸ ماہ کے لئے سراج العلوم بونڈھار میں بھی رہا۔ ۱۹۷۵ء میں جامعہ سلفیہ سے فراغت ملی۔ ۱۹۷۶ء میں فیاض ازل نے دیار حبیب پہونچایا وہاں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں کلیۃ اللغۃ میں چار سال پڑھتا رہا۔ ۱۹۸۲ء میں بی اے کی سند لیکر ہندوستان واپسی ہوئی۔ بروقت ڈی اے وی کالج (بنارس ہندو یونیورسٹی کی شاخ) میں بی اے میں پڑھائی ہو رہی ہے۔ ستمبر ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۳ء تک جامعہ محمدیہ مالیگاؤں میں مدرس اور کچھ ماہ صدر مدرس یا جامعہ کی اصطلاح میں شیخ الجامعہ کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ محرم ۱۴۰۳ھ سے مادر علمی جامعہ سلفیہ میں وقت گزاری ہو رہی ہے کچھ پڑھانا ہے کچھ یہاں کے عربی اور اردو ماہناموں میں لکھنا ہے اور کچھ ترجمہ اور تصنیف و تالیف۔

کبھی کبھی غبار دل نکالنے کے لئے شاعری بھی ہو جاتی ہے جو کچھ وجہ شرف و باعث عزت نہیں کبھی فارسی اور عربی میں بھی کہا تھا لیکن وہ اس وقت کی بات ہے جب عربی ماحول تھا اور فارسی سے تعلق۔

علمی کاوشوں میں کچھ کتابوں کے ترجمے ہیں کچھ عربی اور اردو میں مقالات ہیں کچھ زیر تالیف و ترجمہ کتابیں ہیں اور بس! احباب کو حسن ظن ہے اور خود کو اپنا وجود عبث اور ناکارہ لگتا ہے۔ آرزو یہی ہے کہ خدا اس پر فتن دور میں دین و ایمان پر حسن خاتمہ ہو اور مالک دو جہاں خوش ہو جائے

تالیفات و تراجم

عقیدۃ المؤمن (ترجمہ) زیر طبع (تالیف علامہ جابر جزائری)

سلفی عقائد (اشتراک میں ترجمہ) زیر طبع (تالیف علامہ احمد بن آل حجر)

العمدۃ (ترجمہ) (نصف کا ترجمہ باقی ہے) (تالیف علامہ ابن رشیق)

خصائص التصور الاسلامی (ترجمہ) (نصف کا ترجمہ باقی ہے) (تالیف سید قطب)

www.KitaboSunnat.com

حیاتی (ترجمہ) (نصف کا ترجمہ باقی ہے) (تالیف احمد امین)

صفات المؤمنین، عربی رسالہ

اسباب سقوط الخلافۃ، عربی رسالہ

الاسلام بین جہل ابنائہ وعجز علمائہ (ترجمہ) (تالیف عبدالقادر عودۃ)

سید بادشاہ کا قافلہ (عربی ترجمہ) قسطوار مجلہ الجامعۃ السلفیہ میں شائع ہو رہا ہے۔

اور دیگر عربی و اردو مقالات۔

(۶۴)

مولانا عبدالوہاب بانسی (بستی)

مولانا امام خاں نوشہروی آپکے بارے میں لکھتے ہیں:۔ قصبہ بانسی ضلع بستی کے قدیم خانوادہ اہل حدیث کے ممبر تھے۔ پورا نصاب نہیں پڑھا مگر کام وہ کر گئے کہ جس سے اکثر منتہی محروم رہ گئے۔ اطراف و اکناف کے رہنے والے ابتک مرحوم کو یاد کرتے ہیں اور روتے ہیں۔ وعظ میں شیرینی تھی کہ جس سے مقلدین و امامیہ کی بستیاں حلقۂ سنت میں شامل ہو گئیں۔ ہر ایک مشرب سے مناظرہ کرنے کے لئے صلائے عام تھی۔ شیعی و حنفی مناظرین نیز مسیحی منادین اور آرین اپدیشکوں کے بالمقابل بھی صف آرا ہوتے تھے۔ اور ہمیشہ غالب رہتے۔ افسوس ہے کہ اس نوجوان نے باغ زندگی کی چونتیس بہاریں دیکھیں اور کنج لحد میں جاسوئے۔

(تراجم علماء اہل حدیث ہند ص ۴۶۶)

آپ کے خاندان کے ایک معزز فرد ماسٹر عزیز الحق صاحب کی روایت ہے کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ اردو، عربی اور فارسی کتابوں کا بڑا ذخیرہ اب بھی آپ کے یہاں محفوظ ہے۔ مولانا امرتسری اور غازی محمود دھرم پال کی کتابیں اور اہل حدیث پر لکھی گئی کتابیں آپ کے کتب خانے میں کافی تعداد میں پائی جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ آریہ سماجیوں کے لٹریچر سے کافی واقفیت تھی جس کی وجہ سے وہ سب کے مقابلہ میں ہر وقت کمربستہ رہتے تھے۔ ایک کتاب جس کا نام مستحضر نہیں لکھی تھی۔ ممکن ہے کتابوں کے ذخیرے میں مسودہ کہیں موجود ہو مولانا عبدالجلیل رحمانی دارالعلوم ششہنیاں کے پہلے سالانہ اجلاس کے خطبۂ صدارت میں فرماتے ہیں۔

مولانا عبدالوہاب رحمہ اللہ کی ایک کتاب کا مسودہ میری نظر سے غالباً ۱۹۳۰ء میں گذرا تھا اگر طبع ہوگئی ہوتی تو اچھی یادگار ثابت ہوتی۔

(خطبۂ صدارت ۱۹۴۵ء ص ۴)

بانسی میں جو جلسے ہوتے تھے اس کے منتظم آپ ہی ہوتے تھے۔ چنانچہ مولانا امرتسری اور غازی محمود دھرم پال آپ ہی کی دعوت پر بانسی آئے تھے آپ کا اہم ترین کارنامہ "مدرسہ اسلامیہ" بانسی کا قیام اور اس کا انتظام اور انصرام ہے اس مدرسہ کا سنگ بنیاد مولانا شاہ عین الحق پھلواروی نے رکھا تھا۔

آپ نے اہلحدیثیت کی تبلیغ میں اہم کارنامہ انجام دیا۔ چنانچہ قرب وجوار کے لوگ اس کے شاہد ہیں۔ ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۲ھ میں آپ اپنے تعلقات کی بناء پر حاجی نعمت اللہ صاحب بانی مدرسہ سراج العلوم جھنڈانگر کے یہاں گئے ہوئے تھے ان کے وطن "کدربٹوا" میں بیمار ہوئے اور جھنڈانگر میں انتقال فرمایا۔ مولانا عبدالرؤف صاحب کی تصریح کے مطابق آپ جھنڈانگر ہی میں مدفون ہوئے۔ مولانا رئیس الاحرار ندوی فرماتے ہیں، مولانا عبدالوہاب صاحب بانسی کے ہندو راجہ پر بہت زیادہ اثر انداز تھے اور شاہی خاندان موصوف سے بہت متاثر تھا ان کا بہت زیادہ احترام وادب رکھنے کے سبب راجہ کے اندر بہت زیادہ اعتدال پسندی و میانہ روی پائی جاتی تھی اور راجہ کا خاندان موصوف کے صاحبزادے قاری صاحب (عبدالحق) کے ساتھ بھی موروثی طور پر حسن سلوک پر گامزن تھا۔ (پندرہ روزہ ترجمان جج نمبر ۱۹۷۶ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۶۴

مولانا عبدالوہاب حجازی (بستی)

عبدالوہاب حجازی بن حبیب اللہ بن محمد اشرف نام، مولد و مسکن موضع کسمی نزد ڈمریا گنج ۸ر جنوری ۱۹۴۶ء کو ولادت ہوئی۔ خاندان علمی تھا۔ جس کا اثر فطرت پر پڑا اور اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوئے۔ آپ کے ماموں مولانا شکر اللہ ٹکریاوی ماموں زاد بھائی مولانا محمد احمد صاحب اور حقیقی بھائی مولانا انعام اللہ ہیں۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے سرکاری مکتب میں پھر منظہر العلوم اوسان کوئیاں اور مفتاح العلوم ٹکریا کے مکاتب میں حاصل کی۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم مولانا شکر اللہ صاحب سے حاصل کی۔ پھر مئو کے مدرسہ دار الحدیث میں چھٹی تک پڑھا۔ اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس سے تکمیل کی اور سندِ فراغ حاصل کی۔

فراغت کے بعد ایک سال روزنامہ دعوت دہلی میں صحافتی تجربہ حاصل کیا پھر ضلع بستی کے مدرسہ اکبرپور جمنی میں پڑھاتے رہے ۱۹۷۳ء میں ضلع بریلی کا رخ کیا اور تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ ۱۹۷۹ء تک جاری رکھا جس کے بعض اچھے فوائد ظاہر ہوئے مثلاً بعض مکاتب کا علاقہ بریلی میں قیام اور مرکزی جمعیۃ سے روابط وغیرہ۔

۱۹۸۰ء سے مادر علمی جامعہ سلفیہ میں قیام ہے وہاں شعبۂ تالیف و ترجمہ کے ایک رکن ہیں تین سال کے عرصہ میں چھوٹی بڑی مندرجہ ذیل عربی کتابوں کا ترجمہ کر چکے ہیں۔

۱۔ کبائر، مؤلف علامہ ذہبی، زیر طبع

۲۔ سلفی دعوت کے علمی اصول، مؤلف عبدالرحمان عبدالخالق کویتی، مطبوع

۳۔ سلفی دعوت اور ائمہ اربعہ مؤلف عبدالرحمن عبدالخالق کویتی، مطبوع

۴۔ القیاس، مؤلف سلیمان الاشقر زیر طبع

۵۔ ماسونیت، مؤلف صفوت سقا سعدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۶۔ حجیت حدیث، مؤلف علامہ البانی۔

۷۔ نفحات من السکینۃ القرآنیہ، مؤلف محمد بن ناصر عبودی

۸۔ الشیوعیۃ والادیان، مؤلف طارق جی

۹۔ تربیت اولاد، تالیف

اس سال سے ایک گھنٹی پڑھانا بھی شروع کر دیا ہے۔ شعر و شاعری کا بھی ذوق ہے۔ آدمی صاحب صلاحیت اور با اخلاق ہیں۔

(۶۵)

مولانا عظیم اللہ نیپالی

مولانا عبدالغفور بسکوہری مولانا محمد اسحاق محدث بالنسوی کے ارشد تلامذہ (جن سے علاقہ بستی و گونڈہ و نیپال میں خلق خدا کو ہدایت ملی) کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"چوتھے قابل ذکر شاگرد جناب مولانا عظیم اللہ صاحب (نیپالی) تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سنت کا کما حقہ عشق عطا کیا تھا۔ آپ کی سعی سے بھی قوم بہت کچھ سدھری رحمہ اللہ۔ (اہلحدیث امرتسر مجریہ ۲۳ رمضان ۱۳۴۶ھ)

آپ کے بارے میں مولانا عبدالغفار مڑلاوی بن مولانا نوراللہ کا بیان ہے کہ "آپ مہیشر (ملبنی نیپال) کے باشندے تھے آپ نے کچھ دنوں تک علاقہ میں ابتدائی تعلیم و تدریس کا کام کیا اور تبلیغ دین میں ہمہ تن کوشاں رہے۔"

(۶۶)

میاں علی رضا پھلوریا (بستی)

آپ پھلوریا نامی گاؤں علاقہ مٹکا کے رہنے والے تھے۔ مولانا نوراللہ کے شاگرد دل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور مولانا عباد اللہ یوسف پوری کے مستفیدین میں سے تھے۔ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر علاقے میں گشت کرتے اور دین کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے پھر بھی علماء کی صحبت نے عوام کی اصلاح کے لائق بنا دیا تھا۔

ف

(۶۷)

مولانا فرید احمدؒ پیکو لیا مسلم ہرّیا (بستی)

آپ کی ولادت موضع پیکو لیا مسلم تحصیل ہرّیا بستی میں ۲۳-۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر کے پاس ہی حاصل کی پہلے اردو سے ۱۹۳۳ء میں مڈل کیا پھر ہندی سے بھی دوسرے سال مڈل کا امتحان پاس کیا۔ ایک سال سے کچھ زائد عرصہ گھر پر بیکار رہے دینی تعلیم کی طرف کوئی رغبت نہیں تھی۔ کچھ دنوں سے آپ کے یہاں ایک حافظ صاحب بچوں کی تعلیم کے لئے آئے ہوئے تھے انھوں نے آپ کے اندر بعض خوبیاں دیکھیں جس کی وجہ سے آپ کو عربی تعلیم حاصل کرنے کی رغبت دلانے لگے چند دنوں میں اس کوشش کا اثر ظاہر ہوا اور آپ نے عزم کر لیا کہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے باہر نکلنا ہے۔ حافظ صاحب موصوف کو دارالعلوم ششکراوہ سے غالباً کسی طرح کی وابستگی تھی انھوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپکے داخلے سے متعلق شکراوہ سے خط وکتابت کی۔ ادھر صاحب تذکرہ کی شادی بھی ہوگئی آپ نے نئی بیوی سے تعلیم کی طرف اپنی توجہ کا تذکرہ کیا تو لائق بیوی نے بخوشی اجازت دی اور کچھ پیسے بھی ہبہ کئے۔ آپ نے اپنی ہمراہی کے لئے گاؤں کے دو اور بچوں کو تیار کر رکھا تھا۔ تینوں چپکے سے نکلے اور دہلی پہونچے اور یہاں سے شکراوہ جاکر ۱۹۳۶ء میں دارالعلوم میں داخلہ لیا اور قرآن مجید کی تعلیم شروع کر دی۔ اگلے سال عربی کی پہلی جماعت کی تعلیم حاصل کرتی تھی۔ آپ کی طبیعت وہاں کے ماحول اور کھانے پینے سے ہم آہنگ تو نہ تھی مگر کسی طرح ایک سال اور یہاں گزارا اور پہلی جماعت مکمل کرلی درجہ میں اوّل آنے پر آپ کو بلوغ المرام بطور انعام ملی۔

اگلے سال ۳۸ء میں فیض عام مئو میں داخلہ لینا پسند کیا داخلہ ہوا۔ یہاں آپ دو سال تک زیر تعلیم رہے پہلے سال کافیہ میں پورا نمبر لانے سے تحفۃ الاحوذی اور دوسرے سال بلوغ المرام حفظ کرنے کے صلہ میں صحیح بخاری بطور انعام ملی۔

۳۹ء کے اواخر میں آپ نے دارالحدیث رحمانیہ دہلی کا رخ کیا یہاں آپکا داخلہ دوسری جماعت میں ہوا۔ یہاں چار سال پڑھنے کے بعد ۴۳ء میں رحمانیہ چھوڑکر مولانا اسماعیل سلفی (گوجرانوالہ) سے استفادہ کرنے کا عزم کیا اور امرتسر پہونچ کر مدرسہ غزنویہ میں قیام پذیر ہوئے یہاں مولانا محمد حسین صاحب سے جو امام عبدالجبار غزنوی کے داماد تھے۔ استفادہ کیا پھر لاہور ہوتے ہوئے گوجرانوالہ پہونچے اور مدرسہ محمدیہ میں مولانا اسماعیل سلفی سے ترمذی وغیرہ اور مولانا محمد گوندلوی سے ابو داؤد اور مسلم وغیرہ پڑھی۔ اگلا سال آپ کی فراغت کا تھا مگر طبیعت کا میلان تعلیم حاصل کرنے کی طرف نہیں رہ سکا اور تعلیم مکمل کئے بغیر گھر بیٹھ رہے۔

اب عملی زندگی کا آغاز کیا اور تجارت شروع کی مگر اس میں سخت ناکامی ہوئی۔ ۴۷ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کر گئے اور چٹاگانگ میں المونیم کا ایک کارخانہ قائم کیا ابھی آپ سنبھل بھی نہ پائے تھے کہ اعزہ واقربا کے اصرار پر وہاں کا سارا اثاثہ چھوڑکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وطن واپس آ گئے۔

وطن پہونچکر آپ نے گاؤں ہی میں ایک مکتب قائم کیا اور اس میں پانچ سال تک درس و تدریس کا اور پھر اسی وقت سے ابتک (۸۹ء) اس کا انتظام و انصرام دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے اپنی اور اپنے خاندان کی معاشی خود کفالت کے سلسلے میں لکڑی کی تجارت کر لی اور بحمداللہ کافی دنوں سے یہ تجارت فروغ پر ہے۔ گاؤں سے متصل گورنامی مقام پر ۸۰ء میں ایک مکتب قائم کیا اور ۸۴ء میں ایک مسجد بنوائی۔

آپ نے وطن میں اقامت اختیار کرنے کے ساتھ ہی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا تاکہ اس پچھڑے علاقہ میں دینی تعلیم کو رواج دیا جائے اور عوام میں دینی رجحانات پیدا کئے جائیں۔ اس سلسلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ نے "مجھوامعافی" نامی گاؤں میں پند و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا اور لوگوں کو رغبت دلائی کہ صحیح احادیث پر عمل کریں اور موضوع و ضعیف احادیث پر نہ تو اپنے عقائد کی بنیاد رکھیں نہ عمل کریں۔ اہلحدیثوں کے بعض امتیازی مسائل بھی خصوصی طور پر زیر بحث آئے آپ نے چیلنج کیا اور اس کا صحیح جواب نہ دینے کیوجہ سے عوام کی اچھی خاصی تعداد اہل حدیث ہو گئی۔

آپکی جدوجہد کے نتیجے میں پیکو لیا مسلم گاؤں کے مکتب کی ایک جائداد بھی ہو گئی ہے جو ۲۲ بیگھے زمین اور ایک وسیع قطعۂ آراضی میں ایک بہترین اور پائیدار عمارت کی شکل میں ہے۔ اس سال (۱۹۸۸/۸۹ء) کے تعلیمی سال میں اس مکتب کو ترقی دیکر عربی کی ایک چھوٹی سی درسگاہ قائم کر دی ہے۔ عربی تعلیم کی ابتدا کرتے ہوئے پہلی دوسری جماعت فی الحال رکھی گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ق

(۶۸)

مولانا قطب علی مجھوّا امیر (بستی)

مجھوّا امیر ضلع بستی (یوپی) وطن، متوسط درجے کے زمیندار تھے۔ شیخ محمد اسحاق گورکھپوری کے بیان کے مطابق علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ سید صاحب نے شیخ اسحاق کو خلافت دینی چاہی تو انھوں نے قلت علم کے عذر کی بنا پر سید قطب علی ہی کا نام لیا تھا۔ اس دریائے فیض نے بے تکلف فرمایا کہ سید صاحب موصوف کو بھی لے آیئے۔

قطب علی سترہ آدمیوں کو لے کر سید صاحب کے پاس اس زمانے میں تکیہ شریف پہونچے جب آپ حج سے واپس آئے تھے۔ اس قافلہ میں ان کے چھوٹے بیٹے سید حسن علی بھی شامل تھے بڑے بیٹے سید جعفر علی صاحب "منظورۃ السعدا" اس وقت لکھنؤ میں تعلیم پا رہے تھے۔ وہ علالت کے باعث نہ جاسکے۔

سید قطب علی بہت کبیر السن تھے۔ رائے بریلی سے ایک کوس کے فاصلہ پر زحمتِ سفر کے باعث بیمار پڑ گئے۔ تکیہ شریف پہونچے تو ان کی مہمانداری سید صاحب کے بھتیجے سید محمد یعقوب کے سپرد ہوئی۔ ایک مہینہ ٹھہرے رہے پھر سید صاحب نے مولانا عبدالحی سے خلافت کی سند لکھوا دی۔ قصد موت کی شہرت ہوئی تو سید قطب علی بھی معیت کے لئے تیار ہو گئے۔ سید صاحب نے ضعیفی کے پیش نظر انھیں روک دیا اور فرمایا کہ دعا کرتے رہیئے اور ہمارے بلاوے کا انتظار کیجئے۔ امتثالِ امر میں وہ رک گئے۔ سید صاحب کی شہادت کی خبر سن کر بہت روئے۔ مولوی جعفر علی نقوی کا بیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ بار بار فرماتے تھے۔ کاش میرا بیٹا (سید جعفر علی) مر جاتا اور سید صاحب زندہ رہتے نیز فرماتے کہ سید صاحب کے ہاتھوں غلبۂ اسلام دیکھنے کی آرزو تھی۔ اب میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ (مولوی سید جعفر علی کے بیان کے مطابق انھوں نے فرمایا

تمنا بود کہ اللہ تعالیٰ از دست حضرت امیر المومنین
آرزو تھی کہ اللہ تعالیٰ حضرت امیر المومنین کے
کفار نگونسار را از ایں دیار پاک کردہ شوکت اسلام
ہاتھوں اس سرزمین کو کافروں سے پاک کرے
معائنہ نماید چوں جناب ممدوح در دنیا نہ ماندند
اور اسلام کا غلبہ دکھائے جب امیر المومنین زندہ نہ رہے
ماھم اگر مردیم، چہ غم است
تو مجھے موت آ جائے تو کیا غم ہے"

غالباً ۱۸۳۳ء میں وفات پائی۔ آخری وقت میں متعلقین کو جو وصیتیں کیں ان میں سے چند یہ ہیں:-

(۱) توحید پر قائم رہو اور سنت کی اتباع کبھی نہ چھوڑو (۲) میرے بعد کسی بدعت کا ارتکاب نہ ہونے پائے ورنہ قیامت کے دن تم سے مؤاخذہ کرونگا۔ (۳) میرے مرنے پر نوحہ نہ کیا جائے۔ نہ سوم یا کوئی دوسری رسم منائی جائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ک

(۶۹)

کھدیرو بابا کھنڈسری بازار بستی،

(بروایت مولانا عبدالحمید رحمانی بن عبدالجبار)

مولد و مسکن موضع بگھوا علاقہ کھنڈسری ضلع بستی ہے۔ ایک چوڑی ساز اور بے پڑھے لکھے ماحول میں پیدا ہوئے علاقہ میں تندوا گاؤں کی خاص اہمیت تھی اور محمد اسماعیل و عبدالجبار کے خاندان کا قائم کیا ہوا ایک اہم مکتب تھا اسی میں تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے کہا جاتا ہے کہ ۵، عدد قاعدہ بغدادی پھاڑ ڈالا پھر بھی نہ پڑھ سکے۔ لیکن قدرت نے ایک ایسی صلاحیت سے نواز دیا تھا جس سے بڑے بڑے علماء بھی محروم رہے۔ وہ تھی زبان کی تاثیر اور اصلاح و تبلیغ دین اور سلفیت کی ترویج واشاعت کا پختہ عزم اور حوصلہ۔ چنانچہ علاقہ کھنڈسری کے تقریباً پچاس گاؤں کو آپ کی کوششوں کے ذریعہ اہل حدیثیت نصیب ہوئی آپ پرجوش داعی اور خوش اخلاق مصلح تھے۔ مولانا امرتسری مولانا عبدالتواب غزنوی وغیرہ کے خصوصی فیض یافتہ تھے۔

مہمان نوازی کا یہ قصہ عجیب و غریب ہے کہ ایک مرتبہ اپنے کسی مہمان کو رہو مچھلی خوب کھلایا۔ بیچارے کو رات ہی میں اسہال شروع ہوگیا۔ کھدیرو بابا اور انکی اہلیہ میں اب آپس میں نزاع شروع ہوگیا۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ گندگی وہ صاف کرے چنانچہ فیصلہ اس پر ہوا کہ زمین کی گندگی کھدیرو بابا صاف کریں اور کپڑے کی صفائی اہلیہ کے ذمہ رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ کو شہادت کا بڑا شوق تھا اس کا موقعہ میسر نہ تھا سوچا علاقہ ہندوؤں کا ہے لاؤ ایک گائے ذبح کر ڈالیں پھر فساد برپا ہوگا نتیجتہً کسی طرح مارا جاؤں گا اور شہادت نصیب ہوگی۔

یہ سوچ کر گائے ذبح کر ڈالی ایک بڑے ہندو نے بلایا اور کہا کہ تم نے یہ کیا کیا کہا گوشت کھانے کی خواہش تھی تو ذبح کر ڈالا۔ ہندو نے کہا اچھا جاؤ اب ایسا مت کرنا۔

اس طرح متنوع انداز کے واقعات ہیں جن سے آپ کی دلیری، حق گوئی، فیاضی عزیمت وہمت، صالحیت اور تبلیغ توحید و ترویج مسلک اہلحدیث کے بے پناہ جذبات کا اندازہ ہوتا ہے۔ علم سے نا آشنا رہنے کے باوجود اتنی زبردست خدمت کی انجام دہی قدرت کی طرف سے آپ کے لئے مخصوص عطیہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو عوام اور خواص میں یکساں مقبولیت حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے اٹھاتے وقت بھی ایک ایسی بڑی نعمت سے نوازا جو عام طور پر اتفاقیہ ہی حاصل ہوا کرتا ہے وہ یہ کہ آپ کا انتقال مدرسہ دارالہدیٰ یوسف پور کے زیر اہتمام منعقد اجلاس عام میں ہوا اور ہندوستان کے اکثر اکابر اہلحدیث علماء آپ کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ اولاد میں پیغمبر نامی ایک صاحبزادے تھے جن کا انتقال کچھ پہلے ہو چکا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گ

(۷۰)

میاں گوہر علی اونر ہوا (گونڈہ)

میاں گوہر علی ایک اچھے بزرگ تھے۔ آپ نے گاؤں میں تعلیم کو خوب رائج کیا اور تقریباً تمام بڑے بوڑھے اور ماضی قریب کے (گاؤں کے) پڑھے لکھے لوگ آپ کے شاگرد ہیں ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۹ء میں انتقال ہوا۔

اونر ہوا گونڈہ کی چند مشہور اہلحدیث بستیوں میں سے ایک ہے یہاں مولانا اظہر وغیرہ کی بے لوث خدمات سے دینی رجحانات کا بول بالا ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ان بزرگوں کے اس مشن کو جاری وساری رکھنے کے لئے میاں گوہر علی اور مولانا مصاحب علی وغیرہ نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی اور بچوں کی تدریس کے ساتھ دعوت و تبلیغ اور وعظ وارشاد کو اپنا لازمۂ حیات بنائے ہوئے تھے۔

ل

(۷۱)

حافظ لعل محمد بانسی (بستی)

بانسی کے مشہور استاذ اور محدث علامہ محمد اسحاق صاحب کے چار خاص تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا عبد الغفور بسکوہری مرحوم فرماتے ہیں۔ تیسرے شاگرد حافظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لعل محمد صاحب تھے۔ آپ شیفتۂ توحید تھے مولانا بانسوی کے بجائے آپ نے خوب تبلیغی کام کیا۔ آپ کی بات ایسی پرتاثیر تھی کہ بعض بعض عالموں کو بھی غفلت سے ہوشیار کر دیا کرتی تھی اللہ تعالیٰ حافظ مرحوم کو غریق رحمت کرے (آمین)

(اہلحدیث امرتسر مجریہ ۱۶ ۱۳؍۱۹۲۸ء)

(۷۲)

لیاقت حسین مرغہوا (بستی)

(بروایت ڈاکٹر سید احمد بن حکیم جمیل احمد بن مولانا لیاقت حسین)

والد کا نام چودھری امیر احمد اور مرغہوا نزد اڑوا بازار آبائی وطن، آپ کے والد بڑے زمین دار چودھری اور بڑے متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے۔ ان کا معمول تھا کہ فجر بعد بلا قرآن کی تلاوت کئے مسجد سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ چونکہ گائے بھینس کافی تھیں اور اپنے بچوں کی صحت کا خاصا خیال تھا۔ اس لئے چرواہوں سے کہہ دیا تھا کہ انھیں خوب دودھ پلائیں اور جب تھوڑا پیئیں تو ہمیں اطلاع دیں تاکہ ہم انھیں مار مار کر ٹھیک کر دیں۔ دودھ پلانے کے سلسلے میں اس سختی کا نتیجہ تھا کہ آپ اور مولانا دیانت اللہ (جن کا ذکر اپنی جگہ پر گذرا) روز صبح شام چراگاہ جاتے اور چرواہے انھیں دھمکیاں دے دے کر دودھ پلاتے یہی وجہ تھی کہ آپ بڑے قوی، تن و مند اور پہلوان ہوئے۔ حیرت ہے کہ دوڑنے میں بڑی زبردست مہارت رکھتے تھے۔ جب پڑھنے لکھنے کے لئے بسکوہر مولانا اللہ بخش کی خدمت میں جانے لگے۔ تو اپنے بیان کے مطابق مرغہوا سے بسکوہر (دونوں کے درمیان تقریباً پندرہ کیلومیٹر کا فاصلہ ہوگا) تک کا سفر بیچ میں ٹھہرے بغیر دوڑتے ہوئے طے کرتے تھے۔ یہی طریقہ صبح و شام روزانہ جانے اور واپس آنے کا تھا اس ریاضت اور تعلیم میں آپ کے ساتھ مولانا دیانت اللہ سمراوی (اڑوا) بھی ہوتے تھے۔ زمانہ طالب علمی کی تفصیلات سر دست معلوم نہیں ہو سکیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

البتہ ایک ڈائری آپ نے تیار کر رکھی تھی۔ جس میں اس سلسلے کی بعض معلومات ملنی ممکن ہے وہ مولانا رفیق احمد سلفی کے پاس تھی میری نظر سے گذری ہے آپ نے کافی حد تک تعلیم مولانا اللہ بخش بسکوہر میں، مولانا عبدالرحمن مبارکپوری سے غالباً بونڈھار میں مولانا محمد سعید محدث بنارسی سے بنارس میں مولانا محمد بشیر سہسوانی سے مدرسہ حاجی علیجان میں مولانا عبدالوہاب صدری سے دارالکتاب والسنہ دہلی میں اور شیخ حسین بن محسن یمانی انصاری سے بھوپال میں استفادہ کیا اور سند حدیث لی، بتایا جاتا ہے کہ کافیہ آپکو ازبر تھی (محل نظر)

فراغت کے بعد درس و تدریس کا شغل نہیں رکھا۔ کیونکہ زمیندار تھے اس کی بھی حفاظت کرنی ضروری تھی : البتہ دعوت و تبلیغ اور ایثار و قربانی نیز تقوی، طہارت میں بڑا بلند رتبہ رکھتے تھے آپ کا عام شغل دعوت و تبلیغ تھا۔ چنانچہ علاقے کے دور دراز مقامات میں جا جا کر تبلیغ کیا کرتے تھے۔ آپ اچھے واعظ اور بڑے مقرر تھے۔ چنانچہ آپ کو مولانا امرتسری نے "طوفان میل" کا لقب دے رکھا تھا۔ جب مجمع جلسہ گاہ سے اٹھنے لگتا تو مولانا امرتسری کہتے کہ طوفان میل کو بلاؤ اس سے دعوت و تبلیغ اور مقررانہ صلاحیت کے علاوہ بڑے علماء سے تعلقات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔،

آپ بہت زیادہ فیاض طبیعت بھی تھے۔ آپ کی سخاوت اور ایثار و قربانی کی ایک مثال یہاں پیش کی جاتی ہے جس نے علاقہ کے لوگوں کو اب تک حیرت میں ڈال رکھا ہے اور بہتوں کو اس پر رشک آیا ہے۔ ہوا یہ کہ آپ جب فارغ ہوئے تو آپ کے ہم سبقوں میں ٹونک کے ایک آدمی جعفر علی نامی تھے یہ بیچارے غریب گھرانے کے تھے۔ آپ انھیں فراغت کے بعد اپنے ساتھ اپنے گھر لاتے اور ٹھیک وہ منظر پیش کرنے کی کوشش کی جو انصار نے مہاجرین کے ساتھ مدینہ طیبہ میں کی تھی۔ آپ نے ان کو ایک بھائی کے درجہ میں رکھا اور تمام بھائیوں کا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کا برابر، برابر حصہ لگایا۔ کھیت دیا۔ اسباب و اغراض دیئے۔ اپنے پیسے سے اپنے گھر کے بازو میں ایک گھر بنوا دیا۔ مولانا جعفر علی ٹونکی اس طرح مرغیوا کے مستقل باشندے ہو گئے۔ یہیں ان کو اولاد ہوئی جیسا کہ جعفر صاحب کے ترجمہ میں گذرا۔ یہی وجہ تھی کہ مولانا ممتاز علی صاحب آپکو "انصاری" کہا کرتے تھے۔ مولانا لیاقت کے ابن الحفید ڈاکٹر سید احمد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مولانا ممتاز علی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہاں مکان ہے؟ بتایا، مرغیوا۔ پوچھا مولانا لیاقت حسین انصار کے تم کون ہوتے ہو۔ میں نے بتایا کہ ان کا حفید ہوں۔ آپ مصافحہ کر کے میرا ہاتھ پکڑے رہے۔ روتے تھے اور کہتے جاتے تھے اللہ کا کرم ہے کہ انصار کے پوتے سے میری ملاقات ہو گئی اور دیر تک روتے رہے۔ نواب صدیق حسن بھوپالی کی طرف سے آٹھ روپیہ ماہانہ آپکو اور آپ کے رفیق درس مولانا جعفر صاحب کو ملتا تھا۔ آپ نے اپنے حصہ کی یہ رقم جعفر صاحب کو مستقلاً ہبہ کر دی اور کہا کہ آپ اپنے حصہ سے یہاں کی ضروریات پوری کریں اور میرا حصہ اپنے گھر بھیج دیا کریں تاکہ گھر کے افراد بھی پریشان حالی سے بچے رہیں۔

آپ کو یادداشتیں قلمبند کرنے اور انگریزی سیکھنے کا بھی شوق تھا میری (مؤلف تراجم) کی نظر سے آپ کی تین ڈائریاں گذری ہیں۔ ایک میں انگریزی مفردات و جمل کو اردو خط میں لکھا ہے اور معانی بھی درج کئے ہیں۔ معلوم پڑتا ہے کہ انگریزی بولنا سیکھ رہے تھے۔ دوسری اور تیسری ڈائری ایک مربوط چیز کا دو حصہ ہیں۔ پہلے حصہ میں انبیاء کرام کے احوال و واقعات، جگہ جگہ قرآن و حدیث کی تشریح اور صحابہ کرام و خلفاء راشدین کے احوال وغیرہ درج ہیں۔ جو واعظین کے لئے مفید اور درس عبرت سمجھ کر تحریر کی گئی ہے۔ دوسرے حصہ میں اپنے احوال و واقعات ابتلاء و آزمائش اور گونڈہ و بستی کی جیلوں میں گزری عبرت آموز داستانیں ہیں ـــ خط صاف ستھرا اور بہتر ہے آپکا انتقال اکتوبر ۱۹۵۳ء میں مرغیوا میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

م

(۴۳)

مولانا محفوظ الرحمان بونڈھار (گونڈہ)

مولد و مسکن بونڈھار، والد کا نام مولانا زین اللہ، تاریخ پیدائش ۱۹۴۸ء ابتدائی تعلیم بونڈھار، گونڈوں، مدرسہ ندائے اسلام کلکتہ میں پائی پھر فیض عام مئو میں عربی کی پہلی جماعت سے تیسری جماعت تک پڑھا اس کے بعد دیوبند گئے اور پانچ سال وہاں پڑھکر ۱۹۶۸ء میں فراغت حاصل کی ۱۹۶۹ء میں جامعہ سلفیہ بنارس سے فضیلت کیا اور پھر مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر میں دو سال تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ بعد میں ایک سال مدرسہ انوار العلوم پرسا عماد میں پڑھایا۔

اب جامعہ اسلامیہ پہونچنے کے وسائل فراہم ہو چکے تھے۔ چنانچہ شوال ۱۳۹۲ھ میں مدینہ پہونچے اور کلیۃ الدعوۃ میں داخلہ لیا چار سالہ کورس ۱۳۹۶ھ میں مکمل کیا اور ساتھ ہی جامعہ کے قسم الدراسات العلیا میں شعبۃ السنۃ سے داخلہ مل گیا ۱۴۰۰ھ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ایم اے میں آپ نے علامہ ذہبی کی "تلخیص العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ" کی تحقیق کی تھی اور پی ایچ ڈی میں علامہ دارقطنی کی کتاب العلل کا ایک حصہ تحقیق کر کے پیش کیا تھا۔ اب اس کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی تالیفات درج ذیل ہیں۔

۳۔ الارسال فی الحدیث (تالیف) ۴۔ فہرس الکامل لابن عدی (تالیف)

۵۔ کتاب الرد یا لابن النحاس (تحقیق، مطبوع مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ ربیع الآخر ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ)

۶۔ مسند بزار ۷۔ مسند عمر بن الخطاب لابی بکر الفقیہ النجاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۸۔ مسند ابی بکر لابن الصاعد ۹۔ المعجم المفہرس لرواۃ الحدیث

آخری کتاب زیر تالیف اور بقیہ تینوں کتابیں زیر تحقیق ہیں۔

آپ نے ڈمریا گنج میں فیض عام لائبریری کے قیام میں ڈاکٹر عبدالباری کا تعاون کیا ہے اور جماعتی نشاطات میں برابر دلچسپی لیتے رہے ہیں۔

ڈاکٹریٹ کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ کے قسم المخطوطات میں ملازم رہے ہیں۔ اس وقت یہ ملازمت ختم ہو گئی ہے اور اب دارالافتاء ریاض کی طرف سے دبئی میں بسلسلۂ دعوت و تبلیغ قیام ہے۔ آپ ذہین، محنتی اور خوش اخلاق ہیں۔ اور مطالعہ گہرا اور وسیع ہے۔

(۴۷)

مولانا محمد سمراد بستی

(بروایت مولانا عبدالمبین منظر)

ابتدائی عربی و فارسی کی تعلیم جھنڈا نگر میں مولانا عبدالغفور بکوہری اور مولانا عبدالرحمان صاحب بجواوی وغیرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد رحمانیہ دہلی میں داخلہ لیا۔ یہاں ایک سال تعلیم حاصل کی۔ طلبہ رحمانیہ کی عام ہڑتال اور اسٹرائک کے سبب وہاں سے واپس ہوئے۔ اس کے بعد فیض عام مئو گئے۔ بعد میں جامعہ رحمانیہ بنارس میں مولانا محمد منیر صاحب سے سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد کچھ دنوں اپنے اطراف وجوانب میں تبلیغی و اصلاحی خدمات انجام دیتے رہے پھر ایک سال مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر میں تدریسی خدمت بھی کی اور وہیں بیمار ہو کر گھر آئے اور جوانی ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ موصوف بہت فصیح اللسان تھے زبان میں ایسی تاثیر تھی کہ باتیں دل میں اتر جاتیں۔ آپ سے بہت کچھ امیدیں وابستہ تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۷۵)

مولانا محمد اسحاق بانسی (بستی)

مولانا محمد اسحاق صاحب ضلع بستی کے مشہور قصبہ بانسی کے رہنے والے تھے بتایا جاتا ہے کہ آپ نے جونپور میں تعلیم پائی۔ وہاں بارہ سال تک رہے۔ اس درمیان میں جتنے خطوط گھر سے ملے سب کو ایک مٹکے میں رکھتے گئے اور محض اس وجہ سے کھول کر نہیں پڑھا کہ کہیں تعلیم کو چھوڑ کر گھر نہ جانا پڑے۔ بارہ سال پورا کر کے خطوط پڑھا اور گھر آئے۔ آپ غالباً مولانا جعفر علی نقوی کے ہمعصر تھے

آپ کی بہت سی کرامتیں ہیں۔ آپ بانسی کے علماء اہلحدیث کے جد اعلیٰ اور اس علاقے کے سب سے پہلے اہلحدیث عالم اور محدث تھے۔ آپ اپنے یہاں کی جامع مسجد کے سب سے پہلے اہلحدیث امام ہیں۔ آپ سے یہ شروع ہوا اور ابتک جامع مسجد اہلحدیث بانسی میں اہلحدیثوں ہی میں سے امام ہوتا ہے۔

آپ کے بارے میں مولانا عبدالغفور بسکوہری فرماتے ہیں "توحید و سنت کی حمایت میں شب و روز کوشاں رہتے تھے۔ آپ میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ آپ کا علمی تجربہ بھی بڑھا ہوا تھا۔ درس و تدریس کا کام شوق سے کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے علمی غذا کی پروردہ ایسی چند ہستیاں تیار ہوئیں۔ جو مخلوق کی ہدایت کا نمونہ بنیں۔" (۱)

اس کے بعد آپ نے مولانا عباد اللہ بستوی، مولانا احمد علی گونڈوی، حافظ لعل محمد بانسوی اور مولانا عظیم اللہ نیپالی کو ذکر کیا ہے۔

---

(۱) اہلحدیث امرتسر ۲۳، رمضان ۱۳۴۶ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۷۶)

مولانا محمد اسرائیل اونر ہوا (گونڈہ)

مولد و مسکن اونر ہوا ہے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں پر پائی پھر جامعہ رحمانیہ بنارس میں پڑھتے رہے مولانا نذیر احمد رحمانی کے انتقال کے بعد مولانا عبدالجلیل سامرودی سے کسب فیض کا خیال پیدا ہوا اور سامرود ضلع سورت (گجرات) پہونچے۔ حدیث کا علم آپ سے حاصل کیا۔ وطن واپس آئے تو کسی عربی درس گاہ میں جم کر نہ بیٹھ سکے کبھی کسی مکتب میں تعلیم دی کبھی لکڑی کا کاروبار کیا اور کبھی گھر پر ہی بیٹھ رہے۔ آپ سے میری ملاقات ۱۹۷۶ء میں دارالعلوم شکراوہ (میوات۔ ہریانہ) میں ہوئی۔ میں یہاں اس سال مدرس تھا اور آپ بھی بحیثیت مدرس تشریف لائے تھے۔ ایک سال یہاں گذرا۔ اور آب و ہوا راس نہ آنے کی وجہ سے شکراوہ چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ اس کے کچھ دنوں بعد مدرسہ ریاض العلوم دہلی میں غالباً دو سال تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے پھر کچھ دنوں معہد التعلیم الاسلامی (تاسیس رمضان ۱۴۰۰ھ) سے متعلق رہے یہاں آپ تدریس کے بجائے انتظامی امور سے متعلق رہے ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۴ء تک گھر پر ہی رہے۔ آپ سے میری آخری ملاقات ۱۹۸۳ء میں ہوئی تھی۔ آٹھ سالہ تعلقات اور تقریباً تین سالہ مصاحبت کا تأثر یہ ہے کہ آپ نہایت خلیق، ملنسار، دردمند انسان تھے، تبلیغ دین کا کافی جذبہ تھا۔ وعظ و تقریر میں اچھی دسترس تھی، علمی صلاحیت بھی متوسط اور لائق اعتماد تھی۔ آپ ذہین اور دوربیں تھے۔ معاملات کی تہہ تک پہونچنے کی کوشش کرتے تھے۔ غصہ کچھ زیادہ آتا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مگر جلد ہی فرو ہو جاتا تھا۔ میں نے اس طویل مصاحبت میں کینہ اور بغض وحسد جیسے امراض خبیثہ سے آپ کے دل کو پاک وصاف پایا۔ میں آپ سے چھوٹا تھا مگر پھر بھی آپ نے شاید ہی کبھی میری بات ٹالی ہو۔ حق بات خواہ ان کے مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو ضرور منوالیتا تھا۔ ۱۹۷۸-۷۹ء کی بات ہے مدرسہ ریاض العلوم میں ہم دونوں تھے۔ میں انکے کمرے میں گیا۔ ان کے ہاتھ میں کالے رنگ کا ایک نہایت ہی نفیس کنگھا تھا مجھکو کیا سوجھی کہ میں نے ان سے لیا اور بے اختیار کہنے لگا بہت اچھا ہے دل کہتا ہے توڑ دوں یہ کہتے کہتے اسے بیچ سے توڑ دیا۔ وہ کچھ دیر کے لئے برہم ہوئے، بڑا افسوس کیا، میری اس حرکت پر حیران بھی ہوئے اور بتایا کہ یہ میری بیوی ام حبیبہ کی دی ہوئی تھی میں نے معذرت کی اور کہا کہ اس کی خوبصورتی دیکھ کر مجھے اسے توڑنے کے سوا کوئی چیز سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ خیر بات آئی گئی ہوگئی۔

۸۴ء میں جب میں نے اچانک سنا کہ مولانا اسرائیل صاحب کے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا اور اس کے غم میں مولانا کا کلیجہ دولخت ہوگیا اور وہ انتقال کرگئے۔ تو سنتے ہی کنگھے والے موہوم عملی خواب بیداری کا واضح تعبیری منظر میری نظروں کے سامنے پھر گیا۔ اللہ غریق رحمت کرے۔ آپ کے بھائی کا انتقال یکم جنوری کو ہوا تھا اور آپ کا ۱۰ جنوری ۱۹۸۴ء کو ہوا۔

(۷۷)

مولانا سید محمد اظہر بہاری اوئی پور (گونڈہ)

مولانا عبدالغفور بسکوہری فرماتے ہیں "مولانا (اللہ بخش) بسکوہری کے ہم عصر جناب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید محمد اظہر صاحب مرحوم ہیں آپ بہار کے رہنے والے تھے۔ کسی وقت اس علاقہ میں تشریف لائے۔ آپ کی بزرگی و دینداری پر اکثر لوگ فریفتہ ہو کر آپ سے بیعت ہو گئے۔ اور اس تعلق کی بنا پر انکی نگرانی کی اور دینداری پر آمادہ رکھنے کے لئے آپ نے ساری عمر اس علاقہ میں صرف کر دی۔ آپ نہایت شکیل و قد آور گندمی رنگ تھے۔ اور مولانا عبد الحق صاحب محدث بنارسی کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ سنت کے سچے عاشق تھے۔ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا غرض کل کام میں سنت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپکو جزئیات مسائل بہت مستحضر تھے علاوہ صحاح (کتب) ستہ کے نیل الاوطار و زاد المعاد و کشف الغمہ وغیرہ کتب حدیث کے گویا حافظ تھے۔ آپ کا کتب خانہ بے نظیر کتابوں سے بھرا رہتا تھا آپ کے ذریعہ سے علاقہ میں سنت کا بہت کچھ چرچا ہوا۔ اکثر مرد و عورت آپ کی ذاتی کوششوں سے آباء و اجداد کے رسوم کو ترک کر کے سنت پر عامل ہو گئے۔ اور آج اکثر اہلحدیث مولانا کی یادگار باقی ہیں۔ باوجود تقریباً ایک سو برس کے عمر پانے کے آپ کے ہوش و حواس میں کچھ فرق نہ آیا تھا (ماخوذ از اہلحدیث امرتسر مجریہ ۲۳ رمضان ۱۳۴۶ھ)

آپ نے گونڈہ کے اودئی پور نامی گاؤں متصل کوا پور میں اقامت اختیار کی تھی علاقے کے مسلمانوں پر آپ کی ایسی گرفت تھی کہ آپکی اجازت کے بغیر لڑکی اور لڑکے کا رشتہ طے نہیں ہو سکتا تھا۔ بارات وغیرہ رسومات پر بھی کڑی نظر رکھتے تھے بڑے بڑے زمیندار آپ کے سامنے آنے اور جواب دہی کرنے سے خائف رہا کرتے تھے۔ بڑا اچھا اور زبردست کتب خانہ تھا۔ غالباً مولانا عبد الرؤف صاحب رحمانی نے اپنے خطبۂ استقبالیہ (برائے اجلاس عام نوگڑھ منعقدہ ۱۷-۱۹ مارچ ۱۹۶۱ء ص ۱۰) میں جن کتابوں کے سراج العلوم جھنڈا نگر منتقل ہونے کا ذکر کیا ہے ان میں آپکی کتابیں بھی شامل ہیں۔

مولانا محمد اسحاق رحمانی گونڈوی کا بیان ہے کہ آپ غیر شادی شدہ اور پہلوان تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک پہاڑی کو جو بہت مشہور تھا ایک لمحہ میں پچھاڑ دیا تھا۔ قرب وجوار میں کوئی شادی اسی وقت ہوتی تھی جب آپ کا دستخط ہو جائے۔ آپ کیمیا گر تھے۔ پالکی پر چلتے تھے اور پالکی اٹھانے والوں کو پیسہ پہلے ہی دے دیتے تھے۔

(۷۸)

مولانا محمد اقبال بونڈھار (گونڈہ)

بروایت خود "۱۹۲۰ء" میں بونڈھار میں ولادت ہوئی مولانا محمد یٰسین سے بونڈھار ہی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی صرف ۲۹ دن میں قرآن شریف ناظرہ ختم کر لیا۔ دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں دوسری جماعت سے فراغت تک رہے۔ فراغت ۱۹۳۹ء میں ہوئی پھر نومبر ۱۹۳۹ء سے بونڈھار میں تدریسی فرائض انجام دینے لگے۔

شروع سے اخیر عمر تک مدرسہ سراج العلوم بونڈھار کے ناظم ومہتمم ہیں اور مدرسہ اور علاقہ نیز جماعت اہلحدیث کی روح بھی۔ مولانا عبد السلام مولانا سے روایت کرتے ہیں کہ میں زیادہ محنت تو نہیں کر پاتا تھا مگر اللہ رب العزت کا مجھ پر خاص فضل وکرم تھا کہ علمی مباحث مجھے جلد سمجھ میں آجاتے اور حافظہ میں تادیر محفوظ رہتے۔ دہلی کے مشاعروں میں ہم لوگ سامع کی حیثیت سے شریک ہوتے تو مجھے اکثر شعراء کے کلام یاد ہو جاتے۔ اللہ پاک نے آپ کو ذہانت و فطانت کے ساتھ ہی ساتھ صلاح وتقویٰ کا وافر حصہ بھی عطا فرمایا تھا اسی وجہ سے اساتذۂ کرام اور مہتمم مدرسہ کی نگاہ میں معزز رہے۔ امتحانات وغیرہ میں نمایاں کامیابی پانے کی وجہ سے ہمیشہ انعامات سے نوازے جاتے رہے۔

آپ اپنا کام خود کرتے تھے اللہ پاک نے آپ کو قوتِ بازو سے بھی خوب نوازا تھا اور ساتھ ہی ساتھ شجاعت وبسالت کا جوہر بھی ودیعت فرمایا تھا۔ ایک موقعہ پر ایک ظالم وسرکش کے پنجۂ ظلم واستبداد سے مخلوق خدا کو آرام دینے کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تن تنہارات کی تاریکی میں چڑھتے ہوئے دریائے راپتی کے تیز دھاروں میں کود پڑے اور تیر کر پار ہوئے. مرحوم نوراللہ مرقدہٗ سنّت کے شیدائی نماز باجماعت کا اہتمام کرنے والے، شب بیدار، انتہائی ملنسار، ہنس مکھ، قوم وملت کا بے پایاں درد رکھنے والے، غربار ومساکین وطلبہ کا خیال رکھنے والے، انتہائی متواضع سادگی پسند اعلیٰ سمجھ بوجھ کے مالک، کامیاب مصلح ومدبر خداترس، امانت دار، قرآن مجید سے شغف رکھنے والے عالم باعمل، حرص وطمع سے پاک اور جملہ صفات حمیدہ واخلاق حسنہ سے متصف تھے. اسی وجہ سے چھوٹے بڑے مرد وزن مسلم اور غیرمسلم اپنے اور پرائے علمار وعوام ہرایک کی نگاہ میں بڑے محترم ومعزز تھے. سب لوگ آپ سے انتہائی عقیدت ومحبت سے ملتے. قرب وجوار میں "بڑے مولانا صاحب" کے نام سے یاد کئے جاتے. (۱)

(۷۹)

مولانا محمد حسن رحمانی اونرہوا (گونڈہ)

مولد ومسکن اونرہوا ضلع گونڈہ ہے. والد کا نام میاں گوہر علی جو گاؤں بھر کے معلم رہے ہیں آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد میاں گوہر علی سے حاصل کی پھر جھنڈا نگر مدرسہ سراج العلوم میں داخلہ لیا اور آخر میں دہلی کا رخ کیا. اور دارالحدیث رحمانیہ میں پڑھتے رہے. تاآنکہ ۱۹۳۹ء میں فراغت حاصل کی. گھر واپس آئے تو کاشت کاری اور تجارت ذریعۂ معاش اختیار کیا اور دعوت وتبلیغ لوجہ اللہ کرتے رہے اخیر عمر میں ۱۵۔۱۶ سال تک گاؤں کے مکتب میں بچوں کو پڑھاتے رہے اوائل ۱۹۷۷ء یا اواخر ۱۹۷۶ء میں انتقال فرمایا.

---

(۱) آپ کا انتقال ۱۳ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ (۱۳ اگست ۱۹۸۲ء) کو مکہ مکرمہ میں ہوا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۸۰

مولانا محمد حسین ترکلہا دنیپال

(بروایت مولانا عبد الغفار صاحب مڑلادی)

آپ کا مکان چتر اتھا، وہیں سے پڑھنا شروع کیا۔ مدرسہ یوسف پور میں مولانا نور اللہ صاحب سے علم حاصل کیا۔ پھر دہلی جا کر میاں نذیر حسین محدث دہلوی سے کسب فیض کیا چند سال کے بعد ترکلہا میں سکونت اختیار کر لی۔ وہیں سے مدرسہ یوسف پور میں تدریس کا کام کیا۔ بعد میں ترکلہا کے اندر خود مدرسہ کھولا اور گاؤں ہی پر پڑھاتے رہے۔ آپکے علاقہ میں تبلیغی دورے کا کام آپ اور آپ کے اساتذہ کے ذریعہ کافی عروج پر تھا۔ آپ زبردست عالم اور تہجد گزار بزرگ تھے۔ لباس نہایت سادہ ہوتا تھا۔ اہلحدیثیت کی تبلیغ آپ کے ذریعہ خوب ہوئی۔

آپ کے شاگرد مولانا عبد الرحیم حسن پوری کا بیان ہے کہ "مولانا محمد حسین (بھٹ پورہ کے مدرسہ میں) بمشکل ایک سال رہے۔ جب وہ گھر جانے لگے تو راقم الحروف (عبد الرحیم) اور مولوی عبد المجید مولانا کے ساتھ ہو گئے اور مولانا کے مکان پر چھ سات ماہ ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

مولانا اس علاقہ میں واحد شخصیت کے مالک تھے۔ دعوت و تبلیغ میں دور دور تک جاتے۔ جس میں زیادہ وقت گذرتا۔"

آپ کا نام مولانا عبد الغفار "احمد حسین" بتاتے ہیں اور آپ کے شاگرد مولانا عبد الرحیم رحمانی "محمد حسین"۔ میں نے شاگرد کی روایت کو زیادہ معتبر سمجھ کر آپ کا نام محمد حسین مانا ہے

آپ کا انتقال لگ بھگ ستر برس کی عمر میں ہوا۔

(تفصیلی حالات کی تلاش ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۸۱

مولانا محمد حنیف رحمانی موھن کولہ (بستی)

محمد حنیف نام، موھن کولہ نزد شہرت گڈھ مولد ومسکن۔ آپ سے ملاقات نہیں ہوسکی نہ ہی کسی سے زیادہ معلومات حاصل کر سکا البتہ یہ سننے میں آیا ہے کہ آپ عرصہ تک مدرسہ بحر العلوم انتری بازار کے محاسب اور بعد میں ایک زمانے سے اب تک اس کے صدر ہیں۔

کچھ ہی دنوں پہلے (۱۴۰۳ھ ۱۹۸۲ء) (نیپال) کپلوستو کے مغربی جانب ایک بڑے گاؤں مہاراج گنج میں ایک عربی ادارہ قائم کر رکھا ہے اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

آپ جامعہ رحمانیہ بنارس کے فارغ التحصیل ہیں۔ علمی لیاقت اور سوجھ بوجھ اچھی ہے۔ کچھ عرصہ تک جھنڈا نگر اور شنکر نگر میں تدریسی خدمت انجام دی ہے۔ عمر ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوگی۔

۸۲

مولانا محمد زماں رحمانی انتری بازار (بستی)

نام محمد زماں، والد کا نام نبی احمد، مولد ومسکن انتری بازار شہرت گڈھ بستی۔ تاریخ پیدائش صحیح معلوم نہیں۔ البتہ اندازہ ہے کہ ۱۳۳۵ھ ۱۹۱۶ء سے پہلے آپ پیدا ہوئے۔ بچوں کی تعلیم کے لئے انتری بازار کے جن تین آدمیوں نے مولانا عابد علی کو انتری بازار آنے کی دعوت دی تھی اور ان کو وہاں بسایا تھا ان میں سے ایک آپ کے والد دوسرے داہو میاں اور تیسرے قاسم علی خیاط تھے ان سبھوں نے انتری بازار میں علم دین کا چراغ جلانے کے لئے مولانا عابد علی کا انتخاب کیا تھا۔ ان میں سب سے زیادہ فائدہ غالباً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی احمد ہی نے اٹھایا۔ کیونکہ ان کے لڑکے محمد زماں نے مولانا سے کافی حد تک استفادہ کیا اور جو پودا آپ نے بحر العلوم کی شکل میں لگائی تھی اس کی آبیاری کی بہر حال آپ کی ابتدائی تعلیم گاؤں ہی پر ہوئی۔ مولانا عابد علی مرحوم سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھ کر آپ مدرسہ سراج العلوم جھنڈانگر چلے گئے اور چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کا بیان ہے کہ جھنڈانگر میں تعلیم کے دوران میں نے عبد الرزاق سمراوی سے تقریر اور وعظ کے سلسلے میں کافی استفادہ کیا۔ گو مدرسے سے انکا کوئی تعلق نہیں رہ گیا تھا پھر بھی وہ آتے تھے تو مجھ سے دیر دیر تک بحث و مباحثہ کرتے اور تقریر کرنی سکھاتے تھے۔ جھنڈانگر کے اندر آپ کے اساتذہ میں مولانا عبد الرحمان بجواوی مشہور عالم فرائض اور مولانا عبد الغفور بسکوہری وغیرہ شامل ہیں

سراج العلوم میں چھ جماعتوں تک تعلیم پانے کے بعد فراغت کے لئے دار الحدیث رحمانیہ آئے اور دو سال تک تعلیم پا کر ۱۹۳۶ء میں سند فراغت حاصل کی[1] فراغت کے بعد سراج العلوم جھنڈانگر میں چھ، سات سال تک درس دیتے رہے۔ اس کے بعد انتری بازار آگئے اور سات سال تک مدرسہ بحر العلوم انتری بازار کی تعمیر و ترقی اور اس کے اندر درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بحر العلوم کو گاؤں کی جامع مسجد سے لیجا کر گاؤں کے شمال میں مستقل عمارت دی مدرسہ اور اس کے ساتھ کی مسجد کی بنیاد ڈلوادی۔ اگر مدرسہ بحر العلوم کی تاریخ چند جملوں میں کہی جائے تو اس طرح کہنا بیجا نہ ہوگا کہ بحر العلوم کو مولانا عابد علی نے وجود بخشا اور اہم ادارہ بنایا مولانا محمد زماں نے اسے بام عروج پر پہونچایا۔ اور گاؤں کے اختلافات نے اس کا نام و نشان مٹادیا

---

(۱) اپنے بیان کے مطابق جبکہ آپ کا نام دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق شعبان ۱۳۵۲ھ کے محدث میں "تاریخ دار الحدیث رحمانیہ" کے اندر رحمانی علماء کے تحت "مدرسہ عربیہ جھنڈانگر میں مدرس دکھایا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ آپ شعبان ۱۳۵۱ھ میں یا اس کے پہلے ہی فارغ ہو چکے تھے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ سات سال تک گاؤں کے مدرسہ کو سنبھالنے کے بعد دارالعلوم ششہنیاں میں چلے گئے اور تین سال تک رہے۔ یہاں درس و تدریس سے زیادہ تبلیغ کا کام کرتے رہے اس کے بعد لوٹ کر انتری بازار آ گئے اور کئی سال تک بحر العلوم کی خدمت کی غالباً یہ سلسلہ ۱۹۶۹؁ء کو چھوڑ کر جس میں آپ جھنڈا نگر میں تھے ۱۹۷۲؁ء تک جاری رہا پھر آپ جھنڈا نگر گئے اور وہاں ۱۹۷۵؁ء تک درس دیتے رہے ۷۷-۱۹۷۶؁ء میں آپ ایک سال کے لئے ضلع گونڈہ کے ایک گاؤں "گلرہا" میں چلے گئے اور وہاں مدرسے میں پڑھاتے رہے لیکن صحت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی۔ اس لئے آپ گھر بیٹھ گئے اور اب اللہ اللہ پر قناعت کرتے ہیں ۔ آپ بہت ملنسار، حلیم الطبع اور محنتی تھے۔ چند دنوں پہلے جب آپ کے قوی نے جواب نہیں دیا تھا تو گھر کا کونسا کام تھا جسے آپ خود نہ انجام دیتے رہے ہوں صلاحیت ایسی تھی کہ کافی وقت گھریلو کاروبار میں لگے رہنے کے باوجود طلبہ کو ایسے انداز میں پڑھاتے تھے کہ طبیعت خوش ہو جاتی ۔ آپ نے پوری عمر درس و تدریس ہی میں گذار دی اور لگ بھگ ۴۶ سال تک بستی، گونڈہ و نیپال کے مختلف علاقوں کے طلبہ کو فیض پہونچاتے رہے تقریباً نصف صدی تک درس و تدریس میں مشغول رہنے ہی کا نتیجہ ہے کہ بستی و گونڈہ اور نیپال میں آپ کے شاگردوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ ذیل میں آپکے چند اہم تلامذہ کی فہرست دی جاتی ہے، جن سے آپ کے شاگردوں کے بارے میں رائے قائم کی جاسکے گی۔

مولانا محمد حسن رحمانی، مولانا عبدالقیوم رحمانی، مولانا عبدالصبور رحمانی، مولانا محمد اقبال رحمانی گونڈوی، مولانا عبدالرحمان نکھڑوی، مولانا عبدالمبین منظر، مولانا عبدالحمید رحمانی مولانا عبدالحمید شفیقی اور مولانا عبدالحنان فیضی وغیرہ۔

آپ نے درس و تدریس کے علاوہ تقریر کے نرالے انداز سے تبلیغ دین کے سلسلے میں اپنے علاقہ میں اہم رول ادا کیا اور قرب و جوار میں گھوم گھوم کر اصلاح کی۔ آپ کی نرینہ اولاد میں مولانا عبدالحنان فیضی ہیں جو چار سال تک مرکزی دارالعلوم بنارس میں تعلیم دینے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد خرابی صحت کی وجہ سے ۱۹۷۷ء کے تعلیمی سال سے مدرسہ سراج العلوم جھنڈانگر میں پڑھا رہے ہیں۔

آپ کا انتقال ۱۷ اپریل ۱۹۷۸ء میں وطن میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

(۸۳)

حافظ محمد سلیم بانسی (بستی)

(بروایت ماسٹر عزیز الحق بانسوی)

آپ بانسی کے رہنے والے تھے، نابینا تھے مگر حافظہ بلا کا تھا۔ تعلیم کے بارے میں معلومات نہیں، ایسا لگتا ہے کہ آپ نے کہیں پر باقاعدہ عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم حاصل کی تھی اور حفظ کیا تھا۔ آپ مکتب کے بچوں کا پورا کورس تنہا پڑھاتے تھے جو نہایت حیرت انگیز چیز مانی جاتی ہے، تمام بچوں پر آپ کا جو کنٹرول تھا وہ دیکھنے کے قابل تھا قرآن اور اردو الفاظ کے تلفظ میں کسی غلطی کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ بڑے سلیم الذوق نفاست پسند اور سفید پوش تھے، تقریر و تحریر دونوں کا ملکہ تھا اور آپ کو ایک اچھا خطیب مانا جاتا تھا، عربی کی عبارتیں حوالے کے ساتھ املاء کراتے تھے۔ آپ نے ایک کتاب "ہدایۃ المسلمین" املا کرائی تھی جس میں شرک و بدعت کی تردید تھی مگر نہ تو پوری ہو سکی نہ چھپ سکی۔ آپ صاحب ورع و تقویٰ اور شب زندہ دار تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۶۱ء کے بعد کسی وقت ہوئی۔

(۸۴)

مولانا محمد صدیق سمرا (اٹوا) (بستی)

تھانہ اٹوا کے پاس موضع سمرا آپ کا وطن ہے۔ مولانا اللہ بخش بسکوہری سے استفادہ کیا اور بھوپال میں کسب فیض کے لئے شد رحال کیا۔ آپ کا نام مدرسہ سعیدیہ دارانگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنارس کے مستفیدین میں میں نے کہیں دیکھا ہے البتہ یہ خیال نہیں کہ آپ مولانا سیف بنارسی کے رفقاء درس میں ہیں یا تلامذہ میں۔ اغلب گمان یہ ہے کہ آپ کو رفیق درس کی حیثیت سے دیکھا ہے۔

آپ ضلع گونڈہ کے مقام بھونی اور رہرہٹہ وغیرہ کی طرف دعوت و تبلیغ کا شغل رکھتے تھے۔ آپ نے لکھوری (گونڈہ) کے پنچ عبدالغفور کے یہاں بھی عرصہ تک قیام کیا اور دعوت و اصلاح کا کام کرتے رہے۔

(۸۵)

مولانا محمد صدیق لدوا (برڈپور) (بستی)

مولانا محمد صدیق صاحب ابن چاہان متوطن لدوا برڈپور بستی تقریباً ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مقامی طور پر اور فارسی کی مکمل تعلیم جناب میاں نور محمد صاحب پریاوی بستوی سے حاصل کی عربی کی ابتدائی تعلیم بھٹ پورہ بستی میں بعدہ جناب مولانا عبدالرحمان صاحب بھینسا گاہن و مولانا محمد اسماعیل صاحب (بھینسا گاہن نیپال) سے حاصل کیا اور آخر میں مدرسہ حاجی علیجان دہلی میں داخل ہو کر حضرت مولانا عبدالسلام بستوی سے فراغت حاصل کیا۔ فراغت کے بعد علاقہ مرچوار نیپال میں ۲۰ سال تک تعلیم و تبلیغ کا کام انجام دیتے رہے۔ حکومت نیپال کی طرف سے مسلمانوں کو اپنے دینی مذہب کے اشاعت پر مکمل آزادی ملنے کے بعد تقریباً ۱۹۶۰ء میں موضع "گلہریا" لمبنی (نیپال) میں ایک مسجد اور مدرسہ کی بنیاد ڈالی جو آج اس علاقہ میں درس و تدریس نیز دعوت و تبلیغ میں ایک مرکزی حیثیت رکھتے ہوئے مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم سلفیہ کے نام سے موسوم ہے۔ مولانا موصوف نے ۱۹۷۱ء میں حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر ۱۹۷۲ء میں وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۸۶)

مولانا محمد عباس بونڈھار (گونڈہ)

بروایت مولانا محمد اقبال رحمانی "آپ بونڈھار کے رہنے والے تھے مولانا محمد یٰسین سے پڑھا اور مدرسہ میاں صاحب سے فراغت حاصل کی۔ کچھ دنوں بونڈھار میں پڑھایا پھر تجارت میں لگ گئے آپ کی ایک صفت حق گوئی کی لوگ تعریفیں کرتے ہیں"

(۸۷)

مولانا محمد عمر انتری بازار (بستی)

نام محمد عمر بن عدالت ہے اور مولد و مسکن انتری بازار (متصل شہرت گڑھ) ابتدائی تعلیم انتری بازار میں ہوئی۔

عرصہ سے موضع گلرہا نزد تلسی پور گونڈہ میں ایک عربی ادارہ قائم کر رکھا ہے اور بڑے جوش و ولولہ اور ہمت و پامردی سے چلا رہے ہیں، علم کم ہے مگر اہل علم کی قدر کرتے اور علم دین کی خدمت میں پوری کوشش کرتے ہیں۔

(۸۸)

مولانا محمد عمر سیکھر پور (بلرامپور) (گونڈہ)

والد کا نام محمد موسیٰ وطن سیکھر پور ضلع گونڈہ ہے مگر مستقل اوقات بلرامپور میں رہتے ہیں ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ احمدیہ بلرامپور میں مولانا عبدالحفیظ صاحب سے حاصل کی پھر مدرسہ ضیاء العلوم تلی بازار کانپور اور جامع العلوم پٹکاپور کانپور میں مولانا عبدالستار معقولی کانپوری سے پڑھا۔ مولانا محمد عثمان اعظم گڈھی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بقیہ تعلیم حاصل کی ۔ مولانا اشرف علی تھانوی سے جامع العلوم میں استفادہ کیا پھر کتب احادیث مدرسہ نذیریہ دہلی میں پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اسوقت کے اساتذہ میں مولانا ابوالحسن، مولانا محمد یونس پرتاپ گڈھی اور مولانا شرف الدین ابوسعید قابلِ ذکر ہیں ۔

فراغت کے بعد مدرسہ منصاح العلوم بلرامپور میں پڑھانے لگے ساتھ ہی مسجد اہلحدیث میں امامت وخطابت کی ذمہ داری بھی اٹھالی ۔ آل انڈیا اہلحدیث کے سرگرم رکن اور مسلک کی ترویج میں ایک مخلص داعی کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں مجلسوں میں صدارت آپ ہی کے سپرد ہوتی ہے ۔ بلرامپور کے بعض معترضین کے جواب میں اہلحدیث کے امتیازی مسائل کو مدلل کرکے ایک رسالہ تحریر کیا تھا ۔ محتاجی کیوجہ سے شائع نہیں کرسکے اور لوگ اسے مانگ کر پڑھنے کے لئے لے جاتے رہے اس طرح وہ چیز ضائع ہوگئی اس کا نام تھا "سوط المبتدعین" المعروف بہ "کاۃ عمر" اسے ناظرین نے بہت پسند کیا تھا ۔ آپ طبیب بھی ہیں طبابت میں حکیم اجمل کے شاگرد حکیم محمد اسماعیل سے تلمذ تھے طبابت اور مکانات کے کرایہ سے گذربسر کرتے اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے ہیں ۔

(۸۹)

مولانا محمد یٰسین بانسی (بستی)

ماسٹر عزیز الحق صاحب روایت کرتے ہیں:" آپ نرکٹھیا بانسی میں پیدا ہوئے اور علوم دینیہ کی تکمیل کی سند فراغت حاصل کرنے کے بعد کسی یونیورسٹی سے فاضل کا امتحان بھی پاس کیا ۔ نرکٹھیا میں جامع مسجد کے امام تھے ۔ علم بڑا اچھا تھا ۔ آریہ سماجیوں کی کتابوں سے بڑی دلچسپی تھی آریوں کے رسالے برابر منگاتے اور مطالعہ کرتے تھے آپ کا کتب خانہ بڑا اچھا تھا ۔ لیکن افسوس کہ ضائع ہوگیا ۔ مجنوں مکرانوی آپکے لڑکے ہیں یہ اچھے شاعر تھے جب مجنوں کا انتقال ہوا تو گھر بار تباہ ہوگیا ۔ اور اب خاندان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یں کوئی نہیں ہے۔ مولانا محمد یٰسین صاحب کا انتقال دق کے عارضہ میں ۴۶-۱۹۴۵ء میں ہوا اور بالسنی میں مدفون ہوئے۔

۹۰

مولانا محمد یٰسین بونڈھار (گونڈہ)

(بروایت مولانا محمد اقبال صاحب بونڈھاری)

بونڈھار ضلع گونڈہ کے رہنے والے تھے، ابتدائی تعلیم مولانا عبدالرحمان مبارکپوری اور مولانا عبدالسلام مبارکپوری سے بونڈھار میں حاصل کی۔ اساتذہ میں حکیم محمد سلیمان صاحب مئوی بھی ہیں۔ فیض عام سے ۱۳۴۵ھ میں فراغت حاصل کی۔ پھر وجاہیہ کالج لکھنؤ سے طب کی تکمیل کی، بعد میں بونڈھار میں مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۹ء سے پہلے تقریباً ۱۸ ۲۰ سال تک بونڈھار میں پڑھاتے رہے۔ اس وقت وہاں چوتھی جماعت تک کی تعلیم ہوتی تھی۔ فارسی میں آپکو کمال دسترس حاصل تھا۔ مدرسہ سراج العلوم بونڈھار میں تدریس سے پہلے کچھ دنوں بھٹ پورہ کے مدرسہ مفتاح العلوم میں بھی پڑھایا۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا محمد اقبال رحمانی، مولانا شکراللہ سمرضوئی گونڈوی، مولانا محمد حنیف ہاتف، مولانا عبدالشکور دردو صدیقی، مولانا محمد خلیل رحمانی اور مولانا عبدالرحیم رحمانی حسن پوری وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے۔ وعظ و تبلیغ کا ملکہ تھا تقریر میں بڑی تاثیر ہوتی تھی۔ اخلاق و کردار بڑا بلند تھا۔ دین کی خاطر اپنی کسی چیز کی قربانی سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ وفات غالباً ۱۳۹۷ھ میں لگ بھگ (۸۰) اسی سال کی عمر میں ہوئی۔

۹۱

مولانا محمد یونس بونڈھار گونڈہ

آپ بونڈھار کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم بونڈھار میں پائی پھر سہارنپور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں پڑھتے رہے مگر تکمیل نہیں کی۔ البتہ مولانا عبدالرحمان مبارکپوری سے اجازت نامہ حاصل کر لیا تھا۔ آپ نے اللہ نگر (گونڈہ) اوسان کوئیاں (بستی) یوسف پور (بستی)، بھلوہیا (گونڈہ) اور رجے نگرا (گونڈہ) وغیرہ میں تاحیات درس وتدریس کا کام کیا۔ تقریباً (۹۰) نوے سال کی عمر میں لگ بھگ ۶۷-۱۹۶۶ء میں انتقال کیا۔

مولانا اقبال رحمانی کا بیان ہے کہ "آپ مولانا محمد یسٰین سے عمر میں بڑے تھے اور بڑے عابد وزاہد اور ذاکرین میں سے تھے۔"

(۹۲)

مخدوم پنج ہرہٹہ (گونڈہ)

مولانا عبدالغفور بسکوہری گونڈہ کے علماء میں سے مولانا اظہر مولانا احمد علی اور حاجی عبدالجبار سرمہ دانی والے دگنوریا ریاست بلرامپور) کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"متذکرہ بالا مقدس ہستیوں کی جان توڑ کوشش کی وجہ سے علاقہ میں خوب دینداری پھیلی، چاروں طرف دیندار ہی دیندار نظر آنے لگے۔ خصوصاً مخدوم پنج صاحب ساکن ہرہٹہ ضلع گونڈہ پر دینداری کا وہ رنگ چڑھا کہ علاوہ گرد ونواح کے دور دراز مقامات پر بھی مخدوم پنج کا نام روشن ہوگیا۔ اپنے اور اپنے بچوں کی صورت وشکل اور شادی وغیرہ میں سنت کی پوری پابندی کرتے تھے۔ مجال نہ تھی کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی خلاف سنت کوئی کام کر سکتا۔ جود وسخا میں وہ یکتائے زمانہ تھے کہ اپنے وقت اپنی نظیر خود تھے۔ باوجود مالداری کے نہایت درجہ غریب آشنا تھے۔ آپ کا جود وسخا دور دراز تک مشہور ہوگیا تھا۔ رحمہ اللہ (۱)

مولانا محمد اسحاق رحمانی گونڈی کا بیان ہے کہ "آپ بڑے بزرگ تھے، مولانا اظہر صاحب

---

(۱) اہل حدیث امرتسر مجریہ ۲۳ رمضان ۱۳۴۶ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے بیعت تھے، مولانا اظہر نے بتایا تھا کہ کافروں کو سلام نہیں کرنا چاہیئے اس اصول کی پابندی میں آپ نے ریاست بلرامپور کے راجہ سے صاف کہہ دیا کہ میں نے ایک پیر بنایا ہے وہ کہتے ہیں کہ راجہ کافر ہے اور کافروں کو سلام نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے میں تمہیں سلام نہیں کروں گا ـــــــ بلرامپور کی چکنی مسجد جس میں مولانا محمد عمر سیکھر پلوری امامت وخطابت کرتے چلے آئے ہیں آپ ہی کی بنوائی ہوئی ہے۔ جس کا واقعہ اہل ثروت کے لئے لمحۂ فکریہ اور درس عبرت ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ ہاتھی خریدنے جارہے تھے لیکن بلرامپور پہونچے اور اس سے مسجد بنوادیا اور ہاتھی خریدنے نہیں گئے۔ جب ان سے ہاتھی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ " بلرامپور میں باندھ کر آیا ہوں"۔

(۹۳)

مولانا مصاحب علی اونرہوا (گونڈہ)

آپ اچھے بڑے عالم تھے کہیں باہر سے تشریف لائے اور اونرہوا میں اقامت گزیں ہوگئے۔ مولانا اللہ بخش سے آپ کا تلمذ برائے ابتدائی درجات ثابت ہے۔ پہلے گاؤں کے اندر مدرسہ تھا آپ اس میں پڑھاتے تھے۔ تعلیم ہمیشہ ابتدائی دینیات ہی تک محدود رہی مگر مطالعہ وسیع تھا۔ اور کتب دینیہ کا بیش بہا ذخیرہ بھی جمع کر رکھا تھا آپ کے انتقال کے بعد ان کتابوں کے وارث آپ کے ایک بھائی ہوئے جو پڑھے لکھے نہ تھے اور مقروض تھے۔ قرض خواہ پیسوں کے عوض کتابیں لے گیا اور پھر وہ سب ضائع ہوگئیں۔

انھیں میں سے ایک کتاب سنن ابن ماجہ بڑھنی بازار (ریلوے اسٹیشن) میں ایک مہاجن کے پاس ملی جسے پھاڑ پھاڑ کر وہ سودے بیچتا تھا۔ آپ کا انتقال اونرہوا میں تقریباً ۱۹۲۰ء کے بعد ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۹۴)

مولانا حکیم مقبول احمد جھنڈانگر (نیپال)

آپ کا انتقال ۲۵ اپریل ۱۹۷۸ء کو جھنڈانگر میں ہوا اور یہیں مدفون ہوئے آپ ایک تجربہ کار حکیم مخلص عالم دین اور مسلکی غیرت رکھنے والے نیپال کے معزز فرد تھے آپ کے والد محمد یوسف صاحب (جو خود بھی عالم دین تھے) نے آپکو پانچ چھ سال کی عمر میں مولانا محمد منیر خاں بنارسی کے حوالے کر دیا تاکہ وہ بنارس جاکر مولانا کی خدمت میں رہیں اور دینی علم حاصل کریں۔ چنانچہ آپ کو مولانا منیر خاں صاحب نے جامعہ رحمانیہ میں تعلیم دینی شروع کردی۔ مقبول احمد صاحب نے عربی کی تعلیم جامعہ رحمانیہ (بنارس) میں مکمل کرلی۔ فراغت کے بعد مولانا کی خدمت میں دو سال مزید رہکر طب کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تیاری کی اور پھر طبیہ کالج لکھنؤ میں داخل ہو گئے۔ جب کورس کی تعلیم حاصل کرلی تو کچھ دنوں جھوائی ٹولہ میں پریکٹس کرتے رہے۔ پھر ضلع میں آکر بڑھنی بازار سے متصل سیورا نامی مقام پر پریکٹس شروع کی پھر بڑھنی اور جھنڈانگر میں دواخانہ کھولا اور اخیر عمر تک یہیں رہکر علاج و معالجہ کرتے رہے۔ آپ نے پچاس پچپن سالہ پریکٹس میں بڑی زبردست مہارت حاصل کرلی تھی۔ گونڈہ، بہرائچ، بستی، گورکھپور، فیض آباد اور بنارس تک کے لوگ آپ کے تجربوں سے صحت یاب ہوئے، بلکہ میرے سامنے کی بات ہے کہ ابھی جلد ہی گجرات کے ایک آدمی حکیم صاحب کے پاس جھنڈانگر پہونچے، اور تندرست ہوکر لوٹے۔ بنارس کے لوگوں سے گہرے تعلقات تھے آپ مولانا محمد منیر صاحب کو جب بھی بلاتے ضرور تشریف لاتے تھے، مرحوم بڑے با اخلاق مخلص اور مسلکی درد رکھنے والے انسان تھے۔ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے۔ (آمین)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۹۵

مولانا ممتاز علی کرتھی ڈیہہ (بستی)

آپ کے والد کا نام حسن علی تھا آپ نے ابتدائی تعلیم کافی عمر ہو جانے کے بعد مدرسہ سراج العلوم بونڈھار میں مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی سرپرستی میں حاصل کی۔ پھر ندوہ گئے اور مولانا حفیظ اللہ بندوی اعظم گڈھی (م ۱۳۶۲ھ) وغیرہ سے حدیث وغیرہ پڑھی۔ آپ کا خاندان مسلک سنت سے ہٹا ہوا تھا" فراغت سے پہلے ہی آپ نے نہ صرف یہ کہ اپنے آبائی مسلک کو خیرباد کہکر مسلک اہلحدیث اختیار فرمایا، بلکہ سنت نبویہ کے پرجوش حامی اور سرگرم مبلغ بن گئے اور اپنے احباب کو عقیدۂ سلف کی دعوت دینے لگے۔ آپ کا آبائی وطن بستی کا جنوبی علاقہ تھا بعد میں آپکے والد کسبھی میں آباد ہوئے۔ اور مولانا نے ندوہ سے فراغت کے بعد موضع کرتھی ڈیہہ میں سکونت اختیار کرلی۔ یہ علاقہ مسلمانوں کی کثرت تعداد کے اعتبار سے مشہور ہے آپ نے اسی علاقہ کو اپنی اصلاحی اور تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا یہاں کے مسلمانوں کی دینی زبوں حالی اور شرک و بدعت کی گرم بازاری دیکھ کر آپ شعلہ جوالہ کی طرح میدان تبلیغ و اصلاح میں متحرک ہو گئے۔ آپ نے وعظ و تقریر کو اپنی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ بغیر کسی دعوت اور بلاوا کے مختلف جگہوں پر پہونچتے۔ اور لوگوں کو عمل بالکتاب والسنۃ کی دعوت دیتے۔ حرکت و نشاط کا یہ عالم ہوتا کہ ایک ایک رات میں کئی کئی جگہ تقریریں کرتے۔ ہندوستان کے بہت سے علاقوں کی طرح یہ خطۂ زمین بھی گوناگوں بدعات و خرافات اور طرح طرح کی رسوم بد کا شکار تھا۔ پیر پرستی، تعزیہ پرستی نذر و نیاز اور فاتحہ کا عام رواج تھا، جاہل اور خود غرض پیروں نے پورے علاقے کو اپنے چنگل میں پھانس کر رکھا تھا، شعائر اسلام اور دینی ارکان نماز روزہ، حج عشر و زکوٰۃ وغیرہ سے لوگ کوسوں دور رہتے مگر آپ کی مخلصانہ دعوت و ارشاد کا نمایاں اثر ظاہر ہوا اور لوگ اسلامی احکام کو جاننے اور ان پر عمل کرنے لگے۔ دعوت و ارشاد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راستے میں آپ کو کافی وقت تک "وجادلھم بالتی ھی احسن" کے قرآنی اصول پر بھی عمل پیرا رہنا پڑا۔ چنانچہ بارہا قبوریوں اور جھوٹے پیروں سے مناظرہ اور بحثیں ہوئیں مگر میدان ہمیشہ آپ کے ہاتھ میں رہا۔ اور ہر مجلس میں کچھ نہ کچھ لوگ آپ کے ہاتھوں پر اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے بیعت کرتے رہے۔ آپ کے دل میں امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے بہت زیادہ درد و کسک پنہاں تھی۔ دین کی تبلیغ اور عامۃ المسلمین کی اصلاح کو آپ نے اپنا اوڑھنا بچھونا اور زندگی کا عظیم مقصد بنایا تھا۔ اس لئے آپ نے ملازمت کرنی گوارہ نہ کی تاکہ آزادی کے ساتھ اپنی تبلیغی و اصلاحی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔ تبلیغ و اصلاح کے راستے میں بارہا آپ کو جانی خطرات سے بھی دوچار ہونا پڑا مگر آپ نے اس کی چنداں پروانہ کی اور دین کی خاطر کسی خطرہ کو بھی خاطر میں نہ لائے اور جب بھی موقع آیا مخالفین سنت کو بڑی جوانمردی سے للکارا۔ آپ کی تبلیغ کے اثر سے پورا علاقہ توحید و سنت کی صداؤں سے گونج اٹھا اور ہر چہار سو اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ آپ کے مواعظ میں ایسی شیرینی اور لذت ہوتی کہ لوگ ہمہ تن گوش ہو کر گھنٹوں سنتے رہتے پھر بھی ان کی پیاس نہ بجھتی۔ اثر اندازی کا یہ عالم ہوتا کہ "از دل خیزد و بر دل ریزد" کا سماں نظر آتا۔ وعظ کہتے وقت خود روتے اور سامعین کو بھی رلاتے۔ یہاں تک کہ روتے روتے بہتوں کی ہچکیاں بندھ جاتیں۔ نماز فجر کے بعد آپ درس قرآن یا درس حدیث کا اہتمام فرماتے۔ لوگ دور دراز سے آپ کا خطبہ جمعہ سننے کے لئے آیا کرتے تھے۔ چند سالوں تک اپنے یہاں کچھ طلباء کو جلالین و مشکوٰۃ وغیرہ کا درس بھی دیا اور کچھ دنوں تک مدرسہ قاسم العلوم ریواں نیں مسند صدارت کو زینت بخشی۔

آپ کی طبیعت میں بہت زیادہ استغناء تھا چنانچہ دین کی ساری خدمات آپ نے بغیر کسی دنیاوی معاوضہ کے انجام دیں۔ ذاتی غرض کے لئے کبھی کسی دولت مند یا امیر کے یہاں تشریف لے گئے نہ اپنی کوئی ضرورت کسی سے بیان کی۔ آپ کی زندگی ریا و نمود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور دکھاوے سے پاک و صاف تھی۔ آپ خلوص وللّٰہیت کے پیکر تھے مریدین اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ اگر آپ چاہتے تو اپنے لئے بہت ساری دولت وثروت اکٹھا کر لیتے مگر آپ نے کسی ارادتمند سے کوئی نذرانہ یا رقم قبول نہ کی اور ہمیشہ فقیرانہ زندگی بسر کی۔ طبیعت کے استغنا نے آپکو فکر معاش سے بے پرواہ رکھا دنیا سے بے رغبتی اور درویشانہ زندگی کے باوجود تصوف کے باطل و خلاف شرع عقائد ونظریات پیری ومریدی کی بھول بھلیوں سے آپکو سخت نفرت تھی۔ مسلک سلف سے گہری محبت وعقیدت تھی۔ سنت رسول کے لئے غیرت وحمیت آپ کی رگ وپے میں بسی ہوئی تھی۔ ہمیشہ توحید خالص اور عقیدۂ سلف کی دعوت اور اطاعت رسول کی ترغیب دیتے۔ زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں مرتاض تھے۔ خشوع وخضوع اور تضرع وابتہال اور انابت الی اللہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ سردی ہو یا گرمی خشکی کے دن ہوں یا برسات ہمیشہ آپ نماز پنج گانہ باجماعت مسجد میں ادا فرماتے۔ آپ کا گاؤں کسی قدر نشیبی حصہ میں واقع ہے۔ برسات میں مسجد کا راستہ اتنا خراب ہوتا کہ گھٹنوں پانی میں اتر جانا پڑتا۔ مگر پابندی کے ساتھ آپ مسجد جایا کرتے۔ نماز تہجد کی سختی سے پابندی کرتے۔ آپ اللہ کے ان نیک بندوں میں سے تھے جنھیں دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے آپ کی باتوں سے روحانی تازگی اور ایمانی بالیدگی نصیب ہوتی۔ اور دل میں عمل صالح کا داعیہ ابھرتا ـــــ اپنے پورے علاقہ میں آپ کا اتنا زیادہ اثر تھا کہ لوگ اپنے اختلافات میں آپ کو حکم مان کر فیصلے لیتے۔ آپ ہمیشہ مسلمانوں کو متفق رکھنے کی کوشش کرتے اور آپس کے اختلافات رفع کروانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے بہت سے غیر مسلموں پر بھی آپ کا گہرا اثر تھا اور بہت سے ہندو بھی آپ سے ملنے آیا کرتے تھے اپنے اثر ورسوخ اور دلوں پر چھائی ہوئی ہیبت کے ذریعہ آپ نے بارہا مسلمانوں کو شر وفساد سے بچایا بھی۔ بیراؤں دبھراؤں کے حشر خیز ولرزہ براندام فساد کے بعد جس کی تفصیل اس وقت کے جماعتی اور غیر جماعتی اخبارات میں آچکی ہے۔ کچھ شرپسندوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعض مسلم ایریا کو لوٹنے اور جلانے کا منصوبہ بنایا۔ آپ کو کسی طرح اس کی اطلاع ہوئی۔ تو ان شر پسندوں کے پاس یہ پیغام پہونچایا کہ میں نے اپنے رفقاء اور حلقۂ اثر کے لوگوں کو جان کی بازی لگا دینے اور آخری دم تک مسلمانوں کی حفاظت کے لئے تیار کر لیا ہے جن میں ایک معتد بہ تعداد بندوق رکھنے والوں کی ہے ۔ اس لئے کوئی ذلیل حرکت کرنے سے پہلے تم اس کا انجام سوچ لو۔ آپ کی اس دھمکی کا اتنا اثر ہوا کہ شر پسند اپنے ناپاک ارادوں سے باز رہے۔ آپ کے ہاتھ پر بہت سے غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ آپکا ایک عظیم کارنامہ قیام مدارس اور تعمیر مساجد بھی ہے آپ کے تبلیغی اثر سے پورے علاقہ میں مساجد کا جال بچھ گیا۔ آپ کے قائم کردہ مدارس میں سے بعض میں فراغت تک کی تعلیم دی جاتی ہے آپ کی خدمت میں جب کوئی ارادتمند کچھ رقم لے کر حاضر ہوتا تو اسے قبول نہ کرتے اور مسجد کی تعمیر پر خرچ کرنے کی ترغیب دیتے۔ ایسے بہت سے مواضعات کا نام لیا جاسکتا ہے جہاں مسلمانوں کو اذان کہنے اور نماز پڑھنے کی آزادی نہ تھی مگر آپ کی اور آپکے رفقاء کی جرأت وہمت کا ثمرہ ہے جو آج وہاں دیکھا جا سکتا ہے ـــــــ زندگی کے آخری چند سال آپ نے عزلت میں گزارے ۔ کبرسنی کیوجہ سے جلسوں میں جانے اور تقریر کرنے سے مجبور ہو گئے۔ ضعف ونقاہت کیوجہ سے لوگوں سے ملنا جلنا اور باتیں کرنی کم کردی تھیں۔ آپ کا زیادہ وقت قرآن مجید کی تلاوت میں خرچ ہوتا ان دنوں فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس پیرانہ سالی میں جبکہ اکثر اعضاء جسم جواب دے چکے ہیں بینائی کو سلامت رکھا اور اپنی کتاب کی تلاوت سے محروم نہ کیا۔ معتقدین کی تعجب خیز کثرت کے باوجود زندگی کے بیشتر ایام چھپر کے مکان میں گذار دیے اور دنیا کے عارضی آرام وراحت کو آخرت کی سرمدی زندگی پر قربان کر دیا۔ (۱) آپکا انتقال ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ مطابق یکم فروری ۱۹۷۳ء میں تقریباً اسی سال کی عمر میں ہوا۔ نوشہری

---

(۱) ماخوذ از ترجمان یکم مارچ ۱۹۷۳ء نوشتہ مولانا عبدالرحمٰن مدنی بسر گڈ ھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب فرماتے ہیں" الہ آباد یونیورسٹی سے امتحان فاضل ادب بھی پاس کیا۔ تبلیغ توحید وسنت شعار ہے۔ قصبہ ہلور میں امامیہ (اثنا عشریہ) کی کثرت ہے مگر آپ کی تذکیر سے بے شمار امامیہ حلقۂ اہل سنت میں داخل ہو گئے یہی نہیں بلکہ کئی امام باڑے مسجدوں کے شکل میں منتقل ہوئے۔ کئی مندر بھی فرزندانِ اسلام کی عبادت گاہ بن گئے۔ طبیعت مناظرانہ ہے مگر زہد و تقویٰ میں بھی بے مثال ہیں۔ تقویٰ کی وجہ سے حکام ضلع بھی احترام کرتے ہیں (۱)

(۹۶)

مولانا مولا بخش اوسان کوئیاں (بستی)

نام مولا بخش مولد و مسکن اوسان کوئیاں۔ ابتدائی تا انتہائی تعلیم مدرسہ مظہر العلوم اوسان کوئیاں میں حاصل کی۔ اہم اساتذہ میں مولانا اللہ بخش بسکوہری، مولانا محمد دین محدث پنجابی اور مولانا احمد علی اویری ڈیہہ کا نام آتا ہے۔ آپ قرب و جوار میں دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ ایک کتابچہ "البیان العجیب" لکھا اور شائع کیا یہ سانڈ کی حلت کے سلسلے میں تھا آپ نے حلت ثابت کی تھی کیونکہ کچھ لوگ سانڈ کے گوشت کی حرمت کا فتویٰ دیتے تھے۔

---

(۱) (تراجم علماء حدیث ہند ص ۴۶۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ن

(۹۷)

مولانا نور اللہ پیرا بھوج (بستی)

(بروایت مولانا عبدالغفار مٹرلاوی بن مولانا نور اللہ)

آپ کرہی کے رہنے والے تھے۔ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔ ابتدائی تعلیم کرہی کے مدرسہ میں حاصل کی۔ فارسی کی تعلیم کسی میاں صاحب سے یہیں حاصل کی پھر عربی پڑھنے کا شوق ہوا۔ مولانا جعفر علی نقوی کے اشارے پر مولانا محمد اسحاق بانسوی سے عربی پڑھنے بانسی آ گئے۔ مگر مولانا اسحاق صاحب بہت کمزور ہو چکے تھے صرف دو تین ماہ آپ سے استفادہ ہو سکا۔

مرکز تعلیم کا ارادہ پختہ تھا اس لئے علاقے میں کسی اچھے عالم کی تلاش جاری رہی مولانا عباد اللہ کے بارے میں معلوم ہوا تو یوسف پور کا رخ کیا۔ مولانا اس زمانے میں پڑھاتے تھے۔ دو سال آپ سے پڑھا پھر دہلی پہونچے اور مدرسہ عالیہ فتحپوری میں مولانا عبدالغنی مجددی سے فنون کی کتابیں پڑھیں پھر میاں نذیر حسین محدث دہلوی سے حدیث و تفسیر پڑھی۔

دہلی سے یوسف پور واپسی کے بعد مولانا عباد اللہ صاحب نے اہل قریہ سے آپ کے فارغ ہو کر واپس آنے کا ذکر کیا۔ اور اپیل کی کہ انھیں بچوں کی تعلیم کے لئے مدرس رکھ لیا جائے۔ سب لوگ راضی ہو گئے۔ ابتدا میں مولانا عباد اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گھاری (بیل خانہ) میں پڑھاتے رہے پھر گاؤں سے باہر مدرسہ کے موجودہ محل وقوع پر علاقہ کے انگریز حاکم سے جگہ ملی اور وہیں تعلیم ہوتی رہی۔ مولانا کافی عرصہ تک مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ آپ نے پاس کے پیپرا نامی گاؤں میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ مدرسہ سے علیحدگی کے بعد تادم حیات تبلیغ دین میں لگے رہے۔ مولانا عباد اللہ صاحب کے کتب خانہ کے بعد آپ کے کتب خانہ کی کافی وقعت واہمیت تھی۔

آپ صوفی منش تھے بڑی پاک اور اچھی زندگی تھی۔ اتباع سنت کا جوش وجذبہ تھا جس کی تبلیغ میں بھی وہی رنگ تھا بڑے بااخلاق اور ہردلعزیز بزرگ تھے۔ آپ کے دو لڑکے تھے ایک کا نام تھا عبدالمجید جنھوں نے علم دین کی تحصیل کے ساتھ علم طب میں بھی مہارت حاصل کی تھی اور اسے ذریعہ معاش بھی بنایا تھا۔ دوسرے کا نام ہے عبدالغفار، جنھوں نے مقام "مرطلا" (نزد بجھابازار) میں سکونت اختیار کرلی ہے۔

مولانا نوراللہ کے تلامذہ میں مولانا احمد حسین (جن کو مولانا عبدالرحیم حسن پوری کی روایت میں محمد حسین کہا گیا ہے اور دونوں (مولانا عبدالغفار اور مولانا حسن پوری) کی روایتوں میں میاں صاحب کا شاگرد بتایا گیا ہے) مولانا محمد سلیمان (مہسٹر ببنی، نیپال) مولانا سعدی (مہسٹر، نیپال)، مولانا شمس الحق (مہسٹر، نیپال) مولانا عبدالصمد ٹھاکرپوری مولانا جان محمد (راوسان کوئیاں)، اور میاں علی رضا پھلورباوی وغیرہ آتے ہیں۔ آپکی وفات کو اس وقت (۱۹۸۳ء میں) تقریباً پچاس سال ہوچکے ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و

۹۸

مولانا وصی اللہ پیرابھوج (بستی)

نام وصی اللہ والد کا نام محمد عباس، مولد ومسکن پیرابھوج ضلع بستی ہے ابتدائی تعلیم مدرسہ دارالہدیٰ یوسف پور میں حاصل کی۔ جامعہ رحمانیہ میں عربی کی تعلیم تکمیل کے مراحل میں تھی کہ آپ کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ بھیجنے کے لئے منتخب کر لیا گیا غالباً ۱۹۶۶ء میں آپ مولانا عبدالحمید رحمانی، مولانا عبدالسلام ٹکریاوی اور مولانا عبدالرحمٰن (پیرگڈی) کے ساتھ مدینہ پہونچے غالباً ایک سال شعبۃ اللغہ میں پڑھکر امتیازی نمبرات سے بی اے کی سند حاصل کی۔ انھیں دنوں مکہ میں دراسات علیا (ایم۔ اے) کا شعبہ کھل چکا تھا۔ آپ اس کے قسم السنہ میں داخلہ لینے میں کامیاب ہو گئے۔ ایم اے کرتے ہوئے آپ نے (۱) "الضعفاء والمجہولون فی سنن النسائی" (۲) فضائل الصحابہ للامام احمد[1] (۳) العمدۃ فی تاریخ البلدۃ (مکہ) (۴) تحقیق اخبار مکہ للازرقی و تخریج احادیثہ (۵) تحقیق عقود الجمان فی جواز تعلیم الکتابۃ للنسوان للدیانوی (۶) تحقیق الکلام فی وجوب قرأۃ الفاتحہ خلف الامام للمبارکفوری (عربی ترجمہ) (۷) تحقیق کتاب العلل للامام احمد۔

مکہ کے قیام کے دوران آپ کے تعلقات امام حرم شیخ محمد بن سبیل سے کافی گہرے ہوتے گئے۔ آپ کو معہد المسجد الحرام کا مدرس مقرر کیا گیا اور تادم تحریر (دسمبر ۱۹۸۳ء) آپ مکہ میں معہد مذکور کے مدرس ہیں۔ جامعہ ام القریٰ میں مدرسی کے لئے ارباب جامعہ

---

(۱) یہ کتاب آپکی تحقیق کے ساتھ جامعہ ام القریٰ (مرکز البحث العلمی) سے شائع ہو چکی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوشش کر رہے تھے مگر ذمہ داران معہد آپکو بھیجنے پر راضی نہیں تھے ۔

آپ کی علمی صلاحیت زبردست اور حدیث کا مطالعہ کافی وسیع ہے۔ علوم حدیث خصوصاً رجال پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ طرز تحریر صاف و شستہ ہے۔ خلیق متواضع پرہیز گار اور نہایت سنجیدہ اور سلجھے ہوئے آدمی ہیں بال بچوں کے ساتھ اکثر مکہ میں قیام رہتا ہے۔ اس وقت عمر چالیس سال کے لگ بھگ ہو گی ۔

(۹۹)

چودھری ولی محمد لموئیا (گونڈہ)

(بروایت مولانا عبدالمعید گونڈوی)

" انیسویں صدی کے اخیر اور بیسویں صدی کے چار پانچ دہے تک ملک ولی محمد چودھری لموئیا ضلع گونڈہ کی ضلع بستی و گونڈہ کی تین چار تحصیلوں میں دھوم مچی تھی۔ خلاق عالم کی کارسازی کہ اقتصادی بحران سے دو چار ایک خاندان کو ایسا نوازتا ہے کہ اپنے علاقہ کا عدیم المثال انسان بن جاتا ہے۔ ان کے خاندان کے عروج و ارتقاء کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ غالباً مولانا اظہر صاحب ان کے گاؤں دعوت و تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے غالباً ملک صاحب کے دادا تھے۔ انھوں نے مولانا کو دعوت دی، مولانا نے ان کی دعوت قبول کر لی۔ بعد میں معلوم ہوا میزبان سود خوار ہے۔ آپ نے دعوت کھانے سے انکار کر دیا۔ ملک صاحب کے دادا نے عرض کیا آپ دعوت کھالیں، ہم آج سے سود خواری چھوڑتے ہیں۔ مولانا نے دعوت کھائی۔ اور رات کو اٹھ کر تہجد میں میزبان کے لئے بارگاہ رب العزت میں رو رو کے دعا کی کہ انھیں اتنا مال و دولت ملے کہ ان کے سنبھالے نہ سنبھلے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ تیسری پشت تک پہونچتے پہونچتے باون گاؤں کے زمیندار بن گئے ۔

انھوں نے اپنی دولت سے امیروں غریبوں، علماء سب کو مستفید کیا۔ کئی مدارس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ذمہ دار رہے۔ بونڈھار مدرسہ کے دوسرے مرحلہ کی تعمیر انھیں کی عنایات کی مرہون منّت ہے۔ بسکوہر جو بڑا ہی مردم خیز قصبہ تھا اور دینی پیاس بجھانے کا سرچشمہ وہیں تھا، اس کی بھی کفالت وہی کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دیگر مکاتب ومساجد کا انتظام والصرام بھی کرتے تھے۔

تقسیم ہند کے موقعہ پر خاندان کے بیشتر افراد پاکستان ہجرت کر گئے۔ سننے میں آتا ہے کہ بعض افراد اب بھی ضلع گونڈہ میں پائے جاتے ہیں جو ناخلف ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

رجسٹرڈ پاکستان